

سَبَّحَ عَالِ الْمَاجِلِ وَيَحْمُرُ

وَسِنَّةَ الْأَرْزَاقِ وَالْأَمْوَالِ



CHEFCHEN 1960

طُبِعَ فِي الْمَطْبَعِ مُفِيدٍ  
فِي بَلَدَةِ أَكْرَهَ فِي سَنَةِ  
الْهِيَئَةِ



بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي أَمْرُ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا أَمَرَهُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ أَكْلِ الطَّيِّبَاتِ وَالصَّلَواتِ وَالسَّلَامِ  
 عَلَى مَنْ فَضَّلَهُ اللَّهُ عَلَى جَمِيعِ الْكَائِنَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أُولَى الدَّرَجَاتِ الْعَالِيَاتِ  
 (اما بعد) اس رسالہ مختصرہ میں بیان کرتا ہوں اموال و مکاسب و معاش و مشارب حلال و حرام کا مقصود یہ  
 ہے کہ کسی شکر و رزق سے چارہ نہیں ہے ہر انسان واسطے بقا و حیات کے تحصیل مال میں ساری تر تیا  
 نا چاہے معلوم کرنا حلال و حرام مال و رزق کا ہر شکر و موسن پر فرض ہے تاکہ مال حلال پیدا کر کے اپنی  
 زندگی بسر کرے اور رزق حرام سے بچے عار و نارسے محفوظ رہے یہ رسالہ ایک مقدمہ اور چھ باب  
 کے ساتھ ختمہ پر مشتمل ہے مقدمہ میں حدیث ابو ہریرہ میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم  
 فرمایا ہے اے لوگو! اللہ تعالیٰ طیب ہے قبول نہیں کرتا ناگاہ طیب اور بیشک اللہ تعالیٰ  
 کیا ہے مومنوں کو اوسنی کام کا جس کا حکم رسولوں کو کیا ہے فرمایا: اے اللہ! رسول اکلو! امن  
 و اعملوا صالحا اور فرمایا اے اللہ! امن! امنوا! اكلوا من طيبات ما رزقکم ہر حضرت نے  
 فکر کیا ایک شخص کا جو لمبا سفر کرتا ہے پریشان صورت غبار آلودہ ہے اسے نہ رات نہ دن نہ

اپنے طرف آسمان کے کتنا ہے اسی رب الہی رب حالانکہ مطعم اور مسکا حرام ہے اور مشرب اور مسکا حرام ہے اور ملبس اور مسکا حرام ہے اور غذا دی گئی ہے وہ حرام ہے اب کس طرح اس کی دعا قبول ہو اگرچہ مسلم والترمذی لفظ صدیت کا اشعث اغبر ہے وبعیغ نے کہا اشعث وہ ہے جو بعد العید ہو جن و غسل و نظافت سے اسی طرح اغبر انتہی سفر میں آدمی سے انتظام نہ ملنے سے وہ بے سرو و برتن صاف کہتے ہیں منہم ہوتا ہے گرد آلودہ پریشان صورت رہتا ہے طلب رزق میں دور دور تک مارا پھرتا ہے اللہ پاک سے دعا کرتا ہے وصوت رزق چاہتا ہے مگر دعا قبول نہیں ہوتی اس لئے کہ کما ناپیا پنا سب تو مال حرام سے ہوتا ہے اور اللہ حرام قبول نہیں کرتا اس لئے وہ دعا مانگتا قبول نہیں ہوتی ہے معلوم ہو گا کہ قبول دعا کے لئے حلت رزق کی شرط ہے قید سفر کی اس جگہ اتفاق ہے ورنہ جسکی غذا حضرت رزق حرام سے ہے اسکی دعا بھی قبول نہیں ہوتی ہے عدم قبول دعا دلیل ہے عدم قبول عبادت پر اس لئے کہ دعا عبادت بلکہ فتح عبادت ہے موجب عبادت قبول نہوئی اور یہ شخص بے عبادت ٹھہرے اب لائق مغفرت و جنت کے نہو گا بلکہ مستحق نار کا ہو گا اس حدیث میں حث و تحریریں فرمائی ہے کسب رزق حلال پر تحذیر کی ہے کسب مال حرام سے خواہ انصاریہ کہتے ہیں حضرت فرماتے تھے کچھ لوگ بخون کر لے ہیں اللہ کے مال میں ناحق اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو آخر جہم البخاری والترمذی وبعیغ نے کہا مرد و خورن سے یہ ہے کہ ہر طرح پر خورن و ملک مال کا بغیر حق کرے جس طرح کوئی آدمی پانی میں دائیں بائیں اپنے ہاتھ پاؤں مارتا ہے انتہی یعنی اسی طرح یہ شخص بھی ہر طرف سے مال لیتا ہے کچھ پروا حلال حرام کی نہیں کرتا ہے حق ناحق کو نہیں پہچانتا ہے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے آویگا لوگوں پر ایک زمانہ پروا نہ کرے گا آدمی کہ کمال سے کیا حلال سے یا حرام سے سدا لا البخاری والترمذی وبعیغ نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ ہر سو وقت اونکی دعا قبول نہو گی وہ زمانہ یہی زمانہ ہے بلکہ ایک عہد از سے اہل زمان نے تیرے حلال و حرام رزق کے انکسار کی ہے کانون میں تیل ڈال کر بیٹھ رہے ہیں مطلب حصول مال سے کہنا ہے نہ حرام و حلال سے عبد اللہ بن مسعود مرفوعا کہتے ہیں نہیں کما تا کوئی بندہ مال حرام پر صدقہ دیتا ہے اوسمیت سے

اور وہ قبول ہوا اس سے اور نہیں نفعہ کرتا ہے اوس مال حرام سے بہر برکت دیجا و اوسمین اور  
 نہیں چڑھتا ہوا اوسکو بعد اپنے مگر ہوتا ہے وہ زاد سارا اوسکا طرف آگ کے اللہ برائی کو برائی سے  
 نہیں مٹاتا ہے لکن برائی کو بہلائی سے مٹاتا ہے ناپاک کیا ناپاک کو محو کر لگا سواہ احمد و کذا فی  
 شرح السنۃ معلوم ہوا کہ صدقہ دنیا مال حرام سے موجب دخول نار کا ہے نہ سبب مغفرت پروردگار  
 کا صدقہ دینے سے آدمی آگ و دوزخ سے بچتا تھا اسی لئے حدیث میں آیا ہے انقوا النار ولو بشق  
 تمرة اور صدقہ اللہ کے غضب کا بھائیو لا ہوا تھا کما قال صلعم الصدقة تطفی غضب الرب  
 لکن جب یہ صدقہ مال حرام سے واقع ہوتا ہے تو بہر صدقہ دینے والے کو میر جہنم کی کرتا ہے اللہ  
 اصر فرماتا ہے اوسنے تو یہ صدقہ اسلئے دیا تھا کہ کفارہ اوسکی سنایات کا ہوگا لکن وہ صدقہ سبب  
 اوسکے دخول نار کا ہو گیا جس طرح کوئی شخص مثلاً رشوت کا مال جمع کرے پھر اوس مال کو کسی  
 خیر میں صرف کرے کہ یہ صدقہ اوسکے لئے جالب بلا ہو جاوے گی نہ راقضا البوہرہ مرفوعاً کہتے ہیں  
 جسے جمع کیا مال حرام بہر صدقہ دیا تو نہیں ہے واسطے اوسکے کچھ اجر بلکہ اوسپر اوسکا اصر ہے  
 سواہ ابن خزیمہ و ابن حبان فی صحیحہما کوسواہ ابو داؤد فی المرسلین عن القاسم  
 بن یحیمرۃ لفظ ابو داؤد کا یہ ہے جسے کما یا مال گناہ سے بہر صلہ رحم کیا یا صدقہ دیا یا راہ خدا میں  
 خرچ کیا تو وہ سارا مال جمع کر کے جہنم میں پسیدہ یا جاوے گا مراد اس سے جانا صاحب مال حرام کا  
 دوزخ میں جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے داخل ہوگا جنت میں وہ گوشت جو آگاہ سحت یعنی مال حرام سے  
 ہر گوشت جو آگاہ ہے سحت سے نارائن تر ہے ساتھ اوسکے سواہ احمد و الداسری و البیہقی فی  
 الامیمان معلوم ہوا کہ حرام غوار دوزخ میں جائیگا البوہرہ کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 پوچھا تم لوگوں کو اکثر داخل نار کرتی ہے فرمایا فہو دفرج سواہ الترمذی یعنی مال حرام  
 کما نادر کارمی کرا عظیمہ سعدی مرفوعاً کہتے ہیں بندہ درجہ متفقین کو نہیں پہنچتا ہے بیان تک  
 چھوڑ دے وہ چیز جہنم کچھ دوزخ میں ہے واسطے حد کے اوس چیز سے جہنم کو ڈر ہے سواہ الترمذی  
 و ابن ماجہ یعنی واسطے حصول مرتبہ تقویٰ کے یہ بھی ضرور ہے کہ مباحات سے بچے کچھ نرسی حرام



چیز ہے بچا سیکو متقی نہیں بنا دیتا ہے ابو بکر رضی اللہ عنہ مرفوعاً کہتے ہیں داخل شوگا جنت میں  
 وہ جسے جو غذا دیا گیا ہے حرام ہے سرواۃ البیهقی فی شعب الایمان ابن عمر کالفظ یہ ہے جسے  
 خرید کیا کوئی کپڑا دس درہم کو اور اوسمین ایک درہم حرام ہے قبول نہیں کرتا اللہ نماز و سب تک  
 کہ وہ کپڑا اوسکے بدن پر ہے پھر داخل کین ابن عمر نے دونوں اور نگلیان اپنے دونوں کانوں میں  
 اور کہا بھرے ہو جائیں یہ کان اگر انہوں نے اس حدیث کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 نہ سنا ہو کہ وہ اسی طرح فرماتے تھے سرواۃ احمد و البیهقی فی شعب الایمان وقال اسناد  
 ضعیف معلوم ہوا کہ جب ناپاک مال اگرچہ قلیل ہو کسی مال پاک میں اگرچہ کثیر ہو ملجاتا ہے تو اس  
 سارے مال کو ناپاک کر دیتا ہے جس طرح کوئی شخص سو روپیہ پر ایک دو روپیہ سود کا لیوے تو  
 یہ سود اس سارے روپیہ کو ناپاک بنا دیتا ہے حلال مال ناحق ذرا سے اخذ مال سے حرام ٹھہر جاتا  
 یا مشتبہ ہو جاتا ہے ایک جماعت اہل علم کا یہی قول ہے دوسری جماعت کا مذہب یہ ہے کہ جب  
 حرام کثیر اور حلال قلیل ہوتا ہے تو اوسکا یہی حکم ہے اور اگر حلال کثیر اور حرام قلیل ہے تو پھر سارا  
 مال حرام نہیں ہوتا اسکی متقیج باب ششم سالہ نہالین آئیگی **ف** اسلئے طلب حلال میں تاکید  
 شدید آئی ہے حدیث عبداللہ میں فرمایا ہے طلب کرنا حلال کمائی کا فریضہ ہے بعد فریضہ کے سرواۃ  
 البیهقی فی شعب الایمان یہ طلب اوس شخص پر فرض ہوتی ہے جو اپنی جان کے لئے محتاج مال کا  
 ہے یا جسکے سر پر نوبت اہل و عیال کی پڑی ہے ہر شخص محتاج ساتھ اس فریضہ کے نہیں ہے  
 کیونکہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ جب کالفعہ دوسروں کے ذمہ پر ہوتا ہے تو افریضہ ہونیسے بعد  
 فریضہ کے یہ ہے کہ پہلا فریضہ نماز روزہ حج وغیرہ تھا اوسکے بعد کمائنا رزق حلال کا اسلئے فرض نہیں  
 کہ کسب حلال اصل و روح و اساس تقویٰ ہے النس کا لفظ مرفوع یہ ہے طلب کرنا حلال کا واجب  
 ہے ہر مسلمان پر سرواۃ الطبرانی فی الاوسط ابوسعید خدری کا لفظ مرفوعاً یوں ہے جسے کمایا  
 پاک یعنی رزق حلال اور عمل کیا سنت پر اور اس میں رہے لوگ اوسکے بوائقی یعنی شر و فحشاء  
 سے وہ داخل ہوگا جنت میں سرواۃ الترمذی ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں حضرت نے کہا چار چیزیں

ہیں جب تجہ بین ہو گئی تو نین کچھ دیکھ کر فوت ہوا دنیا سے حفاظت صدق حدیث حسن خلق  
 عفت طعمہ سواک احمد ابوسعید نے مرفوعاً کہا ہے جس شخص نے کمایا مال حاصل ہر کمایا اپنی جان  
 کو اور پھنایا ثواب جو کچھ اوسکے سوا ہے وہ اوسکے لئے زکوٰۃ ہے سواک ابن حبان فی صحیحہ الشیخ  
 نے کہا حضرت نے ایک دانہ بھجور کارہ میں پڑایا یا فرمایا اگر یہ ڈر نہ تو کہ کمین صدقہ کا ہو تو میں اوسکو  
 کما تا سواک البخاری و مسلم مراد حلال سے یہ ہے کہ حرام متیقن نہ تو کہ متائل شتہ سے حدیث  
 میں جو حکم مندرہ کا مشتبہ ہے آیا ہے بطور احتیاط کے ہے نہ بطریق فرض کے کذا فی المرقاۃ لکن جو شخص  
 مشبہات سے نہیں بچتا ہے وہ متقی نہیں ہوتا ہے اوسکے لئے ڈر وقوع کا حرام میں ہر دم لگا  
 ہوا ہے حدیث نعمان بن بشیر میں آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حلال کھلا ہوا  
 ہے حرام کھلا ہوا ہے ان دونوں کے بیچ میں مشبہات ہیں جنکو اکثر لوگ امنین جانتے سو جو  
 کوئی بچا شبہات سے اوسنے پاک صاف کیا اپنے دین و اکبر کو اور جو کوئی گر پڑا شبہات میں وہ گھر پڑا  
 حرام میں جیسے چرنے والا اگر در چاگاہ کے قریب ہے کہ چرنے لگے وہ چاگاہ میں سن رکھو ہر بادشاہ کا  
 ایک چاگاہ ہوتا ہے اللہ کا چاگاہ اوسکے محارم میں جس میں ایک پارہ گوشت ہے جب وہ چرنے  
 ہوا تو سارا جسد درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ گیا تو سارا جسد بگڑ جاتا ہے وہ پارہ گوشت دل  
 متفق علیہ وسیع نے کہا ہے أخرجه الخمسة اس حدیث کی شرح بہت دراز ہے ہم نے کتاب  
 دلیل الطالب میں لکھی ہے یہ حدیث جو اسمع الکلم سے ہے دار مداریت سے احکام حلال و حرام  
 اسی حدیث پر ہے سلمان فارسی و ابن عباس کہتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا  
 حلال وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے حرام وہ ہے جسکو اللہ نے اپنی کتاب میں  
 حرام فرمایا ہے اور جس شے سے اللہ نے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے تم خواہی بخواہی اوسکا  
 سوال نہ کرو أخرجه سرائین حدیث طویل ابن مسعود میں مرفوعاً آیا ہے تم شرماؤ خدا سے حق  
 شرمانے کا پھر فرمایا یہ شرمانا یون ہوتا ہے کہ تحفظ البطن و ما حوی یعنی پیٹ کو رزق حرام  
 سے محفوظ رکھے سواک الترمذی معاذ کا لفظ مرفوعاً یون ہے جنبش کر نیلے قدم بندے کے

دن قیامت کو یہاں تک کہ سوال کیا جائیگا وہ چار چیزوں سے منجھلے اونکے ایک یہ فرمایا دین مالکہ  
 من این التمسبه و فیه انفقہ رواۃ البیہقی وغیرہ یعنی تو نے مال کمانے لکھایا اور کس  
 جگہ اوٹھایا کعب بن عجرہ کہتے ہیں حضرت نے مجھے فرمایا اسے کعب افضل نہیں ہوتا ہے جنت  
 میں وہ گوشت و خون جو اگاہے سخت پر یعنی مال حرام سے نارا ولی تر ہے ساتھ اس کے اسی کعب  
 لوگ دوطرہ صبح کرتے ہیں ایک اپنی جان کو جہنم لیتا ہے دوسرا اسکو ہلاک کر دیتا ہے روا  
 الترمذی یعنی اگر صبح کو اوٹھ کر رزق حلال طلب کیا تو ناجی رہا اور اگر مال حرام کما یا تو ہلاک  
 ہوا حسن بن علی علیہما السلام کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بات یاد کر لی  
 کہ چھوڑ دے تو اس شے کو جو شک میں ڈالے تم کو اور لے تو وہ شے جو شک میں ڈالے تم کو  
 رواۃ الترمذی یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ جس مال کی عدت و حرمت میں شک پڑے  
 اسکو ترک کر دے معلوم ہوا کہ مال مشتبہ الحال سے بچنا ضرور ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں افضل  
 وسیع ہے یعنی پرہیز کرنا فقہ میں رواۃ الطبرانی فی معاجمہ الثلثۃ حذیفہ کا لفظ مرفوع ہے  
 بہترین شمار اور وسیع ہے یعنی پرہیز گاری کرنا رواۃ الطبرانی فی الاوسط ❖

## باب اول

اس بیان میں کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھ لے لیا ہے اور طلب رزق میں اجمال چاہی  
 نہ حرص مال پر مقدار بن معدیکرب مرفوعاً کہتے ہیں نہیں کما یا کسی شخص نے کوئی طعام بہتر  
 اس سے کہ اپنے ہاتھ لے کے عمل سے کماوے نبی اللہ داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کے کام سے  
 کما لے تھے مرواۃ النجاشی حضرت داؤد علیہ السلام زہرہ بناتے تھے اسکا ذکر قرآن میں  
 میں بھی آیا ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام اہل حرفہ تھے حرفہ میں  
 اگر حبیب ہوتا تو اللہ اپنے نبیوں کو اس سے بچاتا تو نبی علیہ السلام تجارت سے ابراہیم علیہ السلام  
 بناتے تھے اسمعیل علیہ السلام صیاد تھے ہمارے حضرت نے شبانی کو سفند کی کٹی صحابہ اکثر

تجارت و مزارع تھے ابن عمر کہتے ہیں حضرت سے پوچھا کون سا کسب افضل ہے فرمایا کام کرنا آدمی کا  
اپنے ہاتھ سے اور ہر صبح مہر و سر والا الطبرانی فی الاوسط والکبیر نے ہاتھ سے مزدوری کر کے  
کھانا افضل کسب ہے کعب بن عجرہ کہتے ہیں ایک آدمی کا گزر حضرت پر ہوا اصحاب نے اس کی  
مضبوطی و نشاط و دیکھ کر کہا اسی رسول خدا اگر یہ حال اس کا راہ خدا میں ہوتا تو کیا اچھا ہوتا فرمایا  
اگر یہ اسلئے باہر نکلا ہے کہ اپنی جان پر سعی کر کے اس کو عقیق بنا لے تو یہ راہ خدا میں ہے اور اگر  
اسلئے نکلا ہے کہ اپنی اولاد و منار پر سعی کرے تو یہی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ  
بوڑھے ماں باپ کے لئے سعی کرے کما لے تو یہی یہ راہ خدا میں ہے اور اگر اسلئے نکلا ہے کہ  
ریا و منافرت میں سعی کرے تو یہ راہ شیطان میں ہے سر والا الطبرانی معلوم ہوا کہ کسب  
مال کا اپنے اور والدین اور اولاد کے لئے موجب اجر و جلیل کا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ مال کا واسطے  
ریا و فخر کے گناہ ہے بعض لوگ جتنے پاس مال بقدر کفایت بلکہ حاجت سے زیادہ موجود ہوتا ہے نہ کرکے  
چاکری کرتے پھرتے ہیں دو مطلب سے ایک واسطے جمع مال کے بلا امتیاز حرام و حلال کے دوسرے  
واسطے طلب حکومت و علو کے سو یہ دونوں صورتیں راہ شیطان کی ہیں اللہ پاک نے قرآن مقدس  
میں فرمایا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَالُهَا لِلَّذِينَ لَا يَرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا  
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ **ف** عبداللہ بن سرحس مرفوعاً کہتے ہیں کہ سمت و ثروت و اقتصاد  
ایک جزو ہے جو بیس اجزاء نبوت سے سر والا التومذبی مراد اقتصاد سے میانہ روی ہے ہر کام  
میں کسب مال ہو یا اکل حلال جائز ہے مرفوعاً کہا ہے تم دیر نہ سمجھو رزق میں کیونکہ نہین مرتا ہے  
کوئی بندہ یہاں تک کہ اپنے آخر رزق کو پہنچے جو اس کے لئے مقدر ہے تم اجمال کرو طلب میں حلال و  
حرام کو چھوڑو سر والا ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ رزق مقدر ضروری ملتا ہے خواہ اس کے  
لئے کوشش کرے یا نہ کرے **ع**

بے گس ہرگز نہ اندھت کہوت	رزق را روزی رسان پر میدہد
یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع مال و کسب منال میں بالکل مہمت نہ مستغرق نہو جائے کہ لاشعش	

عبادت و ادا کرنا نفس و نوافل و ادائی حق رب و عباد سے غافل ہو کر رات دن تلاش معاش و اخذ مال میں مبتلا ہے حلال حرام کا فرق ادا نہ کرے دوسرا لفظ جابر کا مرفوعا یہ ہے اسی کو نوذر و تم اللہ سے اجمال کرو طلب میں کوئی نفس نہیں مرنے سے یہاں تک کہ اپنا رزق پورا کر لیتا ہے اگرچہ دیر میں ہو سو تم تقویٰ و اجمال کرو طلب میں کو جو حلال ہے اور جو حرام و اسکو جو حرام ہے سدا کا این حاجت مراد اجمال سے یہ ہے کہ انہماک تمام جمیع حطام میں نیکے حرام سے بچ کر حلال پر نافع رہے کیونکہ قلیل کافی بہتر ہوتا ہے کثیر ملوثی سے ابو حمزہ ساعدی مرفوعا کہتے ہیں تم اجمال کرو طلب دنیا میں اسلئے کہ ہر شخص آسان کیا گیا ہے واسطے اوس رزق کے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے سدا کا این حاجت یعنی خواہ تم سعی وافر کرو یا نہ کرو رزق مقسوم ہر طرح ہو تمکو باسانی ہاتھ آئے گا

شاہ مارادہ و ہدست سند	رائق مارزق بے منت دہ
-----------------------	----------------------

ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اے کو گو غنا کثرت سامان سے نہیں بہتی ہے غنا نفس کی غنا ہے یعنی تو نگری بدل ست نہ بل اللہ عزوجل اپنے بندہ کو وہ رزق دیتا ہے جو واسطے اوسکے لکھ رکھا ہے تم آجمال کرو طلب میں کو حلال چوڑو حرام سدا کا ابو یعلیٰ حذیفہ نے کہا حضرت نے کھڑے ہو کر لوگوں کو پکارا کہا اؤ لوگ آئے حضرت نے بیٹھ کر فرمایا یہ رسول ہیں رب العالمین کے جسو بل علیہ السلام انہوں نے میرے دل میں یہ بات پہونکدی ہے کہ نہیں مرنے سے کوئی نفس یہاں تک کہ کامل کر لیتا ہے رزق اپنا اگرچہ اوسکے ملنے میں کچھ دیر ہو سوڈر و تم اللہ سے اور اجمال کرو تم طلب میں آمادہ نہ کرے تمکو تاخیر رزق کی اس بات پر کہ تو تم اوسکو مصیبت خدا سے کیونکہ جو چیز پاس اللہ کے ہے وہ نہیں ملتی ہے مگر اللہ کی طاعت بجالا نیسے سدا کا البزار معلوم ہوا کہ مصیبت بالغ ہوتی ہے حصول رزق سے یہی بات کہ ہم دیکھتے ہیں کہ پاس اکثر اہل معاشی کے افراط رزق کی ہوتی ہے اور مومنین متقین کے پاس رزق کم ہوتا ہے سو اگر وہ اہل معاشی اصحاب کفر ہیں تو او انکو زیادت رزق کی اسلئے ہے کہ آخرت میں او انکا کچھ حصہ نہیں ہے قال تعالیٰ اخذ بقرطیباً تکم فی الحیاة الدنیا اور اگر وہ اہل فسق و فجور ہیں

تو ان کے ساتھ استدراج منظور ہے **قال تعالیٰ** العاکمہ التکاثر حتیٰ نزلنا المقابرا کلہا  
سوف نقب لہون لکاید علاوہ اسکے جو اموال بذریعہ معاصی جمع ہوتے ہیں اوسمین ہرگز کسی طرح  
کی برکت نہیں ہوتی ہے وہ مال بہت جلد فنا ہو جاتا ہے بہت دیکھا اور سنا گیا ہے کہ جسے مال شہوت  
یا سوسے جمع کیا ہے وہ چند روز میں جاتا رہا صاحب مال سفلس و محتاج ہو گیا پھر اگر وہ تقاضا  
سفلس نہیں ہوتا تو اسکی اولاد محتاج رہی کچھ نفع اونکو اسکے مال سے حاصل نہوا اور اگر اتفاقاً  
اونکے ہاتھ آیا تو انہوں نے گناہ و بدی میں برباد کر دیا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ایک بار  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کو پڑھنے لگے **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً و رزقاً**  
من حیث لا یحتسب میاں تک اس آیت کی تکرار کی کہ میں اونکو گیا مجھے فرمایا ای اباذر اگر کو  
اس آیت کو پڑھیں تو اونکو کفایت کر جائے سروا لا الحاکم یہ اسلئے کہ اس آیت و حدیث میں  
وعدہ ہے اس بات کا کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا اور حرام مال و رزق سے بچتا ہے تو اللہ اسکو  
اپنے خزانہ غیب سے جہان اور سکاوہم و خیال ہی گز نہیں کرتا ہے رزق دیتا ہے اسکا تجربہ  
حق میں ایک سواد اعظم اہل اللہ کے ہو چکا ہے ولقد الحمد ان محمد کہتے ہیں حضرت نے ایک دن  
کعبہ کا پڑا ہوا پایا اوسکو اٹھا کر ایک سائل کو دیا اور فرمایا کہ اگر تو اسکے پاس نہ آتا تو یہ تیرے  
پاس جاتا نہ والا ابن حبان فی صحیحہ معلوم ہوا کہ جس طرح ہر انسان طالب رزق کا ہوتا ہے  
اسی طرح ہر رزق طالب اپنے مرفوق کا ہوتا ہر رزق مقدر و مقسوم کسی بشر سے ہرگز فوت نہیں ہوتا

اگر نہ ستانی بہ بستم می رسد

انچہ نصیب است بہم میر رسد

ابن مسعود مرفوعاً کہتے ہیں بندہ کے لئے اوسکا رزق مقرر ہے اگر تقلمین یعنی جن و انس  
جمع ہوں کہ کچھ اوسمین سے روک دیں تو ہرگز وہ اسکی طاقت نہیں رکھتے ہیں سروا لا الطاہرات  
منذری نے کہا ہے یشبہ ان یکون موقوفاً و نون بیٹے خالد کے پاس حضرت کے آئے  
آپ کچھ گہرائی سے جب فاسخ ہوئے فرمایا تم حرص کرو رزق میں جب تک کہ پہنچے ہیں میر  
تمہارے انسان کو اسکی مان لال جنتی ہے اوسپر چلکا نہیں ہوتا پھر اللہ اسکو رزق دیتا ہے

سداہ ابن حبان ابو الدرداء کا لفظ مرفوع ہے نہین نکلتا ہے سورج کبھی لگن نہ جتا ہو اللہ طرف  
 اونسکے ملازم پہلو کے دو فرشتے وہ پکارتے ہیں اور ساری زمین والے لوگوں سننے ہیں کہ انھیں کہ  
 اسے لوگوں کو طرف اپنے رب کے جو چیز توڑی ہے اور کفایت کرتی ہے وہ بہتر ہے اور بہتر چیز  
 سے جو غفلت میں ڈالتی ہے اسی طرح جب سورج ڈوبتا ہے تو دو فرشتے اس کے پہلو میں بیٹھا  
 کرتے ہیں جبکو ساری زمین والے جو یقین کے سنتے ہیں اسے اللہ دے تو خارج کر نیوالے کو  
 عوض و فلف اور دے مسک و بخیل کو تلف سداہ احمد عمران بن حصین کا لفظ مرفوع  
 یہ ہے جو شخص منقطع ہو اطراف اللہ کے کفایت کرتا ہے اللہ اس کی مؤنت کو اور دیتا ہو اسکو  
 وہاں سے جہان کا گمان بھی نہیں ہے اور جو کہ منقطع ہو اطراف دنیا کے سوئپ دیتا ہے اللہ  
 اسکو طرف دنیا کے سداہ ابو الشیم فی کتاب الثواب والبیحقی کعب بن مالک نے مرفوعاً  
 کہا ہے نہین بگاڑ کرتے ہیں دو گر گر سنہ جو کہ بکریوں میں چوڑ دے گئے ہیں زیادہ تر فساد  
 آدمی کی حرص سے مال و شرف پر سداہ احمد و الترمذی و ابن حبان فی صحیحہ یعنی  
 حرص مال و شرف کی دین کو بالکل تباہ کر دیتی ہے ابو ہریرہ مرفوعاً کہتے ہیں دل بوڑھے آدمی کا  
 دو چیز کی محبت میں جو ان رہتا ہے حب عیش یا طول حیات اور حب مال سداہ الشیخان  
 ترمذی کا لفظ ہے طول حیات و کثرت مال مع مرد جو پیر شود مرد جو ان سیکر دوہ دوسرا  
 روایت میں پناہ مانگنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نفس غیر شیع سے آیا ہے سداہ الشیخان  
 انس کا لفظ مرفوع ہے اگر پاس بنی آدم کے دو جنگل مال کے ہوں تو وہ ایک تیسرا جنگل  
 اور چاہے گا

ہفت اقلیم اربعہ دبا دشاہ	اچنان در بن د اقلیم دگر
پرنہین کرتی جو بن آدم کو گرہ ٹی اور قبول کرتا ہے اللہ توبہ تائب کی سداہ البخاری	
گفت چشم تنگ دنیا دار را	یا قناعت چہ کند دیا خاک گور
مندی نے کہا دم حرص و حب مال میں احادیث کثیرہ آئی ہیں *	

## باب بیان میں بیوع حرام کے

معتبر خرید و فروخت میں تراضی مجرد ہوتی ہے کیونکہ حقیقت تراضی کی سوا اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ بیع و قبول یا تقاطعی ایک امارت ہے تراضی کی الفاظ مخصوصہ ہیں کا اعتبار بعض اہل علم نے کیا ہے بے دلیل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تجارۃ عن تراضی اس سے معلوم ہوا کہ نہ بیع کا یہی مجرد تراضی ہے نہ لکن اس تراضی پر کوئی دلیل چاہئے سو وہ لفظ ہے یا اشاء یا کنایہ کسی لفظ سے کسی صفت پر کسی اشارہ مفیدہ سے حاصل ہو کیونکہ حدیث میں آیا ہے حلال ہیں ہے مال کسی مسلمان کا مگر اوس کے جی کی خوشی سے سو جب ہمراہ تراضی کے طیب نفس پاؤں چاہی تو پھر کسی اور چیز کا اعتبار نہ ہو گا **ف** شراب و مردار و خوک و اصنام کا فروخت کرنا یا خریدنا حرام ہے اس لئے کہ حدیث جابر میں نزدیک شیخین کے مرفوعاً آیا ہے کہ اللہ نے حرام کیا بیع خمر و دینہ و خنزیر و اصنام کو انتہائی معلوم ہوا کہ جو مال ان چار چیزوں کے ذریعہ سے کمایا جاتا ہے وہ منقہ حرام ہے نہ واجبین کہا ہے کہ فروخت کرنا عنب و زبیب و خوجا کا ہاتھ اوس شخص کے جو در شراب بنا کر لگا اور فروخت کرنا ارنڈ کا اوس شخص کے ہاتھ جو اوس سے فخر کر لگا اور کینز کا اوس کے ہاتھ جو اوس سے کسب کر اٹھے گا اور لکڑی کا اوس کے ہاتھ جو اوس سے آلات لمو طیار کر لگا اور مہنیا کا اوس کے ہاتھ جو اوس سے مسلمانوں پر قتال کر لگا اور بیچنا شراب کا اوس کے ہاتھ جو اوس کو پیئے گا اور بیع کرنا ہنگ و غیرہ مسکرات کا اوس کے ہاتھ جو اوس کو استعمال میں لائے گا گناہ کبیرہ ہے اس لئے کہ انہیں ضرر عظیم ہے اور وسائل کو ایسے محلات میں حکم مقاصد کا ہوتا ہے سو یہ سارے مقاصد کبار ہیں لہذا ان کے وسائل بھی کبار ہیں شیخ الاسلام علائی نے کہا ہے کہ اصحاب نے نص کی ہے اس بات پر کہ بیع خمر کی کبیرہ ہے متقاطعی اوس کا فاسق ہو جاتا ہے یہی حکم شرع و خمر داخل ضمن و حمل و سعی کا بھی ہے انتہائی **م** بیع سگ و گربہ کی حرام ہے بدلیل حدیث ابی مسعود مرفوعاً منی فرمائی ہے حضرت نے من سگ سے سوا اہل الشیطان اس کے بات



صحیحین میں حدیث ابی جحیفہ کی یہی آئی ہے حدیث جابر میں نزدیک مسلم کے منیٰ شمن کلب و سنور  
یہی گبرہ دونوں سے فرمائی ہے ہاں لسانی کی روایت میں کلب صید یعنی سگ شکاری کو مستثنیٰ  
کیا ہے شافعی بیع کلب کو حرام کہتے ہیں ابو حنیفہ رحمہ نے جائز بتایا ہے اور متلف کو ضمان  
ٹھہرایا ہے مگر غلات ظاہر حدیث ہے یا مرد او اس سے سگ شکاری ہو مگر یہ مراد خلاف ظاہر روایت  
فقہ ہے **تملہ خون** کا بیچنا حرام ہے بدلیل حدیث ابی جحیفہ کے نزدیک شخین کہ حرام کیا ہے  
حضرت نے شمن دم یعنی قیمت خون کو **تملہ** جفتی کرنی نہ پرکرایہ لینا حرام ہے بخاری میں  
ابن عمر سے آیا ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے عصب فحل سے اسی طرح صحیح مسلم میں یہی ہے مراد  
عصب فحل سے کرایہ دینا ہے نہ کا واسطے حبث کے مادہ پر گویا او سکے پانیکے دام لینا ہے اس باب  
میں کئی حدیثیں آئی ہیں ہاں بغیر کسی شرط کے بطور کرامت دینا رخصت ہے نہ زواج میں منع  
فحل کو کبیرہ کہا ہے بدلیل حدیث بریدہ کہ حضرت نے فرمایا اگر کبائر منع آب زائد و منع فحل ہے  
سوا لا الذرا جلال بلقینی نے بھی اسکو کبیرہ گنا ہے لکن ابدالو سکے یہ کہا ہے کہ اسناد اس  
حدیث کی ضعیف ہے اور ضرر اس کبیرہ کا برابر اور کبائر کے منہ میں ہے انتہی لکن منع اعارت فحل  
واسطے ضرب کے مؤید کبیرہ منع فحل ہے غایت الامر یہ ہے کہ مکروہ یعنی حرام ہو **تملہ** مردار کی  
چربی بیچنا حرام ہے حدیث جابر میں نزدیک صحیحین وغیرہا کے آیا ہے کہ حضرت نے بیع شحم میتہ  
کو حرام فرما کر کہا ہے قتل کرے اللہ یہود کو جب حرام کر دیا اللہ نے اوپر چربی کو تو او نہوں نے  
اوسکو صاف کر کے اور بیچا اوسکی قیمت کما فی معلوم ہوا کہ یہ مال جو اس طرح آتا ہے وہ حرام ہے  
ابن عباس کا لفظ یہ ہے لعنت کرے اللہ یہود کو حرام کی گئیں اوپر چربی بیان سو بیچا اوسکو اور کہا  
اوسکی قیمت نہ کر اور بیشک اللہ جب حرام کرے کسی قوم پر کسی شے کو تو حرام کرتا ہے اوپر قیمت لگا  
شے کی حافظ ابن القیم نے کہا ہے حرام ہونیکے دو مطلب ہیں ایک یہ کہ یہ کام حرام ہے دوسرے یہ  
بیع حرام ہے اگرچہ خریدار نے اوسکو واسطے اسی کام کے خریدا ہو نیا دان و دونوں قول کی اس بات  
ہے کہ سوال اونکا بیع سے واسطے اس انفعال کے تھا یا انفعال سے تھا قول اول کو شیخ الاسلام

ابن تمیہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہے اور یہی اظہر ہے اسلئے کہ حضرت نے اولاً اونکو صبر تحریم منع کی  
 سنہیں دی اور نہ انتفاع مذکور سے منع کیا سو درمیان جواز بیع اور عتک بمعفت کے کچھ  
 لازم نہیں ہے انتہی لکن ظاہر حدیث اولیٰ بالعمل ہے حرام چیز سے انتفاع دینا ہی بچا ہے و اللہ اعلم  
**مسئلہ** فروخت کرنا آب زندہ کا حرام ہے حدیث ایاس بن عبدی بن بیع فضل مار سے  
 سنہی فرمائی ہے رواہ احمد و اهل السنن و صحیحہ الترمذی اصل سنہی میں تحریم ہوئی ہے  
 قشیری نے حدیث مذکور کو شرطیغین پر بتایا ہے حدیث جابر میں سنہی اسلیک لگ بھگ مضمون  
 آیا ہے رواہ مسلم و احمد و ابن ماجہ صحیحین میں بروایت ابوہریرہ مرفوعاً یہ قید سنہی  
 آئی ہے کہ منع کر کے آب زندہ کو کہ منع کر کے بسبب اوسکے گھاس کو مسلم کا لفظ ہے کہ کا بیع  
 فضل الماء لیمنع بہ الطلاء معلوم ہوگا کہ آب دریا آب چشمہ آب الگیز آب نہر آب جاہ وغیرہ فروخت  
 کر کے اوسکی قیمت لکنا حرام ہے **مسئلہ** بیع کرنا ایسی شے کا جس میں دھوکا فریب و غابازی  
 ہو حرام ہے جیسے بیچنا پرندہ کا جو امین مچھلی کا پانی میں حدیث ابوہریرہ میں نزدیک مسلم وغیرہ  
 کے آیا ہے کہ سنہی کی ہے حضرت نے بیع غرر سے احمد کا لفظ ابن مسعود سے مرفوعاً یوں ہے  
 کہ مت خرید کر و تم مچھلی کو بانی میں کہ یہ غرر ہے اسکی اسناد میں یزید بن ابی زیاد سے بیہقی نے  
 اسکے وقف کو راجع کیا ہے لکن داخل ہے بیع غرر میں مستوی شرح موطا میں امام مالک رحمہ اللہ سے  
 نقل کیا ہے کہ ایک صورت غرر و مخاطره کی یہ سنہی ہے کہ کسی شخص کا جانور گرم گیا ہو یا غلام بہا  
 گیا ہو جسکی قیمت بچاؤس دینا ہوں کوئی آدمی کہے کہ میں اوسکو بیس دینا پر خرید کر تا ہوں  
 اگر خریدار نے اوسکو پالیا تو بائع کے بیس دینا رگئے اور اگر بنایا تو بیس دینا خریدار کے گئے  
**ف** لفظ غرر شامل ہے اولن جملہ صور کو جن میں عرفاً کوئی دھوکا فریب ظاہر یا مخفی ہو ایسی چیز  
 کا بیع و شر کرنا ممنوع ہے اور قیمت اوسکی حرام ہے **مسئلہ** بیع جبل المجلد حرام ہے  
 بدلیل حدیث ابن عمر کہ سنہی فرمائی ہے حضرت نے بیع جبل المجلد سے اخراجہ مسلم وغیرہ  
 صحیحین میں آیا ہے کہ اہل جاہلیت گوشت اونٹوں کا جبل المجلد تک فروخت کرتے تھے

جبل الجبلہ سے کہتے ہیں کہ اونٹنی بچہ چنے پر وہ بچہ باردار ہو یا جو بچہ فی الحال اونٹنی کے شکم  
 میں موجود ہے اور سکون بچہ یا اوس بچے کا بچہ فروخت کر دے حالانکہ حدیث ابو سعید میں  
 خریداری سے بچہ ہا می شتر کے جو اندر بیٹ کے ہیں منی آئی ہے سواہ احمد و ابن ماجہ  
 والبنار و الدار قطعی سعید بن مسیب کہتے ہیں جو ان میں ربانہ میں ہوتی ہے لکن میں  
 نوع سے منع فرمایا ہے ایک سفنا میں یعنی وہ بچے اونٹ کے جو ہنوز شکم مادر میں ہیں دوسرے  
 طاقع یعنی وہ بچے اونٹ کے جو پشت پدر میں ہیں تیسرے یہی جبل الجبلہ منہاج میں انکی  
 نئی ایک حدیث سے بھی روایت کی ہے **مسئلہ** بیع منابذہ حرام ہے منابذہ ہسکو  
 کہتے ہیں کہ ہر ایک بائع و مشتری میں سے اپنا اپنا کپڑا دوسرے کی طرف پسیدے کے کچھ تامل  
 کرے اور کر دے کہ یہ اسکے عومن ہو گیا سواں طرح کی بیع منعی اور تمیت اور مکی حرام  
 ہے **مسئلہ** بیع ملاسہ حرام ہے ملاسہ یہ ہے کہ آدمی کپڑے کو باہتہ سے چھو لے اور  
 اوسکو کھولے منہ میں کہ اندر کا حال معلوم ہو یا رات کو خرید کرے اور اندر کا حال نہ جانے حدیث  
 ابو سعید میں آیا ہے کہ منی فرمائی ہے حضرت نے ملاسہ و منابذہ سے بیع میں رواہ الشیخنا  
 و اخرج مالک بخوہ فی الموطا من حدیث ابی ہریرۃ اس باب میں انس سے بھی نزدیک  
 بخاری کے آیا ہے اہل علم بھی اسی پر ہیں **ف** فروخت کرنا دودہ کا متن میں اور غلام  
 گر نختہ کا اور فروخت کرنا مال غنیمت کا قبل تقسیم کے اور جینا بیل کا قبل صلاحیت کے اور بیع  
 کرنا صوف کا پشت حیوان پر اور گسی کا دودہ میں ناجائز ہے اسلئے کہ حدیث مقدم ابو سعید  
 حدری میں مرفوعاً منی آئی ہے خرید کر غیسے اوس شے کے جو بطون انعام میں ہوا سمین وہ چیز  
 بھی داخل ہے جو اندر بہتس کے ہو اسی طرح خریدنا غلام گر نختہ کا داخل بیع غر ہے حدیث  
 ابن عباس میں بیع غنائم سے یہاں تک کہ قسمت پذیر ہوں منی آئی ہے سواہ التسانی و رواہ  
 احمد و ابوداؤد عن ابی ہریرۃ اسی طرح منی آئی ہے بیع شتر سے یہاں تک کہ لائق کہانے کے  
 ہوں اور منی آئی ہے بیع صوف سے پشت پہا و دودہ سے متن میں اور سمین سے لکن میں

حدیث ابن عباس میں سواۃ البیہقی والد امر قطنی سند بہیقی میں عمرو بن فروخ کو عینی  
 معین نے ثقہ کہا ہے جو احادیث نبوی میں بیع غرر سے آئی ہیں وہ سب ان احادیث کی منکر  
 ہیں اسکے کہ ان سب صورتوں پر غرر صادق آتا ہے ابن عمر کا لفظ یہ ہے کہ نبی فرمائی حضرت نے  
 بیع شمار سے یہاں تک کہ نمایان ہو صلاح او کی فروخت نہ خرید و نون کو اس کام سے منع کیا ہے اور  
 الشیخان سلم نے اسکو ابو ہریرہ سے اور صحیحین میں انس سے بھی ایسی لگ بھگ روایت کیا  
 ہے مطلب یہ کہ میرہ باغات کا درخت پر او سوخت خرید فروخت کیا جاوے جبکہ بخت یا گد رہو جاوے  
 جب تک کہ صلاحیت اسکی ظاہر نہیں ہوئی ہے تب تک بیع و شر او سکی حرام ہے امام مالک کہتے  
 ہیں بیع کرنا مزینہ اور گھڑی اور تر بزار اور گاجر وغیرہ کا وقت بدو صلاح کے نزدیک ہمارے حلال و  
 جائز ہے مشتری تاں قطعاً شر او کا مالک ہے اسکے لئے کوئی وقت موقت مقرر نہیں ہے کیونکہ  
 وقت اسکا معلوم ہے کہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی آفت پہلوں پر آجاتی ہے تو وقت سے پہلے اس  
 پہل کو کاٹ لیتے ہیں سو جب وہ آفت بقدر رہائی یا زیادہ مقدار کے ہوگی تو او تباہی خریدار کو  
 چھوڑ دیا جاوے گا **ف** بیع محافہ مزائنہ معاومہ مخافہ منوع ہے محافہ یہ ہے کہ کسبتی کو عوض طعام  
 معلوم الکلیل کی بھی ہے مالک کا لفظ یہ ہے محافہ کہتے ہیں زمین کو گھیسوں پر کرایہ دینے کو مستوی  
 کا لفظ یہ ہے محافہ فروخت کرنا کشت کا ہے بعد خوب سخت ہو جائے و انہ کے مزائنہ یہ ہے کہ کجور  
 کا عوض چند و سن تر کے بجائے مالک کا لفظ یہ ہے کہ مزائنہ کہتے ہیں خرید کرنے پہل کو درخت  
 پر عوض تر کے یعنی ترسیوہ کا عوض خشک میوے کے بچنا مستوی کا لفظ یہ ہے مزائنہ فروخت  
 کرنا تر کا ہے شجر پر اسکی جنس کے ساتھ زمین پر مالک نے کہا حضرت نے نبی فرمائی ہے مزائنہ  
 سے تفسیر مزائنہ کی یہ ہے کہ ایک شے کو تخفینہ سے جبکا پیمانہ و وزن و عدد معلوم نہیں ہے عموماً  
 ایک ایسی شے کے فروخت کریں جبکا کلیل و وزن و عدد معلوم ہے معاومہ یہ ہے کہ پہل درخت  
 کا ایک ہی عقد میں سال بہر سے زیادہ کے لئے فروخت کر دیا جاوے کیونکہ اسکا عین غرر و ہمت  
 ہوتی ہے حاضرہ یہ ہے کہ سب پہل کو قبل بدو صلاح کے بیچ دیا جائے یہ نبی حدیث انس میں

نزدیک بخاری کے آئی ہے اس باب میں اور بھی احادیث آئی ہیں **ف** حدیث عمرو بن شعیب عن  
ابہ عن جدہ میں بیع عربوں سے منی فرمائی ہے اخرجہ احمد والنسائی و ابوداؤد عربوں  
کہتے ہیں بیع نہ دینے کو قبل بیع کے مثلاً خریدار نے ایک درہم فروشنده کو اس شرط پر دیا کہ اگر  
میں اس چیز کو مول نہ لوں تو یہ درہم تیرا ہو البتہ کسی شے کے حدیث زید بن اسلم جہین ملت  
عربوں کی آئی ہے اخرجہ عبدالمزاق وہ اولاً تو فرسل ہے ثانیاً او سمین ابراہیم راوی  
ضعیف ہے اسلئے معارض اس حدیث باب کی نہیں ہو سکتی ہے موطا و منہاج میں بھی ذکر عدم  
صحیح اس بیع کا آیا ہے **ف** فروخت کرنا عصا گھوڑا یا ایسے شخص کے ہاتھ جو اس سے  
شراب بنائیگا حرام ہے بدلیل حدیث انس مرفوعاً ملعون ہے بائع و شائب و مشتری و عاصر خر و دہ  
الترمذی و ابن ماجہ و مر جالہ ثقات و اخرج بخوہ احمد و ابن ماجہ و ابوداؤد  
وصحیحہ ابن السکن و دوسری حدیث میں دربارہ خمر و مثل نفر پر لعنت آئی ہے اوغین بائع و  
مشتری و ساتی و عامل و محمول الیہ وغیرہ بھی داخل ہیں بریدہ کا لفظ مرفوع یہ ہے جسے  
انگور کو ایام قطاف میں تاکہ فروخت کرے او سکو ہاتھ کسی یہودی یا نصرانی کے یا ایسے شخص  
کے جو اسکو شراب بنائیگا تو بیشک وہ گسٹا لگ میں بصیرت پر روا الطبرانی فی الکواکب  
و اسنادہ حسن یعنی دیدہ و دانستہ جہنم میں گیا حدیث دلیل ہے اس بات پر کہ شمن خمر علی اطلاق  
حق میں ہر شخص کے فروشنده ہو یا خریدار حرام ہے گو مسلمان کے ہاتھ فروخت کرے بلکہ کسی  
کافر ہی کے ہاتھ کیوں نہ تیجے تجارت خمر کا نام آج کل آکار ہی ہے اضرار و اساد اس تجارت  
و حرفہ پر محصول لیتے ہیں یہ سارا مال حرام خالص ہے مالک کہتے ہیں کچھ لوگوں نے بخل  
اہل عراق کے ابن عمر سے یہ کہا تھا کہ ہم کچھ پہل کبھرا انگور کے خرید کر کے شیرہ او لکا بطور خمر  
کے نکال کر بیچتے ہیں کہا میں گواہ کرتا ہوں تمہارا اللہ اور اسکے فرشتوں کو اور جو کوئی جن و  
انس سے اس بات کو سنتا ہو اسکو اس بات پر کہ میں حکم نہیں دیتا ہوں تمکو کہ تم انگور  
خرید و یا بیجو یا پھڑ و یا پلاؤ کہ وہ ایک رجس ہے عمل شیطان سے مسوی میں کہا ہے

وعلیہ اہل العلم **ف** بیع کالی بکالی حرام ہے مراد یہ ہے کہ قرمن کو قرمن سے فروخت نہ کرے  
 حدیث ابن عمر میں آیا ہے کہ منی فرمائی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بیع سے  
 ردۃ الدائر قطعی واکمال صحیحہ سابع بن ضیج کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ نہی عن بیع الکالی  
 بالکالی دین بدین اخرجه الطبرانی اسکی سند میں موسیٰ زبیری ضعیف ہے امام احمد نے کہا اس  
 باب میں کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچی لیکن لوگوں کا عدم جواز بیع دین بدین پر اجماع ہے جو  
 احادیث اشتراط قبض میں آئی ہیں جیسے حدیث اذا کان یداً بید وحدیث مالہ یتفرق  
 وہیکما لفتی وہ تقویت اس حکم کی کرتی ہیں **ف** جس چیز کو خرید کیا ہے اوسکا فروخت کرنا قابل  
 قبض کے حرام ہے بلیل حدیث جابر مرفوعاً جب خرید کیا تو نے طعام یعنی غلہ تو فروخت نہ کر تو اوسکو  
 جب تک کہ پورا نہ لیلے یعنی تول کر تیرے قبض میں نہ آجاوے اخرجه مسلم ودر اللفظ مسلم کا  
 یہ ہے کہ منی فرمائی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فروخت کرنے سے منع یعنی رخصت وصال  
 سے یہاں تک کہ استیفا کر لے اور اسکا لفظ سلع کا شامل ہے غلہ وغیرہ اشیا کو جب کالین دین ہوتا  
 رہتا ہے حدیث زبیری میں ثابت میں اتنا اور آیا ہے یہاں تک کہ اوٹا لائیں او سکو تجارت اپنے  
 گہروں میں جمہور میں اسی طرف گئے ہیں حجة اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ بعض کہتے ہیں کہ یہ  
 حکم مخصوص ہے ساتھ طعام کے اسلئے کہ اکثر الاسوال تعاون و احتیاج میں ہی غلہ ہے اگر  
 استیفا اور سکا لکر لگتا تو بائع اوسمیں تصرف کر سکتا ہے اس صورت میں قصصہ و قصصہ ہوگا  
 اور بعض نے کہا ہے کہ یہ حکم منقول میں ہماری ہے اسلئے کہ منطہ تغیر و قیوب کا ہے  
 اس صورت میں خصوصیت و خصوصیت ہوگی ابن عباس کا قول یہ ہے کہ لا احسب کل  
 شیء الا مشلہ سو یہی قول موافق تر ہے ساتھ قیاس کے بوجہ علت مذکور انتہی انتہی  
 میں امام مالک سے نقل کیا ہے کہ امر مجتمع نزدیک ہمارے ہیں کچھ اختلاف نہیں ہی ہے کہ  
 جسے کوئی طعام خرید کیا جیسے گہو جو جوار باجرہ سلت یا کوئی اور شے جو بوجہ قطع سے یا جو  
 مانند اوسکے ہے و جو بکڑوہ میں یا کوئی شے آدم میں مگر ایسے تیل گئی شند سرکہ پیزوہ شیرین

وغیرہ تو خریدار اسکو فروخت نہ کرے جب تک کہ اسکا قبضہ واستیفا نہ کر لے شرح مستقیم  
 کہتا ہے اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ خریدار طعام کو بیع کرنا اس طعام کا قبل قبضہ کے  
 جائز نہیں ہے ہاں ماسوا می طعام میں اختلاف ہے شافعی و محمد کے نزدیک طعام و صلیع و  
 عتار میں کچھ فرق نہیں ہے یعنی حبسیا حکم غلہ کا ہے حبسیا ہی حکم ہر سامان و زمین کا قبل قبضہ کے  
 کسی کو بیع نہ کرے ابوحنیفہ و ابویوسف کے نزدیک بیع زمین کی قبل قبضہ کے جائز ہے نہ  
 بیع منقول کی مالک کے نزدیک ماسوا می مطعوم کے بیع قبل قبضہ کی جائز ہے انتہائی امر  
 اکثر لوگوں کو بابت اسحاق و عطیات کے چٹنیاں لکھ دیتے تھے لوگ اس کا غلہ کو قبل قبضہ کے  
 فروخت کر دیتے تھے خریدار خرید کر کے قابض ہو جاتا اسکا نام بیع صلیع و صلیع کہتا تھا واللہ اعلم  
 بیچنا طعام کا قبل جاری ہونے دو صلیع فروشنده و خریدار کے ناجائز ہے حدیث عثمان بن مرفوعہ  
 آیا ہے تو جب کچھ مول لے تو قول کر لے اور جب کچھ بیچے تو قول کر بیچ سداہ احمد و البخاری  
 جابر کا لفظ ہے منع کیا ہے حضرت نے بیع طعام سے یہاں تک کہ جاری ہوں اوسمیں دو صلیع  
 یا بیع کا دوسرے مشتری کا سداہ ابن ماجہ و الدار قطنی و البیہقی اسکی اسناد میں ابن ابی لیلیٰ  
 ہے اس باب میں ایک حدیث ابو ہریرہ کی با سند حسن آئی ہے جمہور کا مذہب بھی یہی ہے  
 استثناء کرنا بیع میں صحیح نہیں مگر جبکہ معلوم ہو بدلیل حدیث مرفوعہ جابر کہ سنہ کی ہے حضرت نے  
 بیع نیا سے اخرجہ مسلم وغیرہ نسائی و ترمذی و ابن حبان نے اتنا اور زیادہ کیا ہے مگر یہ کہ  
 معلوم ہو جائے اپنا اونٹ حضرت کے ہاتھ بیچتا اپنی سواری اوسپر تادمینہ مستثنیٰ نہیں الیٰ تمی  
 تفریق کرنا درمیان محارم کے بیع میں جائز نہیں ہے حدیث ابویوب میں مرفوعہ آیا ہے جسے  
 تفریق کیا درمیان والدہ و ولد کے تفریق کر لیا اللہ درمیان اوسکے اور اوسکے احباب کے دن  
 قیامت کو اخرجہ احمد و الترمذی و الدار قطنی و الحاکم و صحیح علی مرتضیٰ نے دو علامہ  
 کیلئے عبد ابراہیم فروخت کئے تھے جب حضرت سے ذکر آیا فرمایا پھر لو فروخت نہ کرنا و لکھو مگر مجموعہ  
 اخرجہ احمد و صحیح ابن خریمہ و ابن جابر و ابن حبان و الحاکم و غیرہ حدیث ابو ہریرہ

میں حضرت نے لعنت کی ہے اوس شخص پر جو بھائی ڈالے درمیان والد و ولد و اخوین کے رواۃ ابن  
 ماجہ و الدار قطنی باسناد کلاس بد علی مرتضیٰ نے ایک کنیز اور اوسکے بچے کو الگ الگ  
 بیچا تھا حضرت نے نہی فرمائی اور بیع رد کردی آخر جہ ابوداؤد و الدار قطنی و الحاکم و صحیحہ  
 اسکی سند میں انقطاع ہے بعض نے کہا یہ حکم مجمع علیہ ہے مگر اس میں تامل ہے زواج میں اس تفریق  
 بیع کو کبیرہ کہا ہے اور حرمت تفریق میں یہ شرط لکھی ہے کہ یہ فراق درمیان کنیز اور اوسکے  
 ولد غیر میسر ہے ہو بسبب صغر یا جنون کے اور تفریق بسفر کو بھی حرام بتایا ہے **ف** فروخت  
 کرنا ماضی یعنی شہری کا واسطے بادی یعنی دیہاتی کے ناجائز ہے حدیث ابن عمر میں سنائی گئی ہے  
 اس بات سے کہ کوئی حاضر واسطے بادی کے بائع بنے آخر جہ البخاری جابر کا لفظ نزدیک  
 مسلم وغیرہ کے یہ ہے چوڑ دو لوگوں کو رزق دیتا ہے اللہ بعض کو بعض سے انس کا لفظ صحیحین  
 میں یوں ہے ہم منع کئے گئے اس امر سے کہ بیع کرے شہری واسطے دیہاتی کے اگرچہ اوسکا تحقیقی  
 بھائی کیون نہو اسی پر اہل علم میں منہاج میں اسکی مثال یہ لکھی ہے کہ کوئی مسافر دیہاتی ایسی چیز  
 لائے جسکی حاجت عام ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اوسدن کے نرخ پر اوسکو فروخت کر دے شہری  
 اوس سے یہ کہے کہ تو اسکو میرے پاس چوڑ جا میں بتدیج اوسکو فروخت کر دو نگا دتا یہ میں  
 کہا ہے کہ بیع حاضر کی واسطے بادی کے بطمع گرائی قیمت زمان مخطو میں مکر وہ ہے **ف**  
 تاجش کرنا بیع میں حرام ہے تاجش یہ ہوتا ہے کہ کسی شے کی قیمت دوسرے شخص کے  
 دھوکہ دے کو بڑ بادی اور خود اوسکا خریدنا اسکے جی میں نہو صحیحین میں حدیث ابوہریرہ سنائی  
 ہے بخش کر نیسے اسی طرح حدیث ابن عمر میں نزدیک شحین کے داخل جہ مالک ایضاً اسی  
 اہل علم ہی میں وقایہ میں بھی بخش کو مکروہ کہا ہے زواج میں بخش کو مکناہ کبیرہ شمار کیا ہے  
 اور لکھا ہے کہ البخش حوان یرید فی الثمن لا لرغبة بل لیخنع غایرة **ف** بیع پر بیع کرنا  
 حرام ہے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے بیع کرے کوئی تم میں بیع پر اپنے بھائی کی رواۃ  
 احمد و النسائی و بخوہ فی الصحیحین من حدیث ابی ہریرۃ بلفظ لا یبیع الرجل علی سیم خیمہ



یہ بھی آیا ہے کہ جب بیع کی دو آدمی سے تو وہ شے واسطے خریدار اول کے ہے آخر جہاں احمد  
ابوہ اؤدو النسائی والتومذی وحسنہ و صحیحہ ابو نضرہ و ابو حاتم و الحاکم و طحاوی ابن  
سے مرفوعاً آیا ہے کہ بیع کرے بعض ہمتار بعض پر یعنی ایک شخص نے ایک چیز ٹھہر لی اب دوسرا  
شخص نہ کہے کہ اسکو تو میرے ہاتھ پر بیچے یہی مذہب ہے شافعی کا منہاج میں کہتا ہے قبل  
ازوم کے بیع پر بیع کرنا منہی عنہ ہے یعنی بائع مشتری سے یہ کہے کہ تو شر او شیخ کر دے یہی شر  
بالای شر اسودہ یون ہوتی ہے کہ بائع سے کہے تو بیع فسخ کر دے میں تجکو زیادہ دام دوں گا زجر  
کا لفظ یہ ہے بیع علی البیع یون ہوتی ہے کہ مشتری سے زمین خیار میں یون کہے کہ تو اسکو پیر  
میں اسی قیمت پر تجکو بہتر اس سے فروخت کر دوں گا یا متکل اسکے اس قیمت سے کم پر دوں گا  
شر او علی الشر او یہ ہے کہ بائع سے زمین خیار میں یون کہے کہ تو اس بیع کو فسخ کر دے میں  
تجھے اسکو زیادہ قیمت پر خرید کر دوں گا شافعیہ کہتے ہیں شر کرنا بیع پر بغیر اذن کے اس طرح قیمت  
بڑا دی بعد تصحیح و استقرار قیمت کی یا مشتری پر خیر نہ کر و من کرے اسکی تحریم ابو بیع قبل ازوم کے  
سخت تر ہے تلقی بکبان منع ہے یعنی جو بیو بلدی باہر سے شہر میں آتے ہیں اون کو اگر گے بڑھ کر لینا او  
قبل اسکے کہ اونکو خرچ شہر اطلاع ہو او نہ سوا کر لینا حرام ہے کیونکہ اونکو اختیار ہے کہ بیٹن معلوم کریں تو بیع قائم  
ارکبیں یا نہ کریں ابو ہریرہ کہتے ہیں نہی کی ہے حضرت نے تلقی جلب سے پس اگر تلقی کر کے کسی انسان نے  
خریداری کی ہے تو صاحب سلعہ کو خیار ہے وقت آنے یا بازار کے لڑاؤہ سلم و خیرہ ابن مسعود  
کا لفظ صحیحین میں یون ہے نہی فرمائی ہے حضرت نے تلقی ہجوع سے دخوہ فیہما من حدیث  
ابن عمر و ابن عباس مالک کا لفظ ابو ہریرہ سے مرفوعاً ہے کہ تلقی کر و تم کبان لینے کا روانہ کے  
واسطے بیع کے اسی پر اہل علم بھی میں **ف** احتکار کرنا حرام ہے ابن عمر مرفوعاً کہتے ہیں حسنہ  
احتکار کیا طعام کا چالیس رات وہ برہی ہو اللہ سے اور برہی ہو اللہ اس سے سوا ہ احمد و الحاکم  
و ابن ابی شیبہ و البزار و ابو یعلی اسکی سند میں اصعب بن زید ہے و فیہ مقال مسلم کا لفظ مرفوع  
حدیث عمر بن عبداللہ سے یہ ہے احتکار نہیں کرتا اگر قاطی و اخوہم نخوہ احمد و الحاکم من حدیث

ابی ہریرۃؓ اسی پر اہل علم میں فتویٰ نے شرح مسلم میں کہا ہے کہ جو احتکار محرم ہے وہ نماز  
 اوقات میں موتا ہے جیسے کہ وقت گرانی کے غلہ خرید کر کے رکھ چوڑے فی الحلال فروخت نہ کرے  
 تاکہ جب نرخ اوس کا خوب بندھا ہو تب اوس کو بیچے سو اسی اوقات کے اور کسی چیز میں احتکار کرنا منع نہیں  
 ہے ہدایہ میں احتکار اوقات آدمی و بہائم کو مکروہ کہا ہے جبکہ شہر میں بسبب اوس احتکار کے  
 ضرر ہو زواج میں احتکار طعام کو منہجہ کبار کو ذنوب کے شمار کیا ہے اس لئے کہ احادیث میں احتکار  
 پر وعید ات آئی ہیں جیسے لعنت و برات خدا و رسول و ضرب جہام و افلاس و غیرہ اسی  
 اہل اصنیاط تجارت غلات کی سنیں کرتے ہیں **ف** حاکم کو درست نہیں ہے کہ نرخ غلات کا اپنی  
 طرف سے مقرر کرے حدیث انس میں آیا ہے کہ حضرت سے کہا تھا کہ آپ نرخ مقرر فرماویں کہا  
 مسعر قابض باسطرز لاق اللہ ہے میں امید کرتا ہوں کہ ملون میں اللہ سے اور مطالبہ نہ کرے  
 کوئی تم میں کا مجھے بابت کسی ظلم بخون و مال کے سراوا احمد و اہل السنن و الدلائل اس میں  
 والذہار و ابو یعلیٰ و صحیحہ ابن حبان و الترمذی ہدایہ میں کہا ہے کہ اگر غلہ فروش قیمت میں  
 زیادتی بیکدکین اور قاضی حفاظت حقوق مسلمین سے بدون تسعیر یعنی تقرر نرخ کے عاجز  
 ہو تو بمشورہ اہل رای و کبر سلطان کا نرخ مقرر کر دینا لباس ہے **ف** وضع کرنا جوائح  
 کا واجب ہے جاکچہ کہتے ہیں آفت کو جو شمار و اموال کو ہلاک کرتی ہے حدیث جابر میں آیا ہے  
 کہ حضرت نے جوائح کو وضع کیا ہے اخرجہ احمد و النسائی و ابوداؤد و مسلم کا لفظ یہ ہے کہ امر فواحش  
 وضع جوائح کا دوسرا لفظ مسلم کا یہ ہے اگر تو نے ہاتھ اپنے بہائی کے پہل فروخت کیا ہے اور اس  
 پہل کو کچھ آفت پہنچی ہے تو مال نہیں ہے بلکہ کہ لے تو اس سے کچھ کس طرح لیگا تو مال اپنے  
 بہائی کا یہ حدیث عام ہے زراعت و باغات و غیرہما کو اس باب میں عائشہ و انس سے بھی صحیحین  
 میں مرفوعاً آیا ہے یہی مذہب ہے شافعی و ابو حنیفہ و لیث و سائر کوفیین کا لکن اسکو مستحب  
 کہتے ہیں اور ظاہر حدیث و وجہ ہے **ف** سلف و بیع حلال نہیں ہے جس طرح کوئی شخص  
 کسی شخص سے یوں کہے کہ میں تیری یہ چیز اتنی قیمت پر لیتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھکو

فلان چیز قرض دے سو یہ عقد بیع ناجائز ہے اسی پر اہل علم میں شرح السنہ میں مثال اسکی یہ لکھی  
 ہے کہ مثلاً یون کہے کہ میں اس کپڑے کو دس درہم پر بیچتا ہوں اس شرط پر کہ تو مجھ کو دس درہم  
 قرض دے مراد سلف سے اسجگہ قرض ہے **ف** صحیح نہیں ہیں دو شرطیں ایک بیع میں  
 مثلاً یہ کہنا کہ میں اسکو ہزار درہم پر بیچتا ہوں اگر تو نقد لیتا ہے اور دو ہزار پر دیتا ہوں اگر  
 قواد ہار لیتا ہے یا یون کہے میں یہ کپڑا تیرے ہاتھ بیچا اسکا ہونا یا سیدنا مجاہد ہے حجہ بالذہ  
 میں اسکی تفسیر یہ ہے کہ مثلاً حقوق بیع کے سوا کوئی اور شرط خارج اس سے مقرر کرے جیسے  
 یکہ اسکو فلان شے ہبہ کر دیگا یا اسکی سفارش نزدیک فلان کے لجا لینگا اگر ضرورت فروخت  
 کرنے اس شے کی ہوگی تو سوا اسکے دوسرے کے ہاتھ نہ بیچے گا اور مثال اسکے کہ یہ دو  
 شرطیں ہوتی ہیں ایک صفقہ میں حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے ملال نہیں سلف  
 بیع اور نہ دو شرطیں ایک بیع میں اور نہ بیع اس شے کا جسکا ضامن نہیں ہو اور بیع  
 اس چیز کی جو پاس تیرے نہیں ہے اخر جہ احمد والود اوحد والنسائی والترمذی و  
 صحیحہ وکذا لکھ صحیحہ ابن خزيمة والحاکم **ف** دو بیع کرنا ایک بیع میں ممنوع ہے  
 شرح السنہ میں اسکی دو صورتیں لکھی ہیں ایک یہ کہ یہ کپڑا نقد دس درہم پر اور دو ہزار بیس  
 درہم پر ہے ایک سال کے لئے سو یہ بیع نزدیک اکثر اہل علم کے ناجائز ہے یہ وہی شکل  
 سابق ہے دوسری صورت یہ ہے کہ میں اس غلام کو بیس دینار پر تیرے ہاتھ فروخت  
 کیا اس شرط پر کہ تو اپنی کنیز میرے ہاتھ بیچ دے حدیث ابو ہریرہ میں مرفوعاً آیا ہے کہ  
 نبی فرمائی ہے حضرت نے دو بیع سے ایک بیع میں رواہ احمد و اہل السنہ و صحیحہ  
 الترمذی ابو داؤد و کاللفظ یہ ہے جسے دو بیع کہیں ایک بیع میں اس کے لئے انقص او کلا  
 ہے یا رواہ اخر جہ احمد بن ابن مسعود بلفظ نہی عن صفقتین فی صفقہ **ف** بیع الم  
 یعطن ممنوع ہے اسکی دلیل اوپر گزری چکی اسکی صورت یہ ہے کہ ایسی شے فروخت کرے جو کہ  
 اسکے ضمان میں داخل نہیں ہوئی ہے جیسے بیچنا کسی چیز کا قبل قبض کے **ف** بیع او بن

کی جو پاس بائع کے موجود نہیں ہے منع ہے حکیم بن حزام نے کہا تھا اسی رسول خدا صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم کوئی شخص میرے پاس آکر مجھے سوال بیع کا کرتا ہے وہ شے میرے پاس موجود  
 نہیں ہوتی ہے میں اس کے ہاتھ اسکو بیچ دیتا ہوں پھر بازار سے خرید کر کے دیتا ہوں فرمایا  
 لا تبع ما ليس عندك أخرجه احمد واهل السنن وصححه الترمذی وابن ماجہ مراد  
 وہ چیز ہے جو اسکے ملک و قدرت میں نہیں ہے گویا غیر کے مال کو بغیر اسکے اذن کے فروخت  
 کرتا ہے اس میں دہوکا ہے معلوم نہیں ہے کہ غیر اجازت دیگا یا نہیں یہ قول شافعی کا ہے  
 ابو حنیفہ کے نزدیک بیع فضولی جائز ہے اجازت مالک پر موقوف ہے لیکن خلاف ظاہر حدیث  
 ہے یہ تفصیل حضرت نے نہیں فرمائی اہل علم کے نزدیک بیع قطوط کے جب تک نزدیک  
 مکتوب الیہ کہے پچھن اور وہ اونکا مالک ہو کر فروخت نہ کرے تب تک جائز نہیں ہے مراد  
 قوط سے مک ہے ومنہ قولہ تعالیٰ عجل لنا قطناً بیع کرنا بشرط عدم خداع کے جائز  
 ہے ابن عمر سے صحیحین میں آیا ہے ایک آدمی بیوع میں دہوکا کیا یا کرتا تھا لوگ اسکو تنگ لیتے  
 تھے حضرت نے اوس سے فرمایا تو یوں کہد یا کر کہ خلاصہ یعنی اگر اس میں کچھ فریب و غابازی  
 ہوگی تو یہ بیع قائم نہ ہوگی اس باب میں حدیثیں آئی ہیں خلاصہ سے مراد خللیت ہے ظاہر  
 یہ ہے کہ جسے یہ بات کہی اسکو خیار حاصل ہے خواہ منہون ہو یا نہون خیار مجلس ثابت  
 ہے جب تک کہ دونوں برابر ہوں حدیث حکیم بن حزام میں آیا ہے حضرت نے فرمایا ہے بیعان  
 یعنی بائع و مشتہری خیار رکھتے ہیں جب تک کہ متفرق نہ ہوں رواہ الشیخان و فیہا نحوہ  
 من حدیث ابن عمر موطا میں لفظ ابن عمر کا مرفوعاً یہ ہے ہر ایک دونوں متبایع سے خیار کرتا  
 اپنے صاحب پر جب تک کہ برابر ہوں مگر بیع خیار فی الباب احادیث ایک جماعت صحابہ کا  
 مذہب ثابت خیار مجلس ہے ایک جماعت تابعین بھی ایسی کی قائل ہے نقل ذلک عظیم الشان  
 بلکہ ابن حزم نے یہاں تک مبالغہ کیا ہے کہ لا یرف لعم مخالف من التابعین الا النخعی وحدہ  
 حنفیہ والکلبیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب صفقہ یعنی بیع واجب ہوگئی تو اب خیار نہ رہا لیکن حق

## باب بیان میں ہر کاسب کے

سبحانہ ان ہر کاسب کے ایک رب یعنی سود خوار سی ہے قال تعالیٰ احل اللہ البیع و حرم  
 الربا و قال تعالیٰ و حرم و اما لقی من الربا ان کنتہ مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب  
 من اللہ و ہر سولہ اہل علم کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ربا کبیرہ ہے اور عقد ربا باطل اور حرج  
 رد اس المال کے کچھ واجب نہیں آتا ہے اور تنگدست کو اسودگی تک مہلت دینا چاہئے  
 مسئلہ بچنا سونے کا سونے سے چاندی کا چاندی سے گہون کا گہون سے جو کا جو  
 سے کچھ کا کچھ سے نمک کا نمک سے حرام ہے مگر مانند کا مانند سے دست بدست ہاں جب  
 یہ اجناس مختلف ہوں تو ہر جس طرح چاہے فروخت کرے مگر ہاتھوں ہاتھ ان چہ چیزوں کی  
 تحکیم بیع منصوص احادیث صحیحہ ہے جس قدر حدیثیں صحیحین وغیرہما کی اس بارہ میں آئی ہیں انہیں  
 اس میں اشیاء شش گانہ کا ذکر ہے پس پس لکن حجۃ اللہ البالغہ میں کہا ہے کہ فقہاء نے لفظ  
 کیا ہے کہ ربا محرم سوال چہ چیزوں کے اور اشیاء میں بھی جاری ہوتی ہے یہ حکم اللہ  
 مقتدی ہو کر طرف ہر شے ملحق کے جاتا ہے شرح سنہ میں کہا ہے کہ ان چہ اشیاء میں  
 ربا ہونے پر قواعد اہل علم کا اتفاق ہے اس لئے کہ حدیث میں نص ہے اپنی رسم عامۃ علماء  
 سودہ ربا کو ان چہ پر مقصور نہیں بتاتے ہیں بلکہ اثبات ربا کا وجود وصف پر کر کے یہ کہتے ہیں  
 کہ یہ اوصاف جن اشیاء میں ہونگے حکم ربا کا ان کی طرف مقتدی ہوگا ربا کو درہم و دنانیر  
 میں ایک وصف سے اور باقی چار اشیاء میں دوسرے وصف سے ثابت کرتے ہیں پہلوں  
 وصف میں اختلاف ہے شافعی نے درہم و دنانیر میں وصف نقدیت کا ثابت کیا ہے  
 ابو حنیفہ رحمہ و وزن کو علت ٹہراتے ہیں لوہے تانبے روئی میں جریان ربا کا بتاتے ہیں  
 پہلے تو شافعی اشیاء ربیعہ میں اعتبار وصف طعم کا مع کیل و وزن کے کرتے تھے یہی قول

سعید بن مسیب کا بھی تھا پہر قائل نرسے وصف طعام کے ہوئے اور ساری اشیاء مطعوتہ میں  
جیسے میوے و پھل و ساگ و دوا وغیرہ میں اور نہیں رہا ثابت کی بدلیل حدیث الطعام بالطعام  
مثلاً مثل کیونکہ اس حدیث میں تعلیق حکم کی اسم طعام پر کی ہے یہ دلیل ہے اس بات پر کہ  
ماخذ اشتقاق علت حکم ہے ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اشیاء اربعہ میں وصف کمال ہے یہاں تک کہ  
گج یعنی چوٹ و نورہ میں بھی رہا جاری ہوتی ہے **مسئلہ** الحاق غیر کا ساتھ ان کے مختلف  
فیہ ہے یعنی تحریم فاضل و فساد میں باوجود اتفاق جنس کے اور نرسے تحریم نساء میں باوجود  
اختلاف جنس و اتفاق علت کے حکم کیسیان ہے یا نہیں ظاہر یہ کہتے ہیں ان کا غیر ساتھ ان کے  
ملحق نہیں ہوتا ہے بل السلام شرح بلوغ المرام میں اسکو ترجیح دیکر ایک رسالہ مسئلہ قول  
مجتبیٰ نام میں اس مسئلہ پر کلام کیا ہے جسکی تفصیل میں مسک الختام اور فرزند ارشد نے  
فتح العلام میں لکھی ہے باقی اہل علم مشترک العالۃ کو ملحق بناتے ہیں اگرچہ تعیین علت میں اختلاف  
کیا ہے کیسے کہا ہے کہ اتفاق جنس و طعام کا ہے کیسے کہا ہے کہ اتفاق جنس و تقدیر کا  
ہے کیل و وزن اور قوت میں کیسے کہا اتفاق جنس و وجوب زکوٰۃ کا ہے کیسے کہا کہ فقط  
اعتبار جنس و تقدیر مذکور کا ہے اب جو شخص کہ قائل الحاق کا ہے اسکی دلیل حدیث عبادہ و  
انس ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے شئی موزون مثل بمثل ہے جبکہ ایک نوع ہوا ور شے کیل ہی  
اسی طرح ہے ہاں جب دونوں نوع مختلف ہوں تو ہر کچھ پر نہیں ہے آخر جہ الدار قطنی والذکر  
حافظ ابن حجر نے کتاب التخصیص میں اس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے لکن اوپر تکلم نہیں کیا  
اسکی سند میں ربیع بن صبیح ہے ابو زرہ نے اسکی توثیق کی ہے اور ایک جماعت نے  
تضعیف یہ حدیث جس طرح کہ دلیل ہے الحاق غیر ساتھ پر ساتھ اشیاء استہ کے اسی طرح  
دلیل ہے اس بات پر کہ علت حکم کی اتفاق کیل و وزن کا ہے ہر اہل اتحاد جنس کے دوسری حدیث  
جو دلیل ہے ثبوت رہا پر غیر ان اجناس میں حدیث ابن عمر ہے صحیحین میں کہ نہی فرمائی ہے  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزابنہ سے کہ فرخت کرے کوئی شخص پہل اپنے باغ کا

اگر نخل ہے کبجو خشک سے ماپ کر اگر انگور ہے تو زبیب سے ماپ کر اور اگر کیمیٹی ہے تو طعم  
 سے ماپ کر اس سب سے منع فرمایا ہے مسلم کا لفظ یہ ہے ہر شے سے جس کا تخمینہ کیا جائے سو یہ  
 حدیث دال ہے ثبوت رہا پرا انگور و زبیب میں اور روایت مسلم عام تر ہے اس سے تیسری  
 دلیل الحاق پر حدیث سعید بن المسیب ہے سو طاسی مالک میں مرفوعاً آیا ہے کہ منی فرمائی  
 ہے حضرت نے بیع لحم سے ساتھ حیوان کے اسکو شافعی و ابو داؤد نے مراسیل میں ذکر  
 کیا ہے دارقطنی نے موطا میں ذکر کے تضعیف وصل کی اور تصویب ارسال کی ہے ابن عبد البر  
 ہی انہیں کے تابع ہیں اس حدیث کا ایک شاہد ابن عمر سے نزدیک بزار کے آیا ہے اور اسکے  
 سند میں ثابت بن زہیر ضعیف ہے یہ حدیث بطریق نافع ہی آئی ہے مگر ابواسنیہ بن یعلیٰ اوسکی  
 سند میں ضعیف ہے ہاں ایک شاہد اس حدیث کا اقویٰ تراس سے بروایت حسن عن سمرہ نزدیک  
 حاکم و بیہقی و ابن خرمیہ کے آیا ہے اور جو حدیث رافع بن خدیج و سہل بن ابی حمزہ کے نزدیک  
 ترمذی کی بمقدمہ رخصت عرایا آئی ہے اوسمیں یوں ہے کہ منی فرمائی ہے بیچنے سے انگور  
 کے بوجھن زبیب کے اور ہر شے سے جس کا خاص لینے اندازہ نظر سے کیا جائے **ف** دلیل اس بات  
 پر کہ معتبر اتفاق وزن کا ہے حدیث ابوسعید ہے اس لفظ سے کہ مت فروخت کرو تم سونے کو  
 سونے سے اور نہ چاندی کو چاندی سے مگر جبکہ وزن برابر وزن کے اور ایک مثل دوسرے کے  
 سوا اوسو اور دواہ احمد و مسلح ابو ہریرہ کا لفظ یہ ہے سونا عوض سونے کے ہے وزن  
 برابر وزن کے مثل برابر مثل کے چاندی عوض چاندی کے ہے وزن بوزن مثل بمثل  
 رواہ احمد و مسلم و النسائی و قتالہ بن عبید کا لفظ مرفوع یہ ہے مت بھیچو سونا عوض  
 سونے کے مگر وزن بوزن **ف** اعتبار کیل میں حدیث مقدم ابن عمر ہے جس میں یوں  
 آیا ہے کہ اگر انگور ہو تو اسکو زبیب سے ماپ کر نیچے اسی طرح بیع صبرہ طعام سے جس کا  
 ماپ معلوم نہیں ہے منع کیا ہے ہاں وقت اختلاف اجناس کے تفاضل لینے زیادتی جائز  
 ہے جب کہ دست بدست ہو بخاری میں عبادہ بن صامت سے مرفوعاً آیا ہے کہ زہر بند

سیم سیم گندم گندم جو تجو تجو نمک نمک مثل مثل سوا و لبوا درست بدست ہوتا ہے پھر  
 جب یہ اوصاف مختلف ہوں تو جو جو قسم جس طرح چاہو جبکہ ہاتھوں ہاتھ ہوا اس باب میں  
 اور یہی حدیثیں آئی ہیں **ف** جنس کا جنس سے بچنا یا وجود معلوم نہونے لساوسی کے  
 جائز نہیں ہے اسلئے کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے مثلاً مثل سوا و لبوا و زنا و زنا  
 یہ دلیل ہے اس بات پر کہ فروخت کرنا کسی شے کا اوسکی جنس کے ساتھ جائز نہیں ہے مگر  
 جبکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہو کہ دونوں میں مماثلت و مساوات ہے دوسری دلیل اس پر حدیث  
 جابر ہے مرفوعاً منی فرمائی ہے بیع صبرہ تمر سے جس کا کہ کیل معلوم نہیں ہے ساتھ کیل  
 کے تمر سے اخراجہ مسلمہ وغیرہ یعنی کھجور کی ٹھہر کو بے ماپے بچنا ممنوع ہے یہ دلیل ہے  
 اس بات پر کہ بیع اوسکی جائز نہیں مگر بعد علم کے پھر اگر احاذ المثلین کے ساتھ کوئی اور شے  
 ہو تو اوسکو کچھ تاثیر اس بارہ میں منوگی فصلا کہ بن عبید کہتے ہیں دن خیر کے بیٹے ایک  
 نکلا وہ یعنی گھو بند یا رد دینار کو خرید کیا اوسہیں سونا اور دانی تھی بیٹے اوسکو الگ الگ کیا  
 تو بارہ دینار سے زیادہ کا مال نکلا یہ ذکر بیٹے حضرت سے کیا فرمایا فروخت نکلیا جائے یہاں تک کہ  
 حد کر لیا جائے ایک جماعت سلف کا یہی مذہب ہے عمر بن خطاب و شافعی و احمد و اسحق و اسک  
 قائل ہیں ایک جماعت و حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ہمراہ صاحب شے آخز کے تفابض جائز ہوتا ہے  
 جبکہ وہ زیادت مساوی مقابل کے ہو **ف** میوہ تر کا میوہ خشک سے بچنا درست نہیں ہے  
 بدلیل حدیث مستقیم ابن عمر عین نبی فرمائی ہے بیع ثم حائط سے اگر نخل ہے ساتھ تمر کے کیلا اور  
 اگر انگور ہے ساتھ زبیب کے کیلا اسی طرح بدلیل حدیث سافع بن خدیج و سہل بن ابی حمزہ  
 جو اوپر گزری چکی ہیں ایک شخص نے پوچھا کیا ہم تمر سے رطب خرید کرین بیٹے خشک پھل و دیگر  
 مصلحتیں سودے کے لئے سنا حضرت کو فرماتے سے کیا کم ہو جاتا ہے میوہ تر خشک ہو جائیے  
 کہا ہاں فرمایا اس طرح مت خرید کہ و شافعی اسی پر ہیں وہ حدیث اصل ہے عدم جواز بیع شے  
 معلوم میں ساتھ اوسکی جنس کے جبکہ ایک رطب یعنی تر اور دوسری یا لبس یعنی خشک



جیسے فروخت کرنا رطب کا تر سے اور عنب کا زہیب سے اور بیچنا گوشت تازہ کا قدیر یعنی  
گوشت خشک سے اکثر اہل علم اسیکے قائل ہیں مالک وشافعی وصابین اسی طرف گئے  
ہیں تنہا امام ابوحنیفہ قائل اسکے جواز کے ہیں یہ قول اول کا قیاساً ہے ابن القیم نے فساد  
اس قیاس کا ثابت کیا ہے کیونکہ نص کے مقابلہ میں قیاس مقبول نہیں ہو سکتا **ف** اس  
بیع سے اہل عراق کتنی ہیں یہ استثناء حدیث زید بن ثابت میں نزدیک بخاری وغیرہ کے  
ثابت ہو رہے زید کہتے ہیں رخصت دی ہے حضرت نے بیع عراق میں کہ اندازہ کیل کا کہ  
فروخت کیا جائے دوسرا لفظ صحیح کا یہ ہے کہ رخصت فرمائی ہے عرب میں کہ لین اور اس کو  
گہ والے اندازہ سے تم دیکھ اور کہنا لین اور سکوتر و تازہ جابر کا لفظ مرفوع یہ ہے کہ  
اذن دیا عراق میں اس بات کا کہ فروخت کریں بعد اندازہ کہ نیلے ایک وسق دو وسق  
تین وسق چار وسق اس باب میں اور حدیث میں بھی آئی ہیں مطلب یہ ہے کہ فقر کو  
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اجازت دی تھی کہ تم خشک کھجور دیکر مطابق اندازہ  
کے تم کھجور جو رخصت پر لگی ہے لیکر کھاؤ یہ اسلئے کہ انکے پاس کوئی باغ جو رخصت نہ تھا  
جمہور کا مذہب یہی ہے اور جو کوئی بر خلاف انکے ہے احادیث اور سپر راوی ہیں **ف**  
زواج عین آیات ربانی کی تفسیر اور صورتوں کو مفصلاً پانچ ورق تک لکھا ہے اور کہا ہے  
کہ یہ باتیں طرح پر جوتی ہے ایک رہا افضل یعنی بیع کرنا ہمراہ زیادت احد العوضین متفقہ مجلس  
کے آخر پر دوسری رہا بدیع یعنی بیع کرنا ہمراہ تاخیر قبض عوضین کے یا قبض کرنا ایک کا تفرق  
مجلس یا تاخیر سے بشرط اتحاد عدلت ہر دو جیسے کہ دونوں مطعوم ہوں یا دونوں نقد ہوں  
گو مجلس مختلف ہو تب بھی رہا نسا یعنی بیع کرنا دو مطعوم یا دو نقد متفقہ مجلس یا مختلف مجلس  
کا ایک مدت تک اگرچہ ایک سہ خطہ کہ ہوں نہ گو دو دون برابر ہوں اور مجلس میں تھا میں  
جو ہوا پہلی صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صلح گندم کو کمتر ایک صلح گندم سے یا زیادہ اور اس  
فروخت کرے یا ایک درہم سیم کو دوسرے درہم سیم سے کم یا زیادہ پر بیع کرے خواہ بقا لیں

یا کرے اور دت ٹہیرے یا نہ ٹہیرے دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم کو ایک صاع گندم سے یا ایک درہم زر کو ایک درہم زر سے یا ایک صاع گندم کو ایک صاع جو سے یا اکثر سے یا درہم زر کو درہم زر سے یا اکثر سے فروخت کرے لکن قبض کرنا ایک کا ان دونوں میں سے مجلس سے متاخر ہو یا تکخیر ہو تیسری صورت کی مثال یہ ہے کہ ایک صاع گندم مثلاً ایک صاع گندم سے یا ایک درہم زر سے یا ایک درہم زر سے فروخت کرے لکن ایک میں تا جیل ہو کو ایک ہی لحظہ کیوں نہ ہو اگرچہ تیسرا دسی ہوں یا مجلس میں تقابض واقع ہو متولی نے ایک قسم چارم اور زیادہ کی ہے اس کا نام ربا قرض ٹہیرا ہے لکن حقیقت میں وہ راجع طرف ربا فضل کے معنی ہے اس لئے کہ اس میں کوئی ایسی شرط ہے کہ جس سے مقرر من کو نفع حاصل ہوتا ہے گویا اس سے اس شے کو قرض بمثل دیا ہے اور یہ نفع اوپر زیادہ ہے سو یہ چاروں اقسام ربا کے بعض آیات و احادیث و اجماع حرام ہیں ہر قسم کو ایک انواع میں سے وہ وعید شدہ شامل ہے جو مطلقاً حرام یا بین الہی ہے یہ اور بات ہے کہ بعض انواع اس کے مستعمل ہیں اور بعض تعبدی جاہلیت میں جو ربا بشورتی وہ یہی ربا نسیمہ تہی انتہی حاصل یہ قول بعض اہل علم کا کہ بادل الحرام میں لینا جائز ہے مردود ہے احادیث صحیحہ سے کیونکہ وعیدات ربا کی مطلقاً ان میں مقتدر ساتھ کسی قید کے نہیں ہیں اور علت و حرمت کسی شے کی حکم شارع سے ثابت ہوتی ہے نہ قیاس سے اور جو قیاس مصادوم نص کا ہوتا ہے وہ بالذات باطل علم فاسد ثابت ہے واللہ اعلم **ف** حیلہ نکالنا ربا وغیرہ میں حرام ہے یہی قول ہے امام مالک و امام احمد کا یہ اسکو گناہ کبیرہ کہتے ہیں شافعی و ابو حنیفہ کے نزدیک ربا میں حیلہ نکالنا جائز ہے لیکن شافعی کی وہی حدیث عامل خمیر کی ہے جس میں بیع تخریدی کی درہم سے پہر خرید کر تخریدی کا درہم سے آگاہ ہے دلیل قائلین حرمت کی آیت قرآن ہے کہ اللہ نے بنی اسرائیل کو صید روز شنبہ سے منع فرمایا تھا و انہوں نے حیلہ نکال کر روزیکہ شنبہ صید کرنا شروع کیا اللہ نے انکو بندر سور کر دیا یہی حال امین لوگوں کا ہے جو واسطے ربا وغیرہ کے حیلہ انگیزی

کرتے ہیں اللہ پر انکا حیلہ مخفی نہیں رہ سکتا ہے البتہ ایوب سختیابی لے کر اسے یحیٰی خادعون اللہ  
 کہا یحیٰی خادعون آدمیو! لو انوالا لامرعیانا کان اھون علیھما انتھی ابن القیم نے اعلام اللغیر  
 میں بحث تحیل و معالین کی خوب ہے کشف و تفصیل سے لکھی ہے کہ کبدا و سکہ کو فی شبہ حیرت  
 تحیل میں باقی نہیں رہتا اولئذا کھرف فروخت کرنا گوشت کا عوض جاندار کے فروغ کا  
 حدیث سعید بن مسیب میں آیا ہے عنی عن بیع الحیوان باللحم اسکو سعید نے جو اہل بیت  
 کا بتایا ہے وہ لوگ گوشت کو بعض ایک دو بکری کے فروخت کر دیتے تھے ابو الزناد نے کہا  
 میں جتنے اہل علم ہائے سب کو اس بیع سے منع کر دیا دیکھا خواہ یہ بیع اس کے منہ سے کرے  
 یا غیر منہ سے اکل سے ہو یا غیر اکل سے شرح اسند میں کہا ہے ایک جماعت صحابہ و تابعین  
 کا مذہب تحریم ہے شافعی بھی اسی طرف گئے ہیں حدیث ابن مسیب ہر چند مرسل ہے لیکن عمل  
 صحابہ نے اسکو قوی کر دیا ہے اور شافعی نے اس مرسل کا استحسان کیا ہے ہاں فروخت کرنا  
 ایک حیوان کا دو حیوان یا زیادہ سے اسیکی منہ کے ساتھ درست ہے حدیث جابر میں آیا  
 ہے کہ خرید کیا حضرت نے ایک غلام عومن و غلام کے رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ  
 الترمذی الترمذی اتس کا لفظ یہ ہے کہ خرید کیا حضرت نے صفیہ ام المؤمنین کو عومن سات سر کے  
 و میہ کلہ سے اخراجہ مسلمہ حدیث طویل ابن عمر میں خرید کرنا ایک اونٹ کا واسطے لشکر کے  
 بعض دو و تین تین قلائص صدقہ کے آیا ہے اخراجہ احمد و ابوداؤد و اسکی سند میں  
 محمد بن اسحق ہے و فیہ مقلان لکن فتح الباری میں اس اسناد کو قوی کہا ہے حدیث  
 حسن میں منی آئی ہے بیع حیوان بحیوان سے بطور یہ رواہ احمد و اہل السنن و صحیحہ  
 الترمذی و ابن الجارود لیکن یہ حدیث بروایت حسن عن سمروہ ہے و حسن نے سمروہ سے  
 سماعت نہیں کی ہے شافعی نے کہا ہے مراد یہ ہے دونوں طرف سے بیع کا لی بکالی سیر  
 خلیک طرف سے کہ وہ جائز ہے موطا میں آیا ہے کہ علی مرتضیٰ نے اپنا اونٹ تحصیف نام عومن میں  
 اونٹ کے مدت معلوم تک فروخت کیا تھا اور ابن عمر نے ایک راحلہ عوض جارا اونٹ کے اس

صناعت پر خرید کیا تھا کہ مقام ربذہ میں وہ چاروں اونٹ دینگے ابن شہاب سے پوچھا تھا  
 کہ دو حیوان کا ایک حیوان سے ایک ٹیٹ پر بیچا کیسا ہے کہ لا باس بہ ہے شافعی نے کہا یہ بیع  
 جائز ہے خواہ دونوں ایک جنس ہوں یا مختلف پہر ماکول اللحم ہوں یا غیر ماکول اللحم تھا ایک کو  
 ایک سے فروخت کرے یا ایک کو دوسے ابو حنیفہ کہتے ہیں یہ بیع جائز نہیں ہے اور بیع  
 حیوان بحیوان بطور نہ یہ مختلف فیہ ہے **ف** بیع عینہ جائز نہیں ہے عینہ بکسر عین بیع  
 یون ہوتی ہے کہ تاجرا پٹا مال قیمت کر کے ایک مدت تک فروخت کر دے پھر اوسی مال کو  
 کم قیمت پر مشتری سے خرید لے حدیث ابن عمر میں مرفوعاً آیا ہے جب لوگ نخل کر نیگے دہیم  
 دویار میں اور لین دین کر نیگے ساتھ عینہ کے اللحم تو نازل کر لیا اللہ اون پر بلا الحدیث انحر  
 احسن والہ وادوا الطبرانی وابن القطان حافظ ابن حجر نے کہا ہے اسکے رجال ثقات  
 ہیں دوسری دلیل اس پر روایت ابو اسحق سجعی کی ہے کہ ام ولد زید بن ارقم نے عائشہ  
 سے کہا تمہارے عینے ایک غلام ہا تمہ زید بن ارقم کے آٹھ سو درہم پر دوبار فروخت کیا ہے پھر  
 اوسکو چھ سو درہم پر نقد خرید کر لیا ہے عائشہ نے کہا یہ تیرا لین دین سبت بڑا ہوا اوس کا  
 بہار ساتھ حضرت کے برابر گیا مگر یہ کہ وہ تو بیکرے انحر جہ الدار قطعی لکن شافعی ابن  
 کثیر نے اسکی تضعیف کی ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا مذہب عدم جواز بیع عینہ ہے شافعی  
 و شافعیہ قائل جواز کے ہیں بیہقی نے اپنے سنن میں دوبارہ منی بیع عینہ ایک باب منعقد  
 کیا ہے **ف** غش کرنا یعنی دھوکا دینا بیع وغیرہ میں جیسے تصریح گناہ کبیرہ ہے تصریح ہے  
 کہ دودہ جانور کا نہ دوسے تاکر زیادہ معلوم ہو اس بارہ میں امامویش عامہ و خاصہ کی ہرین  
 مسلم نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے من غشنا فالیس منا حضرت کا گزر ایک  
 صبرہ طعام پر ہوا یعنی غلہ کی ڈھیر پر اوس میں ہاتھ ڈالا تو غلہ کو تر پایا فرمایا اسیکو اویس کیوں نہ کہا کہ  
 لوگ دیکھتے پھر حدیث مذکور فرمائی رواہ مسلم وابن ماجہ والترمذی ابو ہریرہ نے  
 ناحیہ قرہ میں ایک آدمی کو دیکھا کہ دودہ میں پانی ملا تا ہے یعنی واسطے فروخت کے کہا

نو کیا کہیگا جب قیامت کو تجھے کہا جائیگا کہ اس پانی کو وہ سے جدا کر دہاۃ الاصبہا فی بقیۃ  
 کما حضرت صفی الدین علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کاشفوا اللہین للبیع مروا جریمین غمش فی البیع کو سنبھال کر  
 کے گناہ ہے اور بیان میں صورت غمش کی بہت تطویل کی ہے غرض کہ جس بیع میں کوئی صورت غمش یا  
 غرر کی ہوتی ہے وہ بیع ناجائز و حرام ہے **ف** آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کدنا حرام  
 ہے ابو ہریرہ کا لفظ مرفوع یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین آدمی ہیں جن کا میں خصم ہوں گا دن قیامت  
 کو آدمین ایک وہ شخص ہے جسے کسی آزاد کو فروخت کر کے اس کی قیمت کدائی ہے  
 الحدیث رواۃ البخاری وابن ماجہ زواج میں اسکو سنبھال کر کدنا زہد کے شمار کیا ہے یہ  
 طریقہ بدہ فروشی کا زمانہ جاہلیت میں تھا طحاوی نے کہا ہے کہ آزاد کو عوض و حق کے جواز کے ذمہ پر  
 ہوتا تھا اول اسلام میں فروخت کر لیتے تھے جبکہ اس کے پاس کوئی مال نہ ہوتا اور سپاہ اللہ نے اس معاملہ  
 کو منسوخ فرمایا بقولہ وان کان ذر عسرة فمطرة الی مسیرۃ **ف** سنبھالہ مکاسب حرام کے ایک  
 کدنا مال کا بیوعات فاسدہ سے ہے جبکہ ذکر باب سابق میں گزر چکا ہے اسی طرح سائر وجوہ اکساب  
 محرمہ کے سنبھال کر زہد کے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تأکلوا  
 اموالکم بینکم بالباطل اہل عدم نے اختلاف کیا ہے کہ مراد اکل بالباطل سے اس جگہ کیا ہے بعض  
 نے کہا رباقاری یعنی جو عصب سرقہ خیانت شہادت زور اخذ مال لہو گند و روغ ہے ابن عباس  
 رضی اللہ عنہ نے کہا مراد وہ مال ہے جو انسان سے بغیر عوض کے لیا جاتا ہے بعض نے کہا مراد  
 عقود فاسدہ ہیں ابن مسعود نے کہا یہ آیت محکمہ ہے منسوخ نہیں ہوئی اور نہ قیامت تک منسوخ  
 ہوگی انتہی یہ اس لئے کہ اکل باطل شامل ہے ہر ماخوذ بغیر حق کو خواہ بطور ظلم و ستم ہو جیسے غصب خیانت  
 سرقہ یا بطریق غیر و لعل ہو جیسے ماخوذ بہ قمار و ملاہی یا بروجر و ملاہی جیسے ماخوذ بصدقہ فاسد  
 بعض اہل عدم نے کہا ہے یہ آیت اس بات کو سببی شامل ہے کہ خود آدمی اپنا مال باطل طور پر نکالے  
 اس طرح کہ اس مال کو فعل محرم میں خرچ کرے یا بغیر مال باطل خود رو بردار جائے جس طرح کہ  
 امثلہ مذکورہ ہیں **وقولہ تعالیٰ** الا ان تکون تجارۃ استثناء و منقطع ہے اس لئے کہ تجارت

جنس باطل سے نہیں ہے کوئی سے بھی معنی اوس سے مراد کیوں نہوں اور تاویل اوسکی  
 سامانہ سبب کے تاکہ استثنا متصل نہیں ہے محل ہے تجارت اگرچہ مختص بقعود معاوضات  
 جوتی ہے لیکن الحاق قرض وہیہ و نحوہا کا ساتھ اوسکے اور دلیلوں سے ہے مراد اس لفظ سے  
 عن تراویح منکر طیب انفس پر وجہ شروع ہے تخصیص ذکر اہل کی آیت شریف میں کچھ بطور تفسیر کے  
 نہیں ہے بلکہ اس سے کہ اسل اغلب وجہ انتفاعات ہوتا ہے جس طرح کہ کہیے ان الذین یا کلون  
 اموال الناس علی ظلمات انہا یا کلون فی بطونہم ناراً میں کہا گیا ہے اول اس بحث کے اور فقہان  
 وارہ اس بارہ میں سنت مطہرہ سے بہت کچھ فی ہر ایک بعض اہل کاسقدمہ رسالہ نہا میں ہو چکا ہے  
 طبرانی کا لفظ باسناد حسن یہ ہے طلب الحلال واجب علی کل مسلمہ و سر لفظ طبرانی توفیقی  
 کا مرفوعاً ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض تیسرے لفظ طبرانی کا یہ سے خوشی ہو جس شخص  
 کو جس کا کسب طیب ہے جسکی سریرت صالح ہے جسکی علانیت کریم ہے اور شر او سکا لوگوں سے  
 الگ ہے چوتھا لفظ طبرانی کا یوں ہے اسی سعد پاک کر تو طعم اپنے کو یعنی حلال طعام کہا یا کہ  
 ہو جائیگا تو مستجاب الدعوتہ قسم ہے اوس شخص کی جسکے ہاتھ میں ہے جان محمد صلعم کی بندہ  
 و اتنا ہے لقمہ حرام اپنے پیٹ میں قبول نہیں کیا جاتا عمل اوسکا چالیس دن تک اور جس بندہ  
 کا گوشت حرام سے اڑکا ہے ناروا لی تر ہے ساتھ اوسکے **ف** بیہقی کا لفظ یہ ہے جسے فریضہ  
 کیا مال حر پر ہی کا اور وہ جانتا ہے کہ وہ سرقہ ہے تو شریک ہوا وہ عار و گناہ دزدی میں جانفزا بندہ  
 لئے کہا ہے اس حدیث کی اسناد میں احتمال تخمین کا ہے اور شبہ یہ ہے کہ موقوف ہو احمد کا  
 بسند جدید یہ ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہو اگر کوئی شخص تم میں کا ایک سٹی لیکر  
 طرف ہمارے ہاں لکڑی کاٹے پھر اوس لکڑی کو اپنی پیٹھ پر لا کر لائے اور بچک کھائے یہ بہتر ہے  
 اس سے کہ اپنے منہ میں لقمہ حرام رکھے احمد وغیرہ کا لفظ بسند حسن یوں ہے اللہ نے تقسیم کیا ہے  
 درمیان تمہارے اخلاق کو جس طرح تقسیم کیا ہے تمہارے پیچ میں از راق کو اور بیشک اللہ  
 حقیقاً ہے دینا اوسکو جسکو محبوب رکھتا ہے اور محبوب نہیں رکھتا اور

منین دیا دین مگر اسی شخص کو جسکو محبوب کرتا ہے الحدیث بطولہ سبقتی کالفظ یہ ہے دنیا میں  
 وٹپی جسے کہنا یا دین مال حلال اور صرف کیا اسکو محل حق میں تو ان کا لگاؤ اسکو اور لگاؤ اسکو جنت میں  
 اور جسے کہنا یا مال غیر حلال اور منہج کیا اسکو غیر حق میں وار لگاؤ اسکو اندک میں خواری کے بہت  
 سے لوگ گننے والے ہیں مال میں اللہ و رسول کے اونکے لئے آگ ہے دن قیامت کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے  
 کلمہ اخبت نرجناہم سعید ابن حنبل کالفظ یہ ہے لایدخل الجنة لحدود منہج من سعت  
 والنار اولیہ ترمذی کالفظ یہ ہے لایر یصلح من سعت الا کانت النار ولی بہ سعت کہتے  
 ہیں حرام مال کو یہ کاسب خبیثہ کو دوسرا لفظ بلند حسن یوں ہے لایدخل الجنة جسد غدی بحرام  
 و ناعاجر میں اکل مال باطل کو گناہ کبیرہ لکھا ہے یہ تکبیر صریح احادیث مذکورہ ہے یہ صراحت  
 ظاہر ہے اسلئے کہ یہ باب اکل مال حرام میں باطل سے ہے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ داخل میں اس باب میں  
 مکاس غائب سارق بطاط اکل رہا موکل رہا اکل مال شتم شاہد زور جار عاریت اکل رشوت منقصر کل  
 و وزن فروغندہ شے عیب دار بلا اظہار عیب مقام ساحتہ منجم مقصور زانیہ ناسخ دلال جبکہ وہ اپنی اجرت  
 بغیر وزن بائع کے لیلے اور خبر دینے والا مشتری کو ساتھ زائد کے اور جسے آراؤ کو فروخت کر کے  
 اسکی قیمت کہانی انتہے یہ قول مؤید ہے اس بات کو جو زیر تفسیر آئے گذر چکا ہے کہ اکل باطل  
 شامل ہے ان سب اشیاء کو اور اسکو جو کہ اس معنی میں ہو ہر شے سے اور بغیر وجہ شرعی کی گئی  
 جو جیسے ہیک مانگ کر حدیث میں آیا ہو لائے جائینگے دن قیامت کو کچھ لوگ اونکے ہمراہ حسنت ہونگے  
 جیسے پہاڑ تماشہ کے جب وہ آویسنگے تو اللہ اونکے حسنت کو ہباز منور کر دے گا اور لوگ میں پہلید  
 کہا اسی رسول خدا کیو کہ ہو گا فرمایا وہ لوگ نماز پڑھے روزہ رکعت نکوۃ دیتے حج کرتے تھے  
 اتنی بات متی کہ جب کوئی شے حرام سمجھے اونکے آتی تو اسکو لے لیتے اللہ نے اونکے اعمال  
 ضبط کر لئے انتہے و ناعاجر میں اس حدیث کی تخریج منین لکھی ہے یہ حدیث دلیل ہے اس بات پر  
 کہ مال حرام کمانا ایسا گناہ سخت ہے کہ اسکے مقابلہ میں ساری نیکیاں عبادات سفر و ضحہ کی جنکو اس  
 حرام خوار سے کیا ہے برباد ہو جاتے ہیں وہ جہنم میں پہنچ دیا جاتا ہے عیاذ اللہ حکایت

**حکایت** ایک شخص نے نبض صلیا کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا  
 اچھا کیا لیکن میں جنت سے محبوس ہوں عرصہ ایک سوئی کے جو میں عاریت لی تھی پھر واپس نہ کی  
 سفیان ثوری کہتے ہیں جس نے فحیح کیا مال حرام طاعت میں وہ مثل اس شخص کے ہے جس سے  
 پاک کیا کی طرح کو بول سے عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ہم نو عشر حلال کو دوسرے وقوع کے حرام میں چھوڑ دیتے  
 تھے وہب بن درکتہ ہیں تو اگر ستون کی طرح قیام کرے تو کچھ نفع نہ ملے گا جب تک کہ تو  
 نہ کیے کہ تیرے پیٹ میں کیا جاتا ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ بیت المقدس پر  
 ہر دن یا ہر اتار یہ لکھتا ہے کہ جس نے حرام کما یا قبول نہیں ہوتا اس سے صرف اور نہ عدل لینے  
 عبادت فرض و نقل ابن المبارک کہتے ہیں میں اگر ایک درہم شبہ کا واپس کر دوں تو یہ دوست  
 ہے مجھ کا اس بات سے کہ میں صدقہ دوں تین لاکھ دوسری حدیث میں آیا ہے جسے حج  
 کیا مال حرام سے اور لیکھا کہ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کالیک وکاسعدیک وحجک وحرک  
 علیک ابن اسباط کہتے ہیں جو ان آدمی جب عبادت کرتا ہے تو شیطان اپنے احوال سے  
 کہتا ہے دیکھو اس کا کمانا کمان سے ہے اگر اس کا مطعم طعام سو ہوتا ہے تو کہتا ہے چوڑ دو اس کو  
 تنگ کرے قیام میں مبتلا ہے کوشش میں پڑا ہے وہ خود کھوکھو کافی ہو گیا یعنی یہ عبادت و جہد  
 اس کا ہمراہ اکل حرام کے غیر نافع ہے قال تعالیٰ عاملۃ ناصبۃ یعنی محنت کرتے تھکتے ہیں  
 ابراہیم ابن ادہم کہتے ہیں تو اپنا مطعم پاک کر یعنی طعام حلال مرق طیب کہا تجھ پر کچھ الزام  
 نہیں ہے کہ تورات کو قیام نہ کرے دن کو روزہ نہ کرے بخاری و سنائی میں مرفوعاً آیا ہے الحلال  
 بین والحرام بین و بینھما امور شہمة فمن ترك ما يشبه عليه من الاثم كان له  
 استبان اترك ومن احتراز علی ما يشك فيه من الاثم او شك ان يواقم ما استبان  
 والمعاصی حمی اللہ ومن یرتم حول الحمی یوشك ان یواقعه یہ حدیث دلیل ہے احتراز پر  
 مال شہتہ سے جبکہ حلال حرام ہونا معلوم نہیں ہے چہ جای اس مال کے جبکہ حرام ہونا یقینی  
 قطعی ہے جیسے مثل مذکورہ وجہ مزید استحقاق ناز کے واسطے حرام خوار کے یہی ہے کہ اموال



غالباً مستحق بحق خلق اللہ وعباد اللہ ہوتے ہیں سو حقوق عباد کے حصول عذاب و عقاب میں  
 و فیصل تر ہیں بہ نسبت حقوق خدا کے **ف** سنجائے مکاسب محرمہ کے ایک اتفاق صلحہ بحلف  
 کا ذب ہے حدیث مسلم اور سنن اربعہ میں وعید عذاب الیم کی واسطے ایسے تاجر کہے گئے ہیں  
 جو جوٹی قسم کھا کر اپنا مال فروخت کرتا ہے اسکو صاحب واجر نے سنجائے کہا ثر ذنوب کے گنا ہے  
 بلکہ حلف پر کچھ موقوف نہیں ہے مطلق دروغ گوئی سے لین دین خرید و فروخت کرنا بھی  
 حکم ہے جب ایک درہم کے مال کو دس درہم کا مال بیان کیا خواہ حلف سے کہا یا اسے حلف تو کا کا  
 ہوا یہ کذب سبب ہوا جو برکت کا مال سے اور موجب عذاب کا آخرت میں ٹھہرایا اور بات ہے  
 کیونکہ کہ میں اس مال کو اس قیمت پر دیتا ہوں لو یا نہ لو یہ نہ کہے کہ میں اسکو دس درہم پہ چل لیتا  
 حالانکہ نو یا اس سے بھی کم قیمت پر خریدتا ہے مگر جوٹ بول کر اور اس مقدار پر نفع بانڈ کر بیچتا  
 ہے کہ یہ علاوہ مصیبت و رنج کے ایک طرح کی خدایت بھی ہے ساتھ مشتری کے واللہ اعلم  
 حدیث میں آیا ہے اہل نار با پنج آدمی ہیں اون میں سے ایک وہ شخص بھی بتایا جو تجمک و بیح  
 و شام تیرے اہل و مال میں فریب دیتا ہے دوسری حدیث میں ہے المؤمن غر کر ہ و القاسم  
 خب لثیغ یعنی ایماندار آدمی فریب کھا جاتا ہے بزرگ منش ہوتا ہے فاسق فریب دیتا ہے  
 نالائق نابکار ہوتا ہے **ف** سنجائے مکاسب محرمہ کے ایک وہ مال ہے جو کیل و وزن و ذراع  
 میں کمی کر کے کمایا جاتا ہے **قال تعالیٰ** دلیل للمطففین یعنی خرابی ہے اون لوگوں کی  
 جو ٹہراتے ہیں اپنے لئے مال مردم سے ماپ تول کم کر کے اسیلے بعد اسکے یون فرمایا ہے  
**الذین اذنا الکتوا علی الناس یستوفون و اذنا الکوھ و اوئوھم تخسر من یعنی جب**  
 لوگوں سے خرید کریں تو سمجھو پور لیوین اور جب اونکو ماپ یا تول کر کے دیوین تو کم کر دین پر  
 فرمایا **الایض و الذلک انھم مبعوثون لیوم عظیم یوم یقوم الناس لرب العالمین** یہ وعید  
 شدید ہے حق میں مطففین کے سندی لئے کہا حضرت مدینہ میں آئے ابو جہینہ نام ایک شخص  
 تار و مکیاں سکھاتا تھا ایک سے لیتا دوسرے سے دیتا اوپر یہ آیت اور تری ترمذی لئے کہا

حضرت نے اصحاب کیل وزن کو فرمایا تم اسی امر کے الی ہوئے جو ہمیں اگلی امتین پہلے  
 تھے ہلاک ہو چکے ہیں حدیث ابن عباس میں نزدیک طبرانی وغیرہ کے آیا ہے کہ نہیں کرتی  
 کوئی قوم پاپ تول کو لکن کہ کر دیتا ہے اللہ اوشے رزق کو نہ واجہ میں اس شخص کیل وزن  
 و ذراع کو کبائر ذنوب میں گناہ ہے اسلئے کہ باب اکل مال مردم باطل سے ہے **ف** ہجملہ مکاسب  
 محرمہ کے ایک یہ ہے کہ مال قرض بہ نیت عدم وفا کسی سے لیکر کما جانا اور اسکو تلف کر دینا  
 میں اسکو گناہ کبیرہ گناہ ہے بخاری وغیرہ میں مرفوعا آیا ہے جسے لیا مال لوگوں کا بار بارہ اٹلا  
 تو تلف کر دیا اللہ اسکو طہرائی کا لفظ یہ ہے جسے قرض لیا اور اسکی نیت یہ ہے کہ مال لگا  
 پہر مر گیا تو اللہ عز و جل دن قیامت کو اس سے کہے گا تو نے گمان کیا کہ میں اپنے بندہ کا حق  
 نہ لوں گا پھر اللہ اس کے حسنات لیکر اس دوسرے کو دیدیگا اگر حسنات نہ ہونگے تو اسکی سیئات آوے  
 گئے باندہ جاوینگے ابن ماجہ و بیہقی کا لفظ یہ ہے کہ وہ اللہ سے سارق کی طرح ملیگا طبرانی کا لفظ یہ  
 جسے خرید کی کوئی شے اس نیت سے کہ اس کے دام نہ لیا تو وہ عائن مر گیا اور عائن نار میں جا گیا  
**ف** اس باب میں جتنے مکاسب محرمہ کا ذکر نام بنام بطور شمار کیا گیا ہے ہر ایک کے حق  
 میں وحیدیات شریعات آئی ہیں نہ واجہ میں ہر ایک کے لئے انہیں سے ایک باب جدا گانہ  
 مستفاد کیا ہے خلاصہ انکا ہے رسالہ قواعد البشرین لکھا ہے حاجت ذکر کی اس جگہ نہیں ہے  
 ان وجہ مکاسب سے جس کسی وجہ پر آدمی مال کما دیا گو وہ مال اور سکا حرام ہو گا خواہ آپ  
 کمائے یا اپنے اہل و عیال و اقارب کو کما لئے خواہ کسی راہ خدا میں صرف کرے اسی طرح  
 کما نا مال وقف یا لفظ ناجائز یا مال وصیت یا وصیت کا حرام ہے اسی طرح وہ مال جو  
 بعبوض رقص و سرود و مستحرمی و دروغ و غلوئی و دوکالت ناجائز واجارہ ظالمانہ کے حاصل ہوتا  
 کہ یہ سب وجہ حرام ہیں

## باب بیان میں مطاعم و اشربة مجرمہ کے

اصل ہر شے میں حلت ہوتی ہے حرام وہی شے ہے جسکو اللہ و رسول نے حرام فرمادیا ہے اور جس

شے سے سکوت کیا ہے وہ عفو ہے قال تعالیٰ قل لا اجد فیما اوحی الی صحر ماعلم  
 طاعمریط علیہ الا ان یدکون میتة اود ما مسحوا ولحم خنزیر فانه من حیث میان نکرہ  
 سیاق لغوی میں آیا ہے دال ہے عموم پر حدیث سلمان فارسی میں مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ سے سوال  
 گئی وہ پیر و پوست کا کیا متا فرمایا حلال وہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کر دیا ہے حرام وہ  
 ہے جسکو اللہ نے حرام ٹھہرا دیا ہے اور جس سے سکوت کیا ہے وہ اوس قسم سے ہے جو محکوم و معاف  
 کر دی گئی ہے اخر جہ ابن ماجة والذہبی اسکی سند میں سیف بن ہارون ضعیف ہے  
 ابوالدرداء کا لفظ مرفوع یوں ہے جو کچھ حلال کیا اللہ نے اپنی کتاب میں وہ حلال ہے اور جو  
 حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے سکوت فرمایا وہ عفو ہے سو قبول کرو تم اللہ سے عافیت اسکی  
 اند کسی شے کا ہونے والا نہیں ہے و ما کان ربک شیا اخر جہ البزار وقال سندہ  
 صالح والحاکم وصحیحہ ابو ثعلبہ مرفوعاً کہتے ہیں اللہ نے فرائض فرض کئے ہیں تم انکو ضائع  
 نہ کرو حد و مقرر کئے ہیں تم ان سے تجاوز نہ کرو کچھ چیزوں سے سکوت فرمایا ہے واسطے رحمت  
 کے تمہارے لئے بغیر نسیان کے تم ان سے بحث نہ کرو اخر جہ الدار قطنی کتاب عز ویر وسنت مطہرہ  
 بہت سے براہین اس اصل کے تقریر کرتے ہیں اسلئے توجہ اقتصار کی رفع مل میں اوسی پر  
 ہے جس میں کوئی دلیل تخصیص کی آئی ہے مجملہ تخصیص کے ایک یہ آیت ہے الا ان نکون  
 میتة الخ اسی طرح قولہ تعالیٰ حرمت علیکم المیتة ف جس شے کو اللہ نے  
 کتاب اللہ میں حرام کیا ہے وہ حرام ہے قال تعالیٰ حرمت علیکم المیتة مراد میتہ  
 وہ مردار ہے جو خود بخود مر گیا ہے والدہم مراد دم سے خون روان ہے جسکی تصریح دوسری آیت  
 میں آئی ہے مفسر تاضی ہے بہم پر اس سے قول اوس شخص کا جو یہ بات کہتا ہے کہ بہم اپنے  
 اہیام پر اور مفسر اپنی تفسیر پر باقی رہتا ہے مقتض ہو گیا اسلئے کہ اہل علم نے اس آیت میں  
 تفسیر مذکور پر اتفاق کیا ہے ولحم الخنزیر ہر شے جو کہ حرام ہے ذکر گوشت کا بالخصوص  
 بقصد عادت کیا گیا ہے خنزیر ایک ایسا جانور ہے جسکی صورت پر ایک قوم سنج ہو گئی تھی

نوع علیہ السلام اور چنانچہ رسول بعد ان کے آئے وہ سب نیک کو حرام کہتے رہے اور حکم دیا کہ اس  
 دور میں یہاں تک کہ عیسیٰ علیہ السلام سہی آسمان سے اتر کر قتل خنزیر کرے گا و ما اهل البیت  
 بدست مراد اس کے چہرہ حیوان ہے جس پر نام غیر اللہ کا لپکا گیا ہے خواہ وقت ذبح کے نام اس غیر کا  
 لیا جاوے یا نہ لیا جائے و المذبحۃ یعنی گلا گونٹا ہوا جو کہ اعتناق کی وجہ سے مکر گیا ہے الموت  
 یعنی چھٹا جو کسی لاشی یا پتھر وغیرہ سے مقتول ہوا ہے و المتدیرۃ یعنی وہ جو کسی اونچی جگہ سے  
 پٹے کر کر مکر گیا ہے و النطیحة یعنی وہ جسکو کسی دوسرے جانور نے اپنی سینک سے زخمی کر کے  
 مار ڈالا ہے و ما اکل السمیع یعنی وہ جو بیج رہا ہے کھانسیے درندے کے اٹھا ڈالیتے یعنی جسکو  
 تھنہ فنج کر لیا ہے و ما ذبح علی النصب اور وہ جو ذبح کیا گیا ہو کسی تھان پر و ان تستقسموا  
 بالاحرام اور یہ کہ ڈالو تم ہائے ذلکھ فسق زواجہ میں کہا ہے کہ تفسیر میں کہتے ہیں کہ اللہ  
 پاک نے اس آیت میں اباحت سے گیارہ نوع کو مستثنیٰ فرمایا ہے انکی تحریم موافق عقول کے  
 ہے مراد ہے جو خود بخود مکر گیا ہے دو چیزیں مستثنیٰ ہیں ایک مچلی دوسری مڈھی اسلئے کہ اس باب میں  
 دو حدیثیں صحیح آئی ہیں حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ ذکوۃ جنین کی وہی ذکات اسکی مان کی ہے سو  
 جب جنین مذکاۃ زندہ یا مردہ نکلیگا بحیات غیر مستقرہ تو وہ بتجیت اثم کی کے حلال ہوگا اگر چہ بڑا ہو  
 اور اسکے بال سہی ہوں مرادیتہ سے وہ ہے جسکی حیات زائل ہوگئی ہے لیکن نہ مذکاۃ شرعیہ  
 اس میں انواع آئیدہ داخل ہیں جن میں مذکور اس سے خارج ہے اور صید جبکہ کسی غلطہ یا نقل سے  
 مر جائیگا جیسے سگ وغیرہ اور یہ وہ جانور جسکی حیات زائل ہوگئی ہے یہ ذکاۃ شرعیہ اگر چہ اوس میں  
 روانی خون کی اور خود خون نہ ہو ان وہ خون جو رگون اور گوشت میں لپٹا ہوا رہ جاتا ہے وہ  
 سمان ہے حالانکہ لفظ مسفوح سے جو دوسری آیت میں آئی ہے اور فقید اطلاق آیت نہ کر کرتی  
 ہے خون خارج ہو چکا ہے پہلے خون سے جگہ و حال بحیث صحیح مستثنیٰ ہیں حالانکہ فقید مسفوح ہی  
 ان دونوں کو خارج کرتی ہے کچھ حاجت استثناء کی نہیں ہے بعض اہل علم نے جمہور سے نقل  
 کیا ہے کہ خون حرام ہے اگرچہ مسفوح یعنی روان نہ ہو اور نقل ابو حنیفہ کو روک دیا ہے ساتھ حلت غیر

غیر سفوح کی ولیس کے ماضعہ خنزیر کی طبیعت اخلاق ذبیہہ پر ہوئی ہے جسے حرم جاش  
 رغبت شدید منہیات میں بہ غیرتی اسلئے انسان پر اوسکا کھانا حرام کیا گیا ہے تاکہ یہ کیفیت  
 قبیح آدمی میں پیدا نہ ہو اسی لئے جو قوم اسکو کھاتی ہے اوس میں یہ کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں بھلا  
 گو سفند کے کدو نکی ذات ان سب اخلاق ذبیہہ سے عاری ہے اس جگہ فقط لحم خوک کو حرام فرمایا  
 حالانکہ سارا خوک حرام ہے کیونکہ مقصود ذاتی یہی اوسکا گوشت ہوتا ہے قرطبی نے کہا اوس میں  
 خلاف نہیں ہے کہ سارا خنزیر محرم ہے مگر بال اوسکے کہ اوس سے دوخت کرنا جائز ہے انتہی  
 یہ بات قرطبی نے مطابق اپنے مذہب مالکی کے کہی ہے صاحب زواجر کہتے ہیں ہمارا مذہب  
 یہی یہی ہے بھلاف اوس شخص کے جسے شافعی سے تحریم اوسکی نقل کی ہے اور خوک آدمی  
 ہمارے نزدیک ماکول ہے ما اهل بخیر واللہ بہ سے وہ جانور مراد ہے جو نام پر کسی بت  
 کے بیج کیا گیا ہے اہلال کہتے ہیں رفع صوت کو وہ لوگ وقت ذبح کے باسم اللات والعزیز  
 کہتے تھے اسلئے یہ ذبیحہ حرام کیا گیا اس صورت میں معنی ما اهل بخیر واللہ بہ کے یہ ہوئے  
 ما خرج للطوافیت کا حنام یہی قول ہے ایک جماعت کا دوسروں نے کہا ہے مراد  
 ما ذکر علیہ غیر اسم اللہ ہے فخر رازی کہتے ہیں یہی قول اولی ہے اسلئے کہ خوب ہی  
 مطابق لفظ آیت ہے علمائے کما ہے اگر کسی مسلمان نے کوئی ذبیحہ ذبح کیا اور قصد اوسکے  
 ذبح سے تقرب الی غیر اللہ ہے تو وہ مرتد ہو گیا اور وہ ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے ہاں ذبايح اہل کتاب  
 حلال ہیں بلیل قولہ تعالیٰ و طعام الذین اوتوا الکتاب حل لکم لکن اگر اہل کتاب  
 باسم یسح ذبح کرینگے تو وہ ذبیحہ نزدیک ائمہ اربعہ فحیرم کے حلال نہوگا اور ایک جماعت نے  
 کہا کہ یہ طائفہ ذبیحہ اور کا حلال ہے لکن یہ قول مردود ہے اسلئے کہ ما اهل بخیر اللہ بہ خاص ہی خاص  
 عام پر مقدم ہوتا ہے حکایت ابن عطیہ نے بعض علماء سے نقل کیا ہے کہ کسی نے ایک  
 عالم سے ہتھکڑیا تھا کہ ایک عورت آسودہ حال نے ایک اونٹ واسطے اپنی لعب کے خر  
 کیا ہے اوس مفتی نے فتویٰ دیا کہ اوسکا کھانا حلال نہیں ہے اسلئے کہ وہ واسطے صنم کے

ذبح کیا گیا ہے انقتے میں کتا ہون اکثر مفسرین نے تفسیر لفظ ما اہل بدہ میں قید ذبح کی لگا  
 ہے اسلئے کہ مشرکین عرب اہل جاہلیت ذبح حیوانات واسطے اصنام کے کرتے تھے اور وقت  
 ذبح کے ان کا نام لیتے تھے اور سپر یہ آیت نازل ہوئی لیکن بطریق اطلاق تاکہ شامل ذباح مذکور  
 وغیر مذکورہ دونوں رہے اور جس ذبیحہ پر نام غیر اللہ کا پکارا جائے اوسکا بھی یہی حکم ہو  
 خواہ وقت ذبح کے نام اوس غیر اللہ کا لے یا نہ لے میل فخر رازی کا بھی اسی طرف ہے  
 کیونکہ اونہوں نے فقط اعتبار ذکر غیر اسم اللہ کا کیا ہے وقت ذبح کے قید سنہن لگائی ہے  
 اس سے معلوم ہوا کہ جس گاؤ کو شکار سید احمد کبیر کی ٹہیرا کر اونکے نام سے اوسکو پکارین یا  
 بکرا شیخ سدو کا یا مرغازین خان کا اوس سب کا حرمت میں وہی حکم ہے جو ماذبح علی اسم  
 الصنم کا حکم ہے ولذا صاحب زواجر نے آیت شریفہ کے یہ معنی کہے ہیں ماذبح للظنم  
 والا صنام طواغیت سے مراد ہر معبود باطل ہے کوئی ہو کہ میں ہو اصنام سے مراد خاص بت ہیں  
 اس مسئلہ کی تحقیق شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس سرہ نے اپنی تفسیر فارسی میں اور میں نے  
 تفسیر فتح البیان اور رسالہ دعایۃ الایمان میں لکھی ہے یہ جگہ لائق اوس تفصیل مطول کے  
 سنہن ہے اسی دعا پر حکایت مذکورہ بھی دلیل ہے معلوم ہوا کہ جو جانور کسی نبی یا ولی یا سلطان  
 یا شیطان یا لہو و لعب صبیان یا سنوان میں ذبح کیا جاتا ہے اوسکا کھانا حرام ہوتا ہے نہ وہ  
 میں کھاتا ہے متخفہ وہ ہے جو خنزیر سے مر جائے فعل آدمی ہو یا غیر آدمی دم اوسکا گھٹ کر  
 لٹکائی اہل جاہلیت حیوان کا لگا گونشت سے جب وہ مرجاتا تب اوسکو کھاتے موقوفہ  
 وہ ہے جسکو چوٹ لگے کسی شے کی یہاں تک کہ وہ سست ہو کر مر گیا سمجھا اسکے مقتول بہ بندہ ہے  
 اوسکو حکم میتہ و متخفہ کا ہے اسلئے کہ وہ بغیر سیلان دم کے مر گیا ہے متر وہ ہے جو کسی  
 بلند جیسے پہاڑ یا درخت یا مکان سے زمین پر گر کر یا کنولے میں ساقط ہو کر مر گیا ہے اوسکا  
 کھانا بھی حرام ہے اگرچہ اوسکو تیر لگا ہو کیونکہ اول ولہ بین اوس متحدہ سے زخمی ہو کر نواسکی  
 حیات نائل ہوئی تھی اور ثا اوسکے سبب سے غن اوسکا بھاتا تھا اور دوسری دفعہ میں متحدہ

غیر محمد شریک ہو گیا اور غیر کی شرکت نے اثر حرمت کا بخشنا کیونکہ شرط طہارت کی ازالہ حیات کا اثر  
نہی محمد و جابر سے نطیحہ وہ ہے جسکو دوسرے جابز نے اپنی سینگوں سے ہلاک کیا ہے وہ  
حکم میتہ میں ہے اسکے کہ سیلان دم مفقود ہے ان کلمات میں حرف ہا اس وجہ سے داخل  
ہوا ہے کہ یہ اوصاف میں گو سفند کے تخصیص اسکے ذکر کی یوں ہے کہ اعم کولات یہی بکریاں  
ہیں اور خروج کلام کا اعم اغلب پر ہوتا ہے اور مراد اس سے کل ہے ہاں مثنیٰ نطیحہ یہ تاکہ  
اوپر حرف ہا داخل نہوتا اسکے کہ فعل میں مذکر مؤنث برابر ہوتا ہے لکن جب کہ نطیحہ جاری  
مجرى اسکو ٹہیر اتو قیاس فعل سے باہر نکل گیا مراد اکل السبع سے اکل بعض ہے اہل جاہلیت  
جب دیکھتے کہ درندہ نے زخمی کیا ہے اور مار کر کچھ اوس میں سے کھا لیا ہے تو باقی ساقی خود  
کھا لیتے اللہ پاک نے اوسکو حرام کر دیا قید ترکہ سے معلوم ہوا کہ منخفہ وابعد میں جو درندہ  
ہاتھ لگے اوسکو ذبح کر کے کھانا حلال ہے والا فلا نصب سے مراد وہ پتھر ہیں جنہاں اہل جاہلیت  
ذبح کرتے تھے یا مراد نصب اصنام ہیں اونکو واسطے پوجا کے کٹر کر رکھا تھا مراد ذبح کرنا  
باعث تائید عظیم مجاہد و قتادہ و ابن جریر نے کہا ہے کہ کعب کے گرد تین سو سات پتھر کڑے تھے  
جنگو اہل جاہلیت پوجتے اور تعظیم کرتے اور ان کے لئے جانور ذبح کیا کرتے وہ کچھ اصنام  
نہ تھے اصنام تو وہ ہوتے ہیں جو مصور و منقوش ہوں وہ لوگ اون پتھروں کو خون ذبايح  
سے لٹھیرے اور اونپر گوشت رکھتے تھے مسلمانوں نے کہا ای سو بخلا اہل جاہلیت تعظیم  
اس گہ کی خون سے کرتے تھے ہم اہل ترین سامتہ اسکے کہ تعظیم بیت کی کریم حضرت  
خاموش رہے یہاں تک کہ یہ آیت اور تری لن یتال اللہ لحو مھا وکادھا استقسام اللہ  
سے اسکے نہی فرمائی کہ یہ فعل جاہلیت کا تھا اونہیں جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی پاس  
سادن کعبہ یعنی خادم و پوجا رسی کے آتا اسکے پاس سات قدح برابر کے رہتے تھے ایک  
پر نعم لکھا تھا دوسرے پر لائیسے پر منکم چوتھے پر من غیر کم یعنی ترویج پانچویں پر بلصق  
یعنی تسبیح چھٹے پر عقل یعنی دین ساتویں پر لائیسے علیہ جب کسی کام کا ارادہ کرتے اور اختلاف

ہونا نسب یا تحلل دیت میں تو پاس مہل کے کہ سب میں بڑا صہتم تھا ستودہم اور شتر لیکر نزدیک  
 صاحب اقداح کے آتے تاکہ وہ اس مرد کو حل کر دے اور کہتے یا القنا انا امر دناکذا او کن اہم  
 جو کچھ اون پانسون میں لکھتا دلیا کرتے اللہ نے اس کام سے نبی کی اور اس رزق کو حرام کہا اور  
 فرمایا کہ یہ فسق ہے اللہ نے ذکر اس قبح بازی کا ہمراہ ان مطاعم کے اسلئے فرمایا ہے کہ وہ مطاعم  
 سہی ہمراہ اسلئے پاس بیت کے لائے جاتے تھے قرطبی نے کہا اس فعل کا نام استقسام اسلئے  
 ہوا کہ اس سے تقسیم رزق و مراد کی کرتے تھے فیہ ذکر فسق کی سب کی طرف راجع ہے جس طرح  
 بہت سے ائمہ شافعیہ نے اسکی تصریح کی ہے یہ قول بعض مفسرین کا کہ فقط راجع بہ متصل ہے  
 ٹیک نہیں ہے کیونکہ جو قاعدہ اصول فقہ میں مقرر ہے وہ قاضی بوجع منہی طرف کل کے ہے اسلئے  
 کوئی وجہ تخصیص بالعوض کی بائی نہیں جاتی لکن علماء نے تصریح بنو کی نہیں کی مگر قیام حل کا اوپر  
 معلوم ہے اہل نجاست غیر معفو عنہا کا ملحق کرنا ساتھ غن کے چاہئے جبکہ براہِ قندی ہو بغض اہل علم  
 نے اسکی تصریح بھی کی ہے انتہی کلام الزواجر فاما اول شئے شخص مستقدر و مضر کا حرام ہے  
 بعض متاخرین نے تصریح کی ہے کہ یہ تینوں کبار میں نجاست کا قیاس میتہ پر ہے اسلئے کہ حرمت میتہ  
 کی وجہ ضرر کے نہیں ہے بلکہ سبب نجاست کے ہے کما صرحوا بہ سوچئے نجاست مردار حرام ٹیمیرا  
 اور اللہ پاک نے اسکا نام فسق رکھا تو ہر نجاست غیر معفو عنہا ملحق بہ مردار ٹیمیرا کی اس بنیاد  
 پر اہل نجاست کا گناہ کبیرہ ہے مستقدر وہ چیز ہے جس سے جی گھن کرنا ہے جیسے آبِ مینی یا مینی  
 یا ندی سوا و سا کا گناہ بھی حرام ہے مضر شئے کا حکم خود ظاہر ہے کیونکہ مضر چیز مفسد بدن یا عقل  
 کی ہوتی ہے یہ افساد اثمِ عظیم ہے کیونکہ جس طرح کہ غیر کو ضرر دینا کبیرہ ہے ویسا ہی اپنی جان کو ضرر  
 پہنچانا گناہ بزرگ ہے بلکہ یہ اولیٰ تر ہے اسلئے کہ حفظ النفس خود اثم ہے حفظ غیر سے شافعیہ نے کہا ہے  
 اہل ظاہر مضر کا حرام ہے جیسے مٹی اور ستم جیسے انیون مگر قلیل لغرض تداویٰ ہمراہ غلبہ سلاست  
 کے جیسے نبات مسکر غیر مطرب کہ اس سے تداویٰ کرنا جائز ہے اگرچہ قدرے سکر لاوے  
 لکن یہ بات جب ہے کہ دو طبیب عادل اس امر کو متعین کر دیں کہ اس حالت کو سوا سے



اس دوا کے اور علاج نافع نہیں ہے اور اگر کسی ایک نبات میں شک ہو کہ وہ سم ہے یا نہیں یا کسی دودھ میں کہ وہ ماکول ہے یا نہیں یا کسی اور شے میں تو اس کا تناول کرنا حرام ہے ہاں اگر کسی کھانے کے پکانے میں بھی وغیرہ اگر کرہ یہ ہو گئی ہو تو اس کا کھانا حلال ہے اور اگر کوئی پرندہ یا جزا آدمی اگر کرہ یہ ہو گیا ہے تو حلال نہیں ہے اور اگر ایک طعام جامد پر نجاست موجود ہو اور یہ شک پیدا ہو کہ وہ مائع لینے پینے یا جمی ہوئی گری ہے تو تناول اس کا حلال ہے اس لئے کہ اصل اس کی طہارت ہے اور یہ محتمل ہے کہ وہ نجاست جامد گری ہو اس صورت میں ماکول اس طعام کا دور کر کے تناول کرے اگر چہ گمان غالب یہی کیوں نہ ہو کہ وہ مائع گری ہوگی اور وہ دریا قلعیتی تریاق حبسین گوشت ساغون کا مخلوط ہے اور اس کا کھانا حرام ہے مگر ویسے ہی ضرورت میں حبسین کہ اصل مزار کا جائز ہو جاتا ہے اور اگر ساری رومی زمین رزق حرام سے عام ہو جائے اور حلال رومی باقی نہ ہے اور نہ وجود اب بے حرمت کی توقع ہو تو اس صورت میں تناول اس کا بقدر حاجت کے جائز ہے نہ منع اور یہ کچھ ضرورت پر بھی موقوف نہیں ہے

**ف** حیوان کئی طرح کے ہیں ایک وہ جو مضر ہیں اور نافع نہیں ہیں جیسے سانپ بچھو چوہا چیل بگرنہ کو اگر گ شیر جیٹا اور سائڈرندہ با اور دب و گرس و عقاب و برغورث و موئے صغیر و جبکلی و گرت و بون و زنبور سوان سب کا قتل کرنا مسنون ہے اگرچہ مرم حرم میں مارے دوسری قسم وہ ہے جو نافع و ضار ہے جیسے فہد و مقرب و باز سوان کا قتل کرنا واسطے نفع لینے کے مسنون نہیں ہے اور نہ مکر وہ ہے بسبب ضرر کے تیسری قسم وہ ہے جو نہ نافع ہے نہ ضار جیسے خف و جعل لینے گریلا و سرطان و زخمہ سوان کا قتل کرنا مکروہ ہے ہاں ایسا لکھا حبسین کہ نہ کچھ فائدہ ہے اور نہ نقصان اس کی حلیت میں تا قن ہے معتدی ہی نیست ہے اس کی کھانی المجموع عن الاححاب اسکے اور درمیان نیکو کرات کے یہ فرق ہے کہ وہ مکرہ مستحب میں ہیں اسکے جو چیز کہ انہیں منع ہے وہ ان کے غیر میں منع نہیں ہے اور ان کا قول اس جگہ اس کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ قتل غل کبیر کو حرام بتاتے ہیں حالانکہ اس میں نہ کوئی نفع ہے اور نہ ضرر ہے

اسی طرح قائل ہیں تحریم کس شہد و خطا و صر و صنف و کلب کے گوشکار یا حراست کا  
 کتاب اور گوسیاہ ہو سکتا ہے **الف** زواج میں ذیل کتاب الاطعمہ اکل مسکر  
 طاهر کو گناہ کبیرہ کہا ہے اور مثال میں نام شیشہ وانیون و شیکران یعنی بیخ و عنبہ و زعفران  
 و جوزۃ الطیب کا لیا ہے یہ کہتا ہے کہ یہ سب مسکر ہیں بعض کی تصریح لازمی ہے اور بعض کی  
 اور و ن لے کی ہے مراد اسکار سے اس جگہ یہ ہے کہ عقل کو چپا دے لکن نہ ہر اشد مطربہ  
 کے اسلئے کہ وہ خصوصیات سے مسکر مانع کے ہے اس تعریف اسکار سے معلوم ہوا کہ ان چیزوں  
 کا مخد نام کہنا کچھ منافی معانی اسکار کی نہیں ہے سو جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ سب اشیاء  
 مسکر یا مخد ہیں تو استعمال و اکل الکا کبیرہ و فسق ہے اور جواما دیث و عید شراب مسکر  
 میں آئی ہیں و دحق میں شخص مستعل کے کسی شے کے ان اشیاء میں سے بھی وارد ہوتی ہیں  
 بسبب اشتراک کے اذالہ عقل میں کیونکہ مقصود شارع کا بقا عقل ہے اور عقل ایک آلہ ہے فہم  
 کا اذالہ و رسول سے اسی عقل کے سبب سے انسان حیوان سے متمیز ہے اور عقل ایک وسیلہ ہے طرف  
 ایشارہ کمالات کے نقائص پر تو حق میں اوس شخص کے جو قاطعی کسی شے منہل عقل کی کرتا ہے  
 و عید خمر صادق آتی ہے مسند احمد و سنن ابی داؤد میں آیا ہے کہ نبی فرمائی ہے رسول خدا صلعم  
 نے ہر مسکر و مفتر سے علمائے کہا ہے جو چیز مورث فتور و فدر کے اطراف میں ہے وہی مفتر مخد  
 ہوتی ہے سو یہ ساری مذکورات مسکر و مخد و مفتر ہیں عراقی و شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے تحریم  
 حشیشہ پر اطلاق عقل کیا ہے اور مستحل حشیشہ کو کافر شیرایا ہے انکار لہ نے کلام اس شے پر سئلے  
 نہیں کیا کہ حشیشہ ان کے زمانہ میں نہ تھا لہذا اسکا آفر صد ششم و اعل صد ہفتم میں ہوا ہے جس وقت  
 کہ دولت تمار کا غلبہ ہوا اور دسی نے ذکر کیا ہے کہ جس نبات میں شدت مطربہ ہے اوس میں حد  
 واجب آتی ہے امام محمد بن دقیق العید نے کہا ہے کہ جوزۃ الطیب یعنی جائفل مسکر ہے پھر  
 متاخرین شافعیہ و مالکیہ نے اس نقل پر اعتقاد کیا ہے اسی قدر واسطے تحریم کے کافی ہے ابن العباد  
 نے مبالغہ کر کے حشیشہ کو جوزہ برقیاس کیا ہے بعض فقہاء عصر نے کہا تھا کہ برگ سبز حشیشہ میں

اسکار نہیں ہوتا ہے بعد تجویز کے و مسکراتا ہے اوس پر ابن العباد نے کہا کہ صواب یہ ہے کہ کچھ  
 فرق درمیان سبز و مشک کے نہیں ہے بلکہ وہ تو ملحق بحوزۃ الطیب و زعفران و عنبر و انبیون  
 و بنج ہے اور سبجہ مسکرات بخدر کے ہے ذکر ذلک ابن القسطلانی فی تکریم المعیشتہ  
 انشئ صواب کہنا اسکو ابن العباد کا اور اجماع علماء کو تحریم پر اس کے مقیس علی حوزۃ الطیب  
 کر نیسے معلوم ہوا کہ تحریر حوزہ میں بسبب اسکار یا تحریر کچھ شک نہیں ہے حنبلیہ بھی اس کے  
 اسکار میں موافق مالکیہ و شافعیہ کے ہیں امام متاخرین حنبلیہ نیز شیخ نے نص کی ہے اسکا حشیہ  
 پر اور حنبلیہ اس کے مسکر ہونے میں تابع اپنے امام کے ہیں یہی قضیہ یعنی حکم کلام بعض ائمہ  
 حنفیہ کا بھی ہے فتاویٰ مرغینانی میں کہا ہے المسکر من البج و لبن الرماک ای اناثی  
 الخیل حرام و کایحد شاربہ قالہ الفقیہ ابو حفص و نص علیہ شمس الاحمہ  
 المسکر حسی انتھی کلام ابن دقیق وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ حوزہ مثل بنج کے ہے سو حنفیہ  
 قائل اسکار بنج کے ہیں تو قول باسکار حوزہ بھی اوکلو لازم آیا اس سے ثابت ہوا کہ حشیہ  
 نزدیک ائمہ اربعہ کے حرام ہے شافعیہ و مالکیہ و حنبلیہ کے نزدیک نص سے اور حنفیہ کے  
 نزدیک اقتضائے اس کے کہ وہ مسکر یا مخدر ہے اصل اسکی وہی قیاس حشیہ کا ہے حوزہ  
 پر کماثر شیخ ابواسحق نے تذکرہ میں اور نووی نے شرح منہب میں اور ابن دقیق التعلیل  
 کہا ہے کہ حشیہ مسکر ہے زکر گشتی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اسمین کچھ خلاف نہیں ہے  
 اور انکی حد میں وہ مسکران یعنی مست بھی داخل ہے جبکہ کلام منظوم مختل اور سر مکتوم  
 مشکشف ہے یا آسمان کو زمین سے اور طول کو عرض سے نہیں پہچانتا ہے پھر قرانی سے  
 نفی اسکار و اثبات افساد نقل کر کے رد اس خلاف کا کیا ہو اور تحفہ و تلخیص قرانی میں طول  
 دیا ہے علماء و نبات و اطباء نے بھی نص کی ہے اسکی اسکار پر اس بارہ میں اذنین کی  
 طرف مرجع ہے لکن حق اسمین خلاف اطلاقین ہے یعنی نہ مطلقا اسکار کہہ سکتے ہیں نہ  
 مطلقا افساد اس کے کہ کہی مراد اسکار سے مطلق تغذیہ عقل ہوتا ہے سو یہ اطلاق اعم ہے اور کبھی

مراد تفسیر عقل کا ہمراہ نشاط و طرب کے ہوتا ہے سو وہ اطلاق اخص ہے اور جہاں کمین مطلق اسکا  
 بولا جاتا ہے اس سے یہی اطلاق ثانی مراد ہوتا ہے سو اطلاق اول پر درمیان مسکد و مخدّر  
 کے عموم مطلق ہے کیونکہ ہر مخدّر مسکد ہوتا ہے اور ہر مسکد مخدّر نہیں ہوتا ہے پس اطلاق اسکا  
 سے خشیتہ و جوزہ و نحو ہا پر مراد مخدّر ہے اور جسے اسکی نفی کی ہے مراد اسکی معنی خاص ہیں تحقیق اسکی  
 یہ ہے کہ شان مسکد کی جیسے خبر ہے یہ ہے کہ اس سے نشاۃ و نشاط و طرب و عریہ و حمیت پیدا ہوتی  
 ہے اور شان مسکد خشیتہ و جوزہ کی یہ ہے کہ اس سے اعتدال دان امور کی متولد ہوتی ہیں جیسے  
 تخدیر و فتور بدن طول سکوت نوم و عدم حمیت اس تقریر سے روز کشتی کا قرانی پرورد  
 ہو جاتا ہے اور مخدّر کتنا قرانی کا خشیتہ کو درست ٹھہرتا ہے اب بعد اس علم کے جو شخص خشیتہ  
 کو حلال کہے یا غیر مخدّر و مسکد شیرایگا وہ لائق تعزیر بلع کے ہوگا بلکہ بن تیمیہ رحمہ اللہ نے  
 اہل مذہب کا اعتقاد یہ ہے کہ متعل خشیتہ کافر ہو جاتا ہے انسان کو چاہئے کہ وقوع سے  
 اس و طہ میں محترز رہے ابن تیمیہ نے کتاب السیاسة میں کہا ہے کہ خشیتہ میں مثل خر کے  
 حد واجب آتی ہے اور صحیح یہی ہے کہ وہ نجس ہے انتہائی ملکہ کمانا و اسکا حیوان کو بھی حرام  
 ہے ابن دقیق الدین نے کہا ہے متعل خشیتہ پر مثل خر کے کچھ ضمان نہیں آتا بعد اسکے واجب  
 میں اقوال اطباء کو بابت مضرت و نقصان نقل کر کے بعض علما کا قول نقل کیا ہے کہ اس  
 اکل میں ایک سو بیس مضار و مزیہ و دینیہ میں ہر اونکو گناہ ہے پھر کہا ہے کہ ابو حنیفہ  
 وغیرہ نے خشیتہ کو مثل خر کے ٹھہرایا ہے اور ذہبی نے مبالغہ کر کے کہا ہے کہ نجاست  
 و حد میں مثل خر کے ہے بلکہ خر سے بھی اجنب تر ہے اسلئے کہ مفسد عقل و مزاج ہے متعل خشیتہ میں  
 تخنث آجاتا ہے یعنی ابن و دیانت و قواوت اور خر و خشیتہ دونوں مانع ہیں ذکر خدا و نماز سے  
 ہاں بعض علما متاخرین نے حد میں توقف کیا ہے فقط تعزیر کرنا تجویز کیا ہے اسلئے کہ  
 مغیر عقل بغیر طرب مثل بچ کے ہے بہر حال جیسے خشیتہ داخل خر ہے لفظاً و معنی اسلئے کہ مختار  
 نے فرمایا ہے کل مسکد حرام و قال صلحہ و اسکر کثرتہ فقیلہ حرام اور کسی نوع

میں کچھ فرق نہیں فرمایا ماکول ہو یا مشروب انتہی کلام الذہن مالمخصاً لکن یہ قول ذہبی کا کہ  
 اوسمین نجاست وحدہ ہے ضعیف ہے انتہی کلام الزواجر صحیح ہے کہ خمر بھی نہیں ہے  
 اگرچہ قطعاً حرام ہے **ف** کتاب دلیل الطالب کے صفحہ پانصدہم میں ایک سوال جواب بت  
 استقال زعفران وجوزہندی وحشیہ کے لکھا گیا ہے خلاصہ یہ کہ جس چیز پر سکر  
 صادق آتا ہے اولہ اوسکی تحریم پر قائم ہیں قال تعالیٰ انما الخمر والمیسر والانساب  
 والاکلہم حرام **ب** حل الشیطان فاجتنبوا یہ آیت متناول ہر مسکر ہے اور حدیث  
 ابن عمر میں مروی آیا ہے کہ ہر مسکر خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے اگرچہ مسلم واحد و اہل  
 الامین ماجہ دوسر لفظ یہ ہے ہر مسکر خمر ہے اور ہر خمر حرام ہے اگرچہ مسلم والذہبی  
 ابوسوسی کا لفظ مرفوع یہ ہے ہر مسکر حرام ہے اگرچہ الشیخ ابی احمد ابن عباس کا لفظ  
 مرفوع یہ ہے ہر خمر خمر ہے ہر مسکر حرام ہے اگرچہ ابوداؤد والشیخ کا لفظ یہ ہے ما اسکر  
 الفرق منه فملاً الکف منه حرام اگرچہ احمد و ابوداؤد والترمذی وحسنہ  
 دوسر لفظ یہ ہے ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام اگرچہ احمد و اہل السنن وابن حبان  
 وحسنہ الترمذی و مر جال استادہ ثقات سعد بن ابی وہ ص کا لفظ یہ ہے کہ نفی  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قلیل ما اسکر کثیرہ اس بارہ میں اور بہت احادیث آئی ہیں  
 سب مصرح ہیں اس امر کی کہ جب کا کثیر سکر لائے اوسکا قلیل حرام ہوتا ہے شارع نے جملہ انواع  
 سکر پر حکم تحریم کا لگایا ہے کسی نوع میں فرق نہیں کیا بلکہ عموم حرمت قائم رکھی اور ہر مسکر کا  
 نام خمر نہیں دیا یہ بات کتاب وسنت دونوں سے ثابت ہو گئی اطلاق اسم خمر کا ہر مسکر پر نقل جائے  
 اسمہ لغت و اخبار نبویہ و آثار صحابہ و جمہور اہل علم سے پایا گیا کوئی وجہ اس کے مجاز کہنے کی نہیں ہے  
 اور اگر نزدیک بعض اہل لغت کے یہ اطلاق مجاز بھی نہیں ہے تو نزدیک شارع و اہل شرع کے  
 تو ہرگز مجاز نہیں ہے حقائق شرعیہ ہمیشہ حقائق لغویہ پر مقدم ہوتے ہیں سارے اطلاق  
 باب کے دلیل ہیں تحریم ہر مسکر پر اس صورت میں ہر نوع جسکی خاصیت اسکا ہوگی خمر

بدون فرق مانع و جامد کے ساتھ معالجہ سے ہو یا اصل خلقت میں جمہور صحابہ و تابعین و احمد  
 و اسحق و مالک و شافعی اسی میں گئے ہیں حنفیہ وغیرہم نے جو اختلاف کیا ہے وہ بے دلیل ہے  
 جواب اول کا دلیل الطالب میں رقم ہے یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر موت سے زعفران  
 و جوڑ ہندی دقات حد تک کت میں مستعمل کے پہنچ جائے تو قلیل بھی اس کا عام ہے مثل کشک  
 بعض نے کہا ہے کہ یہ اشیاء مغربین نہ مسکر سوجبکہ یہ فقہ حد مسکر کو پہنچا جلی مسطح کہ اکل و شرب  
 حشیش سے حاصل ہوتی ہے تب بھی محرم نہیں رہتی اور اگر زہری منقر ہے تو حرمت منقر میں ہی  
 حدیث آئی ہے ام سلمہ کہتم بنی نعیمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل مسکر و مفتر آخر جمہ  
 ابو داؤد و شوکانی رحمہ اللہ نے لکھا یہ حدیث صالح احتجاج ہے اس لئے کہ ابو داؤد نے اس سے سکو  
 کیا ہے ابن رسلان نے شری سنن میں کہا ہے المفتر هو کل شراب یورث الفطر و الخمر  
 فی اطراف الاصابع و هو مقدمہ السكر انقلی عطف منقر کا مسکر پر مقتضی منابریت  
 ہے ابن رسلان کہتے ہیں حمل مسکر کا شدت مطربہ پر جو میں جدا جب ہوتی ہے اور حمل منقر کا  
 نبات پر مثل حشیش کے جس کو سفلی برتاؤ میں لائے ہیں جائز ہے لکن زعفران میں حد نہیں  
 آتی ہے استعمال اس کا طعام وغیرہ میں حرام ہے بدلیل ما اسکر کثیر و قلیلہ حرام خواہ مفتر  
 ہو یا محتلط بغیر اور خواہ اس کا کوئی خلط کے قوت دے یا نہ دے اگرچہ حضرت نے یہ تفصیل نہیں  
 فرمائی ہے کہ ما افکر کثیر و قلیلہ حرام کیونکہ حکم منقر کا مثل مسکر کے رکھا ہے حاصل یہ ہے  
 کہ حشیشہ اور جو چیز مثل حشیشہ کے مسکر یا منقر ہے وہ حرام ہے بعینہ ادلہ تحریم خدا رکھتے ہیں  
 فتور زائد کو مخدر کوئی شے سوا می منقر کے نہیں ہے غرض کہ زعفران و جوڑ ہندی و ایون و عوایا  
 لاقی مسکرات ہیں ولو فی حال من الاحوال بان اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ اشیاء نہ مسکر  
 ہیں اور نہ مخدر و منقر اور کسی مستعمل کے مزاج میں یہ وصف انکا ثابت نہیں ہوتا ہے تو البتہ  
 انکو حرام نہ کہا جاوے گا مگر اگر ان منقولات اہل علم پر اکتفا نہ ہو سکے تو حدیث المومنون و قاقون  
 عند الشیبات الخ پر عمل کرے بعض اہل علم نے کہا ہے کہ جوڑ ہندی و زعفران سے مقدار

کثیر حرام ہے اسلئے کہ ضرر کرتا ہے نہ اسلئے کہ مسکر ہے اسی طرح حال قریط یعنی انہیوں کا ہے نہ قیلا  
 قات کو صاحب زواج حرام کہتے ہیں اور ایک جماعت حلال بتاتی ہے قات یمن میں مثل باہن کے  
 ہند میں ہوتا ہے اور سکویہ مصالح کے کہاتے ہیں اور باہن کو معارض سے شوکانی روح لئے کہتا  
 اگر بعض انواع اس کے حد سکرو تغیر کو پہنچیں تو ہم حکم تحریم اوس بع خاص کا دینگے یا مضر ہونا  
 اور سکا بعض طباع میں ثابت ہوگا تب بھی حرام کہیں گے ورنہ اصل حل ہے بدلیل عموماً کتاب  
 و سنت کے رہا حکم بیع کا سوا ظاہر اقلہ سے تحریم بیع ہر اوس چیز میں ثابت ہوتی ہے جسکی منفعت  
 منحصراً ہو محرم میں اور مقصود اوس سے سوای اس محرم کے اور کچھ نہ ہو خواہ انتفاع اوس سے  
 غالباً محرم میں ہو یا نہ ہو مگر بیع اوسکی بقصد انتفاع محرم واقع ہوگا ان صورتوں میں فروخت  
 کرنا اوسکا حرام ہوگا احادیث میں نہیں آئی ہے بیع مردار و خمر و جہ سے اسلئے کہ انتفاع ان  
 محرم میں ہوتا ہے اور امر حلال میں نفع لینا اسلئے متصور نہیں ہے اسی قبیل سے شیشہ ہے  
 کہ منفعت اوسکی منحصراً محرم میں حدیث ابوامامہ میں آیا ہے تم فروخت نہ کرو گالنے بجانے  
 والیوں کو اور خرید نہ کرو اور نہ سکناؤ اور نہ کو یہ کام خیر نہیں ہے اور نکی تجارت میں اوقیت  
 اور نکی حرام ہے اخراجہ الترمذی یہ مثال ہے صورت ثانیہ کی کیونکہ منفعت قیادت کی کچھ  
 منحصراً حرام میں نہیں ہے لکن انتفاع اوسلئے غالباً حرام میں ہوتا ہے اسلئے شارع نے حکم  
 اوزکا تحریم بیع میں مانا نہ منفعت بہ فی غیر الحرام ٹھہرایا ہے تذیلاً لا اکثر من لک الکلی اسی میں سے  
 ہے بیع و جز ہندی اور جو انکے مشابہ ہے تیسری صورت کی مثال حدیث زید ہے مرفوعاً جسے روکا  
 انکو روایام قطاف میں تاکہ فروخت کرے اوسکو ہاتھ اوس شخص کے جس نے بنا لیا تو وہ  
 گستاگ میں جان بوجہ کہ اخراجہ الطبرانی، اسناد صحیحہ میں ہے بیع ہر شخص  
 ہے کہ غالب انتفاع انکو سے اور  
 فروخت کرے کہ وہ استعلا  
 حرام ہوتا ہے اور اگر  
 حرام ہوتا ہے اسی میں سے ہے تو حرام ہی نہیں ہے اسی میں سے ہے نعران کہ فروخت

کرنا اور سکا ہاتھ اوس شخص کے جو بارنا جائز اور سکولائیگہ حرام ہے مثلاً جانتا ہے کہ وہ اوسکو اتنا  
 کھائیگا جس سے تفتیر یا ضرر ہوگا اور اگر کچھ قصد ہی نہیں ہے تو بیع اوسکی جائز ہے اسی طرح بیعنا  
 ویسی گدہوں کا یا بھل کے بعد مذکور حرام ہے حدیث ابن عباس میں آیا ہے حضرت نے فرمایا  
 اللہ تعالیٰ جب کسی شے کا کھانا حرام کرنا ہے تو اوسکی قیمت ہی حرام ہوتی ہے سداۃ الحاکم  
 والبیہقی یا سنا صحیح ان القیم کہتے ہیں مراد اس حدیث سے دو امر ہیں ایک وہ جو عین  
 حرام ہے اور انتفاع لینا اوس جگہ جائز نہیں ہے جیسے قمر و آرخون خوک آلات شرک کہ اگر انکی  
 قیمت کھانا حرام ہے کسی طرح کیوں نہ ہو دوسری وہ جس سے انتفاع لینا غیر اکل میں مباح  
 ہے جیسے کھال مردار کی بعد باغ کے اور جیسے ویسی گدہ ہے اور خچر و نحو ہا کہ انکا کھانا حرام ہے  
 اور لئے انتفاع لینا جائز رہا استعمال تاکو کا جسا و اکثر لوگ کہتے پیتے ہیں سو وہ نہ مسکرتے نہ مفتہ  
 نہ مخدر اسلئے اصل اباحت پر باقی ہے اور اگر بعض اضرار طبع میں وصف سکرت و تفتیر کا مثلاً  
 ثابت ہو تو پھر نادرست ٹھہریگی واللہ اعلم **مکملہ** مردار جانور کا کھانا حرام ہے اور اوسکے  
 چمڑے اور اعصاب سے قبل دفع نفع لینا حرام ہے سو ابی ان دو امر کے بقیہ اجزاء میتہ سے  
 نفع لینا منع نہیں ہے کہونکہ میتہ نجس نہیں ہوتا ہے اور تحریج ہر شے کی مستلزم نجاست کو  
 نہیں ہوتی ہے نہ شرعاً نہ عقلاً **مکملہ** جو ب و غلات جنگلوں کے بیل وغیرہ یا مال  
 کرتے ہیں اور اونہیں روٹ و بول اولیٰ کا کرتا ہے اصل اونہیں طہارت ہے اور غالب یہ ہے  
 کہ کشتار لوگ روٹ کو جدا کر دیتے ہیں ایسی اشیاء میں تعقیق شدید کرنا اور بال کی کھال  
 نکالنا ٹھیک نہیں ہے اصل اس باب میں حدیث ابن عمر ہے کہ حضرت کا گدہ بعض اسفا  
 میں کیب حوزہ، باہر ہوا وہاں ایک آدمی بیٹھا تھا عمر ابن خطاب نے اوس سے پوچھا  
 کہ آجکی رات درندوں نے تو اس حوض میں منہ نہیں ڈالا ہے حضرت نے اوس شخص  
 سے کہا اسے شخص کا تختہ ہذا متکلف لھما حملت فی بطنہا ولنا ما بقی شراب لھما  
 اخرجهما لئلا یطعن وغیرہ اس حدیث سے بے صبرہ استدلال کیا گیا، وجہ اسکی دلیل الطالب



میں منصفاً مرقوم ہے مسئلہ ذباحہ سارے مسلمانوں کے باوجود اختلاف مذاہب و  
 تباہن مشاب کے حلال ہیں اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہکو فقط کہا نیسے اوس ذبیحہ کے منع کیا گیا  
 جیسے نام خدا کا نہیں لیا گیا ہے سو ہر مسلمان اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے تحقیقاً یا تقدیراً کسی مذہب  
 کا کیون نہواور ذباحہ اہل کتاب کے تابع تحلیل اطعمہ اہل کتاب ہیں اسلئے کہ اسم طعام اویہ موادق  
 ہے یا ادام طعام ہیں ایک یہودیہ نے خیر سے حضرت کو ایک بکری بھیجی تھی لپکا کر حضرت نے  
 اوسکو کھا یا حلت ذبیحہ میں اسقدر کافی ہے کہ انہار دم اور ذکر اسم اللہ ہو مسلمان کسیا ہی  
 برحق کیون نہوا اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اور بصورت التباس کہ بسم اللہ کی ہے یا نہیں  
 حل ذبیحہ پر حدیث عائشہ دلیل ہے جسکو بخاری و ابوداؤد و ابن ماجہ نے  
 روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول خدا ایک قوم تازہ عمدہ بجاہلیت پہنچے  
 پاس گوشت لاتی ہے ہم نہیں جانتے کہ اوسنے ذبیحہ پر نام اللہ کا لیا ہے یا نہیں ہواوسکو  
 کھائیں یا نہیں فرمایا ذکر و اسم اللہ علیہا و کوا امر باعادہ تسمیہ ہوا سب کو کہ ذبیحہ غیر مسلمی خواہ  
 مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا حلال ہے یہی آیت شریفہ ولا تأکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ  
 معمول ہے عدم ذکر کلی پر وقت ذبیحہ و وقت اکل کے اور یہی ظاہر ہے نفی ذکر اسم اللہ سے  
 کیونکہ جب لحم پر اکل نے وقت اکل کے بسم اللہ کی یا اور کافر نے وقت ذبیحہ کے تسمیہ نہیں کیا  
 تھا و سپر نام اللہ کا مذکور ہو گیا یہ بات واضح ہے اور خصوص سبب کا اعتبار نہیں یعنی اس بات  
 کا کہ عائشہ کا سوال اوس گوشت سے تھا جسکو نو مسلمان لوگ تازہ عمدہ بجاہلیت لاتے تھے  
 بلکہ اعتبار اس جگہ عموم لفظ کا ہے بقاعدہ مقدرہ علم اصول آئیئے شوکانی رح نے کہا ہے  
 کہ حق یہ ہے کہ ذبیحہ کافر کا حلال ہے جبکہ او سپر نام اللہ کا لیا گیا ہو اور اہل ال بغیر اللہ نکلیا ہو  
 یعنی واسطے اوثان و اصنام کے ذبح نکلیا ہو اور یہ بات نہیں ہے کہ کوئی کافر نام اللہ کا  
 نہ لیتا ہو اور حدیث عائشہ میں دلیل عدم اشتراط تسمیہ پر مطلقاً نہیں ہے بلکہ عدم اشتراط  
 تسمیہ پر وقت ذبیحہ کے ہے حاصل یہ ہے کہ تسمیہ ذابح پر فرض ہے اور اعادہ اوسکا وقت

اکل کے مترادف فرض ہے اور اقل تسمیہ یہ ہے کہ بسم اللہ کے اور تقییم تسمیہ کی منہنیں  
 جبکہ قبل وقت کے اوسکو کہا ہے نہ منافی اسکی ہے کہ وہ تسمیہ واسطے ذبح کے مگیا پھیل جا رہا  
 میں کہا ہے کافر نے جب ذبح کیا اللہ کے نام پر اور غیر اللہ کے لئے ذبح نہیں کیا اور گاما سے  
 گردن سے خون جاری ہوا تو اذکار میں کوئی دلیل تحریم اس ذبیحہ پر جو اس صفت پر واقع  
 ہوا ہے موجود نہیں ہے ہاں اگر کافر نے وہ ذبیحہ واسطے غیر اللہ کے کیا ہے تو وہ بیشک  
 حرام ہے اگرچہ کسی مسلمان ہی نے کیوں نہ کیا ہو اب جو کوئی شخص قائل اشتراط اسلام ذابح کا  
 ہے دلیل لانا اس کے ذمہ پر ہے نہ ہمارے ذمہ پر تمام کلام اس مسئلہ پر کتاب دلیل الطالب کے  
 صفحہ چار سو گیارہ سے تا صفحہ ۱۴۴ م مرقوم ہے واللہ اعلم **مسئلہ** کہنا یا پینا کسی شے  
 نجس یا حرام کا بطور تداوی حرام ہے اور جو کوئی اسکو حلال کہے وہ دلیل لاوے حدیث ابوالدرداء  
 میں مرفوعاً آیا ہے اللہ نے ہر درد کے لئے ایک دوا بنائی ہے سو تم دو کرو لیکن حرام چیز سے  
 دوا کرو آخر جبہ ابوداؤد شرح منتقی میں کہا ہے کہ دوا کرنا نجاسات سے اور اون چیزوں سے  
 جنکا اللہ نے حرام کیا ہے جائز نہیں ہے البتہ یہ کہ مرفوعاً کہا ہے سنن فرائی ہے حضرت نے  
 دوا نصیبت سے آخر جبہ احمد و مسلم و ابن ماجہ والترمذی اور یہ بات معلوم ہے کہ جو کچھ  
 ونجس و فونن خمیت ہوتے ہیں قال تعالیٰ و یحرم علیہم الخبائث طارق بن سید جعفری  
 نے پوچھا تھا کہ میں خمر واسطے دوا کے بناؤں فرمایا وہ دوا نہیں ہے دوا ہے رواہ مسلم وغیرہ  
 جمہور کا مذہب یہی ہے کہ جس طرح شرب خمر حرام ہے اسی طرح تداوی خمر محرم ہے اور یہی حکم  
 اشیا و محرمہ و نجسہ کا ہے حضرت نے جو ابوال اہل کو بطور تداوی بتایا تھا وہ کچھ منافی اسکی  
 نہیں ہے اسلئے کہ اولی نجاست و حرمت میں خلاف معروف ہے اور بصورت نجس یا حرام  
 ہونیکے بناء عام خاص پر کیجا ویگی بقاعدہ مقدرہ اصول جسر اجماع علما و فحول ہر غرض کہ  
 تداوی یہ نجس و حرام حرام ہے کوئی شے بھی کیوں نہ ہو اور اصل سنن میں تحریم ہوتی ہے  
 مسکر کا حکم یہ ہے کہ مفر داً و مخلوطاً بالغیر و لام ہے احادیث صحیحہ میں تحلیل خمر سے شی آئی ہے

ہاں جو خمر خود بخود مسکر ہو جاوے وہ حلال ہے مطہریت استعمال کی معالجہ سے ماعدای مسکرات  
 میں ہے مسکرات عموم ادلہ مطہریت استعمال سے مخصوص نہیں خمر جو قائل حل خل خمر میں ہیں  
 یہی استعمال خمر ہے لکن اس استدلال میں غفلت عظیم ہے احادیث نہی تخلیل خمر سے بہر حال تدوکی  
 مسکرات خواہ عین ہو یا مستحیل نخل معالجہ اور خواہ بہت ہو یا کم اور خواہ مسفر ہو یا مخلوط  
 اور خواہ قوی ہو اسکا زبرد غلط کے یا نہ حرام ہے کسی طرح جائز نہیں اسلئے کہ ہر مسکر  
 حکم خمر میں ہوتا ہے اور شارع نے خمر کو دار کہا ہے نہ دوا سبجہ طرائق خمر کے ایک تبدیل  
 اسم خمر ہے باسم دیگر پس جس چیز میں وجود خمر کا مسفر دیا مخلوطاً بالغیہ ہو گا یہ حکم اسکو شامل  
 رہیگا مثل غالب ادویہ انگریزی جنکو شکرک خمر طیار کیا جاتا ہے خواہ خمر اوغین مستحکم و  
 مستحیل شے دیگر ہو یا نہ ہو کہ یہ استعمال و مثل شرب خمر ہے بہ تبدیل نام شراب بنام دیگر جو  
 مسکر جس دوا میں ملا گیا شراب و اکل اور کا حرام ہو جاتا ہے بسبب عموم ادلہ کے کہ کثیر و  
 قلیل مسکر حرام ہے اور ہر مسکر خمر ہے گو معالجہ سے مستحیل شے دیگر کیوں نہ ہو جاوے غلط  
 و مزج ایک شے کا دوسری شے میں اور چیز ہے اور استعمال کسی شے کا دوسری شے میں  
 اور چیز ہے حدیث میں آیا ہے جسے دوا کی خمر سے شفا نہ لگا اسکو والد استعمال کو علما نے جو  
 مطہر و محلل کہا ہے مراد اس سے ماہر امی مسکرات ہے کیونکہ مسکرات ہر حال میں مجاہدات سے  
 مخصوص ہیں ساتھ تحریم زائد کے ہاں اگر کسی دوا میں کوئی شے محرمات میں سے جیسے مفر  
 یا مخدر اس قدر مخلوط ہو جائے کہ حد فتنہ و تخدیر کو نہ پہنچے تو استعمال اس دوا کا جائز  
 ہے اسلئے کہ تحریم مفرات و مخدرات و سمومات و نحو ہا میں اس قدر تشدید و تخصیص نہیں آئی  
 ہے جتنی کہ بقدرہ مسکرات آئی ہے یہ آمارت ہے نفرتہ کی درمیان مسکرات و محرمات مسئلہ  
 سبجہ محرمات کے ایک نجاسات ہیں جیسے بول غائط آدمی دم حیض و نفاس نواب کلب لحم خنزیر  
 اسکے سوا جو امور ہیں جیسے متنی بنی آدم و دم مسفوح و میتہ و قے و لحم مقطوع حیوان حی سے  
 اور سوا اسکے اوغین جس چیز پر دلیل ال برنجاست آئی ہو حکم اسکی نجاست کا دینا واجب ہے

بدون الحاق مثل روٹ کے ورنہ برات اصلہ کافی ہے کیونکہ اصل جمیع اشیاء میں طہارت ہے  
 اور کسی چیز پر حکم نجاست کا لگانا ایک تکلیف عام البلوی ہے یہ حکم بدون قیام کسی محبت کی  
 سنن ہو سکتا ہے **مسئلہ** منجھورات کے ایک سختیات میں سخت وہ حیوانات ہیں  
 جنکو لوگ غیث جانتے ہیں نہ بسبب کسی علت یا عدم اعتیاد کے بلکہ پھر دستخبات کے سو وہ  
 حرام ہیں اور کہ میرہ و محرم علیہم الخبائث میں منسوج ہیں طہیات وہ ہیں جو نزدیک  
 عرب کے مستطاب و مستند ہیں بغیر اسکے کہ کوئی نص کتاب و سنت کی اوکی تحریم میں آئی ہو  
 مثلاً قنفذ غیث ہے اسلئے حرام ہے مگر خطابی نے حدیث حرمت قنفذ کو ضعیف بتایا ہے سو اگر  
 وہ ضعف اس درجہ کا ہو جس سے حدیث پایہ اعتبار سے ساقط ہو سکتی ہے تو غیر ورنہ حرمت  
 اس کی ظاہر ہے منع اکل تراب پر کوئی دلیل سنن آئی ہے لکن بوجہ اضرا و اسکو حرام کہا ہے  
**مسئلہ** ماوردی کہتے ہیں سموم چار طرح ہیں ایک وہ جسکا کثیر و قلیل قاتل ہے او سکا  
 کمنا واسطے تداوی کے حرام ہے لقولہ تعالیٰ ولا تعلقوا بیدیکم الی التصلکۃ ذل  
 وہ جسکا کثیر قاتل اور قلیل غیر قاتل ہے اسکا کثیر واسطے تداوی کے حرام ہے اور قلیل نافع  
 جائز تیسرے وہ جو غالباً قاتل ہے اگرچہ غیر قاتل ہو نا اسکا جائز ہو اسکا حکم سہی وہی ہوا حکم  
 ہے چوتھا وہ جو غالباً قاتل نہ کرے اگرچہ قاتل ہو نا اسکا جائز ہو اسکی بابت شافعی نے  
 ایک جگہ اباحت اکل کو ذکر کیا ہے اور دوسری جگہ تحریم اکل بیان کی ہے شافعی نے  
 کہا جس جگہ تداوی میں نافع ہو وہاں جائز ہے اور جہاں نافع نہ وہاں ممنوع ہے یہ تفصیل  
 حسن ہے مطلب یہ ہے کہ تداوی بسکرات عمر یا اور ماہم الخبائث خصوصاً حرام ہے یہی حکم تداوی  
 کا ساتھ نجسبات و خبائث و سمومات کے ہے حرمت استعمال عین میں لکن تجسس بعد استحلال کے  
 اور مضر بقدر غیر مضر محض ہے حدیث شریفین میں اکل طلالہ و شرب لبن جلالہ سے نہی آئی ہے وہ چہ  
 منافی اسکی سنن ہے اسلئے کہ نجاست کو یہ فرع تحریم کی سنن ہوتی ہے اور نہ کوئی ملازمت  
 در میان تحریم و نجاست کے ہے پس جبکہ استحلال مضر نہیں تو وہ ادویہ انگریزی جو بلا ضرر

سے آتی ہیں اور نہیں اگر کوئی شے حرام سوا می مسکر کے مخلوط ہو کر مستحیل ہو گئی ہو اس طرح  
 کہ اس شے کا نام و نشان اصلی باقی نہ رہا ہو تو اس کا استعمال جائز ہو سکتا ہے اور مطلق حلیہ و  
 بلا و کفار سے مانع اہل نہیں ہے اس لئے کہ حضرت نے پیڑا بد بلا دھاری کو کھایا ہے اور شاة  
 مسموئہ یہودیہ کو بھی تناول کیا تھا اور طعام و ذبائح و نسا اہل کتاب کو واسطہ اہل اسلام کے  
 حلال فرمایا ہے ہاں اگر وہ شے حرام اور یہ مذکورہ میں اس طرح مخرج ہے کہ اسم و وصف  
 اس کا باقی ہے تو تدوی ساتھ اس کے ناجائز نہیں بلکہ یہ تفصیل دربارہ استعمال محرمات  
 غیر مسکرہ کی ہے نہ بارہ مسکرات محرمہ کے خواہ خمر ہو یا کوئی اور مسکرہ خواہ قلیل ہو یا کثیر  
 اور خواہ قوت اس کا بعد خلط کے بخشتے یا بغیر اس کے بہر حال تدوی ساتھ اس کے حرام ہوگی  
 یہی مذہب ہے جمہور کا اور اگر کوئی عدالتی ہے جسکی مسکرہ حرمت میں اختلاف اہل علم کا ہے  
 یا وجود مسکرہ و حرام کا اور میں معلوم نہیں ہے تو اس صورت میں وقت تردد و اشتباہ کے  
 توقف کرنا لازم ہے غرض کہ تدوی بحجرات سوا می مسکرات کے اوسی صورت میں جائز ہے کہ  
 مستحیل ہو یا قلیل غیر مضر اور مسکرات سے ہرگز جائز نہیں ہے مستحیل ہو یا غیر مضر یا قلیل  
 قلیل والہذا علم **ف** انتباذ و جنس مختلط کا جائز نہیں ہے حدیث جابر میں آیا ہے کہ  
 حضرت نے انتباذ تمر و زبیب سے نہی فرمائی ہے اسی طرح رطب و لبس سے مرواہ الشیخین  
 وجہ نہی کی یہ ہے کہ بسبب خلط کے اس کا جلد آجاتا ہے بعض مالکیہ نے اس نہی کو واسطہ  
 تحریم کے کہا ہے اس لئے کہ اصل نہی میں یہی تحریم ہوتی ہے اور تدوی نے مذہب جمہور کا  
 نہی تنزیہ ذکر کیا ہے اول اولی ہے حدیث انس میں مطلقاً جمع دو شے سے انتباذ میں منع  
 فرمایا ہے مرواہ احمد والنسائی یعنی کچھ خصوصیت اشیاء مذکورہ کی نہیں ہے مسری کا  
 لفظ یہ ہے کہ ایک جماعت اسکو حرام کہتی ہے اگرچہ مسکرہ و مطابق ظاہر حدیث کے وہیہ قال  
 مالک و احمد اور اکثر کا یہ قول ہے کہ حرام ہے جبکہ مشد و مسکرہ ہو جائے انتباذ ہاں پیڑا  
 عصیر و بنید کا قبل غلیان کے بدلیل حدیث ابی ہریرہ جائز ہے زواہل السنن

نظنہ غلیان کا بعد تین دن کے ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث ابن عباس میں آیا ہے سداً مسلم  
احمد کا لفظ ابن عمر سے حق میں عصیر کے یوں ہے اشرہ مالم یاخذہ شیطانہ قیل و  
فر کہ میر یاخذہ شیطانہ قال فی ثلث بنیہ اسکو کہتے ہیں کہ بھور یا بنتے کو کھل پھل کر  
پانی میں مہگو دیں جب اوسکی مٹھاس پانی میں آجاوے تو شیرہ اوسکا صاف کر کے تناول  
کریں ایک دو دن تک تو اوسمیں کچھ نشہ نہیں پیدا ہوتا ہے تیسرے دن اندیشہ سکر کا  
البتہ ہوتا ہے پھر اوسکو نہ پئے والند علم ف منجملہ تامل کے ایک صیغہ ہے جو صلاح جارج  
یا جراح سے شکار کیا جاتا ہے وہ حلال ہے جبکہ اوسپر نام اللہ کا ذکر ہوا ہے اور جبکو کسی اور  
چیز سے شکار کیا ہے اوسکا تذکرہ کرنا ضرور ہے اور شکار سگ معلم کا درست ہے لیکن جبکہ  
کوئی اور کتا اوسکا شریک ہو جائیگا تو وہ صید حلال نہ ہوگا اور اگر سگ معلم کچھ اوسمیں سے  
کھالیا تو بھی کمانا اوسکا درست نہ ہوگا اسلئے کہ اوس شکار کو کہتے نے اپنے لئے روکا ہے اور صید  
زخمی اگر بعد تین دن کے ہاتھ آئے اور پانی میں بڑھا ہوا نہ ملے تو حلال ہے جب تک کہ بوسیدہ و  
بدبودار نہ ہوا اور کسی اور شخص کی تیر سے نہ مرا ہو بیان اجل حیوانات و طیور کا جنکا اکل حلال ہے  
کتب فروع و رسائل صید میں معروف ہے اسلئے حاجت ذکر کی اسجگہ نہیں ہے وہ بارگاہِ گوشت  
جو کسی جانور یا کول اللحم زندہ سے کاٹ لیا ہے حلال نہیں ہے اوسکا حکم مردار کا حکم ہے سنگ  
و جراد و کبد و طحال کا کھانا درست ہے بدلیل احادیث صحیحہ جو اس بارہ میں آئی ہیں جمہور  
کے نزدیک بیٹہ بھر حلال ہے خواہ خود مر گیا ہے یا شکار سے مرا ہے ابن عباس نے کہا تو  
کھا شکار دریا کا خواہ یہودی نے کیا ہو یا نصرانی نے یا مجوسی نے ظاہر کتاب و سنت  
اباحت یتات بھر ہے مگر نزدیک امام ابو حنیفہ کے سارے حیوانات بحر حرام ہیں مگر مچھلی  
اول اولی ہے تفصیل اوسکی شرح در بہتہ میں لکھی گئی ہے سفطہ کو کھانا مردار کا حلال ہے  
لقلہ تعالیٰ الا ما اضطررنا الیہ اسی طرح طعام اہل کتاب حلال ہے مگر وہ چیز جو شرعاً  
حرام ہے جیسے خمر و خوک وغیرہ ۴

## باب بیان میں انواع اموال و حرف و غیرہ

اموال سلطنت کے جنگی اصل کتاب و سنت میں موجود ہے تین طرح ہیں ایک غنائم دوسری  
 فیئ تیسری زکوٰۃ غنیمت وہ مال ہے جو کفار سے لڑ بڑ کر لیا ہے اسکا ذکر سورہ انفال  
 میں آیا ہے یہ سورت غزوہ بدر میں اوتری ہے اسکو انفال اسلئے کہتے ہیں کہ یہ مال  
 اموال مسلمین سے زیادہ ہے اس مال میں چھ قسمت ہیں سبب نص و اعلموا انما  
 غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن  
 السبیل الی قولہ فکلو مما غنمتم حلالا طیباً اس مال کو اللہ پاک نے حلال طیب  
 فرمایا ہے اگرچہ اصل کتاب میں وجہ محرمہ سے نزدیک کفار کے جمع ہوا تھا سواروں  
 میں بلکہ ایک رت و راز سے حصول اس مال کا مستغذ ہو گیا ہے اسلئے کوئی ضرورت بیان  
 مال مذکور کی اس جگہ نہیں ہے صاحب حسن المسامی نے تفصیل اوسکی لکھی ہے وہی  
 واسطے دریافت مسائل کے کافی ہے دوسری قسم مال کی جبکو فیئ کہتے ہیں اوسکا ذکر  
 سورہ حشر میں آیا ہے یہ سورہ غزوہ بنی النضیر میں اوتری ہے بعد غزوہ بدر کے اللہ نے  
 فرمایا وما افاء اللہ علی رسولہ منہ فمما وجعلتم علیہ من خیل و لاہرکاب ولكن اللہ  
 یسلطہ رسالہ علی من یشاء یعنی فیئ وہ مال ہوتا ہے جو بے لڑے بڑے کسی سوار و پیادہ  
 کے کفار سے حاصل ہوا اسکا مصرف بعد اسکے یوں ارشاد کیا ہے وما افاء اللہ علی رسولہ  
 من اهل القرى فذلہ والرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل  
 کی لایکون حوالہ بین الاھدیا منکم الایات یعنی اس مال میں حقوق مذکورہ ہیں یہ مال  
 کچھ دولت نہیں ہے جبکو انھیں لے بیٹھیں سپر لیا اس آیت کے ذکر ماجرین و انصار کا  
 کیا ہے اور جو لوگ کہ بعد اوندکے آونگے سو جو کوئی شخص ان صفات کا قیاس تک ہونیوالا ہے وہ اس  
 میں داخل ہے یہ مال بھی مثل مال غنائم کے حلال طیب ہے بیت المال میں جتنے اموال جمع ہوتے ہیں

اور سب کا حکم مال فیہی کا ہے جیسے مال لاوارث یا مال غصب یا مال عاریت یا مال و وصیت  
 مالک معلوم نہیں کہین یا زمین یا جائیداد منقول کہ یہ سب اموال حقوق مسلمین ہیں زمانہ  
 صحابہ میں مال تین طرح پر ہے ایک وہ مال جس کا لینا امام کو پہنچتا ہے نبھ کتاب و سنت و  
 اجماع و دوسرا وہ مال جس کا لینا بالا اجماع حرام ہے جیسے مال جنایات و عقوبات جسکو جرمانہ کہتے  
 ہیں مسئلہ تادیب بمال کو شرح مفتی میں تفصیل سے لکھا ہے تحقیق یہ ہے کہ جس جگہ لینا  
 جریانہ کا شرع مطہر میں منصوص ہے اوسی جگہ سے لے اور جس جگہ لینا نہیں آیا ہے وہاں  
 قیاس نہ کرے تیسرا وہ مال کہ جس میں تنازع و اجتہاد ہے جیسے مال اوس شخص کا جس کا کوئی  
 ذمی فرض و عصبہ موجود نہیں ہے فقط ذمی رحم موجود ہے تیسری قسم اموال سلطنت  
 کی زکوٰۃ ہے یعنی صدقات یہ حق ہے آٹھ طرح کے لوگوں کا جن کا نام اللہ پاک نے خود  
 قرآن شریف میں ذکر کر دیا ہے ایک فقراء و دوسرے مساکین یہ دونوں قدر کفایت حاجت  
 میں کیساں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ غنی اور قوی مکتسب کو صدقہ دینا حلال نہیں ہے  
 تیسرے عامل صدقات یہ وہ لوگ ہیں جو تحصیل اموال صدقات کی رعایا سے کرتے ہیں اور  
 محافظ مال مذکور کے ہوتے ہیں انکی تنخواہ اوسی مال صدقہ سے دینا چاہئے چوتھے مولفہ  
 یعنی نو مسلم لوگ با پنجویں گردن چوڑا لے میں اس قسم میں اعانت مسکاتین و فدیہ اساری  
 و عتق رقاب داخل ہے قول اصح و اقوی پر چھٹے غار میں یعنی قرضدار لوگ جن پر کسی کا قرض آتا  
 اور اتنا مقدمہ نہیں رکھتے ہیں کہ قرض ادا کریں انکو واسطے دہائی قرض کے کچھ دینا گوارہ ہو  
 چنانچہ اگر یہ کہ قرض مذکور مصیبت آتی میں کیا ہوگا اس صورت میں انکو دینا نہ چاہئے یہاں  
 کہ تو یہ کریں ساتویں راہ خدا میں یہ لفظ شامل جمیع سبل خدا ہے جیسے تجنیز غازی و حاجی  
 و طالب علم و بنا و قاطیہ و مساجد و مدارس و مہربا و وغیرہ جو مصداق سبیل اللہ ہوں شرعاً  
 آٹھویں مسافر جو اپنے وطن سے عہدہ ہے گو وطن میں غنی ہو مگر یہاں محتاج ہو گیا ہے  
 اور گھر سے طلب نہیں کر سکتا ہے مراد صدقات سے اس جگہ نہ زکوٰۃ مفروضہ ہے



یا شامل نافلہ بھی کچھ ہو سکتی اس مال کے یہی اقسام ہشتگانہ ہیں انکو دنیا اور غیر کو دنیا  
 خلاف سنت ہے بلکہ اگر زکوٰۃ ادا نہ تو کچھ دور نہیں ہے یہ مال ان انواع ہشتگانہ کے  
 لئے مال حلال ہے نہ مال حرام مگر اسی صورت میں کہ سمجھا ان اقسام کے نہوا اور آپکو اس زمیں  
 ظاہر کر کے دست برد کرے کہ اس وقت یہ مال اس کے حق میں حرام نہیں جائیگا اس لئے کہ اسکو  
 بلا وجہ شرعی حاصل کیا ہے **ف** زکوٰۃ مفروضہ کئی قسم کے مال پر لیجاتی ہے وجوب اس زکوٰۃ  
 دس پر ملک ملک کے ہے نہ غیر ملک پر ایک زکوٰۃ وہ ہے جو بکری گاؤ اوٹ پر واجب ہو اسکا  
 بیان روضہ ندیہ میں مطابق سنت صحیحہ کے لکھا گیا ہے دوسری زکوٰۃ وہ ہے جو مال نقد  
 پر لیجاتی ہے جیسے چاندی سونا بیس دینار اور دوسو درہم پر جب ایک سال کامل گزر جائیگا  
 تو ربع عشر اس مال سے نکالنا واجب ہوگا اس تعداد سے اگر زکوٰۃ سیم کم ہے تو اس پر بھی  
 زکوٰۃ نہیں ہے اسی طرح جو اہر گرچہ گران قیمت ہوں اوپر وجوب زکوٰۃ کا نہیں ہے  
 اور نہ اموال تجارت پر جنکے دے دے برآمد لگی رہتی ہے لکن یہ قول انیسویں محققین اہل حدیث  
 کا ہے نہ جمہور کا معنی اگر کوئی شخص بطور وسیع و تہرج کے اموال تجارت سے زکوٰۃ نکالی  
 تو نزدیک قائل عدم وجوب کے بھی ناجائز نہیں ہے اسی طرح جو متعلقات ہیں یعنی گھر  
 کرایہ کی یا سواری کرایہ کی اوپر بھی وجوب زکوٰۃ کا نہیں ہوتا ہے تیسری قسم زکوٰۃ کی وہ ہے  
 جمہید اور زمین پر ہوتی ہے جیسے گیہوں جو ذرہ تر تریب اپر وجوب زکوٰۃ کا منصوص  
 سنت مطہرہ ہے دسواں حصہ پیداوار کا مالک مال سے لینا چاہئے پھر جس کشت کو بانی  
 نہریا بلان سے ملتا ہے اوسمیں مقدار واجب عشر ہے اور جس کشت کو بانی چاہ سے دیتے  
 ہیں اوسمیں واجب نصف عشر ہے اس لئے کہ محنت آب کشی کی زمین چاہی میں زیادہ ہوتی  
 ہے لہذا تخفیف زکوٰۃ کی گئی اور جو کشت آب بالان یا نہریا یا مال ندی سے ہوتی ہے  
 اوسمیں مزارعین کو تخفیف تصدیع رہتی ہے اس واسطے وہاں عشر پیداوار پر مقرر ہے  
 یہ نہایت درجہ کا عدل ہے طرفے شائع کے ولند احمد اور جزمین مرزوعہ نہیں ہے فقط مکرر

او سپر عمل لینا ناجائز ہے یہ تین اقسام ہوئے زکوٰۃ کے انکے سوا جو اور اشیاء میں جیسے سب  
 وغلام و خچر و خر و بقولات و بطیخ و خیار و فواکہ غیر کیل اوپر کوئی زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر مقرر  
 و عنب و عسل سوسنہ میں وہی دسواں حصہ ہے اور تمر و عنب میں کچھ فرق خشک و تر کا  
 نہیں ہے یہ صدقہ و وجہ مکس جو اس زمانہ میں جاری ہیں انکا لینا شرعاً حرام ہے امام کو چاہئے  
 کہ جب یہ زکوات اغنیاء سے لے تو فقرا راہل اسلام کو بموجب قسمت و تقدیر شرع کے  
 دیتا رہے مالک مال نے جب یہ زکوٰۃ دیدی تو وہ بری الذمہ ہو گیا گو بادشاہ جب انکیوں نہ ہو  
 یہ زکوٰۃ سارے تحقیق زکوٰۃ پر رزق خلال و مال طیب ہے مگر بنی ہاشم اور انکی لونڈی غلام  
 کہ انپر لینا زکوٰۃ کا اور انکو دینا زکوٰۃ کا حرام ہے اور انکو زکوٰۃ پر غلام کرنا بھی درست نہیں ہے  
 اور نہ ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو زکوٰۃ دے سکتا ہے صحیحین میں آیا ہے کہ لا تخیل لنا الصدقة  
 دوسرا لفظ یہ ہے ان موالی القوم من الفساد اخذہ احمد و اهل السنن تیسرا لفظ یہ  
 لا تخیل لآل محمد الصدقة سوا احمد و الطحاوی جو تہی حدیث میں آیا ہے لا تنبغی  
 لمحمد ولا لآل محمد انما ہی اوساخ الناس سوا المسلم علی مرتضیٰ و عباس نے چاہا تھا  
 کہ حضرت انکو عامل مقرر کر دیں جب طرح اور صحابہ کو مقرر فرمایا کرتے تھے حضرت نے انکا کیا  
 حنفیہ کا فتویٰ بابت جواز دفع زکوٰۃ طرف بنی ہاشم کے خلاف لغوی و مخالف سنت  
 ہے اور جس طرح کہ یہ مال زکوٰۃ کا سادات بنی ہاشم پر حرام ہے اسی طرح اغنیاء و اقویاء کیستیں  
 پر بھی حرام ہے **ف** صدقہ فطر و لحم اضحیہ فقرا و مساکین کو لینا حلال ہے مال مہر و اسطے  
 زوجات کے حلال طیب ہے اور ادا کرنا مال مہر کا ازدواج پر واجب ہے اور سب دیون پر  
 یہ عین مقدم ہوتا ہے قلیل ہو یا کثیر اسی طرح نان نفقہ اہل نفقات کا خواہ اصول ہوں یا فروع  
 یا مالیک واجب ہوتا ہے تفصیل اہل نفقات کی کتب نفقہ سنت میں مذکور ہے خلاصہ تھا  
 یہ ہے کہ زوج پر نفقہ زوجہ کا اور مطلقہ زوجی کا نہ سطلقہ بایں کا واجب ہے نہ اسکا جو عدت  
 وفات میں ہے ان دونوں کے لئے نہ سکنی ہے نہ نفقہ مگر جبکہ حاملہ ہوں اسی طرح نفقہ

والد معسر کا والد موسر پر اور بالکس اسکے واجب ہے اور نفقہ ملوک کا سید پر ہے اقربا و نفا  
 واجب نہیں ہے لگاتار صلہ رحمی کے ہے اور ایسے صلہ ارحام میں دوہرا جرتا ہے اور جس کسی کا  
 نفقہ جس کسی پر واجب ہے اور کا سکنتی و سکوت بھی واجب ہوگا **ف** کسب کرنا مال کا پتہ  
 اجارہ یعنی مزدوری و نوکری و چاکری کے ایسے عمل پر جس سے کوئی بالغ شرعی نہیں فقہ کتابت جاتا  
 ہے اور وہ مال کسب حلال طیب ہوتا ہے لکن اجرت کا معلوم و معین ہونا چاہئے اور اگر معلوم  
 نہیں ہے تو بقدر عمل کے استحقاق اجرت کا ہوگا اور اگر باوجود علم کے کام کم کیا ہے اور مزدور کا  
 پورے لی ہے تو وہ مال مشتبہ پتہ لگا اور اجیر عامی ہو گا خصوصاً جبکہ مستاجر عطا اجرت نہ  
 سے خوشدل نہیں ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال لینا حلال نہیں ہے مگر ساتھ  
 طیب نفس کے اجیر کے ہاتھ سے جب کام بگڑ جائیگا یا اس چیز کو تلف کر دیگا تو بدلیل حدیث  
 علی اللید ما اخذت حتی تؤذیہ اخرجہ احمد و اهل السنن وہ اسکا ضامن ہوگا اگر بی طرح  
 وہ مال جو بزرگوار کسب حرامت و شرم یعنی و حلوان کا ہن و اجرت اذان و تغیر بطحان و استیجار برتلات  
 قرآن حاصل کیا جاتا ہے حرام ہے اس طرح وہ مال جو کہ بواسطہ اخبار نویسی و اشاعت جواب  
 کسب کیا جاتا ہے حلت سے دور ہوتا ہے اسی طرح وہ مال جو سوال ناجائز سے حاصل کیا جائے  
 حرام ہے **ف** کرایہ پر دینا زمین معلومہ کا اجرت معلومہ پر خواہ زمین ہو یا اور اعیان جائز  
 ہے شرح سنہ میں کہا ہے عامہ اہل علم کا مذہب یہی ہے کہ زمین کا دارہم و دنایر وغیرہ انواع  
 اموال پر کرایہ دینا جائز ہے خواہ پیداوار زمین سے ہو یا نہو جبکہ اعیان یا اوصاف معلوم ہوں  
 جیسے اجارہ غیر زمین کا عبید و دواب وغیرہ اسے حاصل یہ ہے کہ جس چیز کی بیع درست ہے  
 اسکا اجارہ پر دینا بھی درست ہے امام محمد نے کہا ہے کہ کرایہ دینا زمین کا سوت چاندی پر  
 اور گندم پر جبکہ کیل و قسم اسکی معلوم ہو لا باس یہ ہے بشرطیکہ پیداوار زمین کو شرط نہ کرے اور اگر یہ  
 شرط کر لی ہے کہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوا وہ زمین سے کیل معلوم پر کرایہ دے تو اس میں کچھ خیر  
 نہیں ہے یہی قول ہے امام ابو حنیفہ اور عائشہ فقہاء حنفیہ کا **ف** لکن احادیث سے

ثابت ہے کہ حضرت نے اہل غیبر سے نصف پیداوار زمین پر معاملہ کیا تھا خواہ تمر جو یا نزع  
اس مسئلہ میں مذاہب متنوعہ وادوں مختلفہ آئی ہیں حدیث رافع بن خدیج جو صحیحین میں آئی ہے  
اوسکو مانع اس حکم کا بتاتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ رافع نے کہا ہم سب انصار میں زیادہ تر تھے  
حق یعنی نزع میں زمین کو اس شرط پر دیتے تھے کہ اتنی پیداوار اوسکی ہمارے لئے ہو اور اتنی اوس  
لئے ہے بہر گز کسی ایک زمین پیداوار دیتی اور دوسری مذہبی حضرت نے ہجو اس کام سے منع فرمایا  
سچا چاندی پر کر ایہ دینا سوا دس سے منع نہیں کیا مسلم کا لفظ یہ ہے کہ لکھنے سے معلوم مضمون سو  
اوسکا کچھ زمینیں ہے حاصل یہ تھیں کہ نقد پر زمین واسطے کہیتی کے دینا درست ہے اور غلہ پر  
نا جائز مگر حجۃ بالغہ میں مخاہرہ کو جائز کہا ہے اور احادیث میں کو محمول قطعہ معینہ پر کیا ہے اور  
سنی کو تفریق یا ارشاد ہی نہیں آیا ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور زید نے محمول مصلحت  
اوس حدیث پر کیا ہے کہ اس طرح کے معاملہ میں اکثر منافقات واقع ہوتے تھے مزاحمت یہ ہے  
کہ زمین اور تخم ایک شخص کا ہو اور عمل و بقرہ دوسرے آدمی کا مخاہرہ یہ ہے کہ زمین ایک شخص  
کی ہو اور تخم و عمل و گاؤں دوسرے شخص کے تیسری قسم یہ ہے کہ عمل ایک کا ہو باقی دوسرے کا  
**ف** حدیث جابر بن مرفوعہ آیا ہے جسے آیا کہ کیا زمین مردہ کو وہ زمین اوسکی ہے اخر جہ احسن  
والنساء صحیحہ الترمذی یہ دلیل ہے اس بات پر کہ ایسے زمین کا مالک وہی شخص آبادان کا ہو تا  
اوسپر دست اندازی کسی کی نہیں پہنچتی اور جو پیداوار اوس زمین کی ہے وہ حلال ہے واسطے اس  
شخص کے اسی طرح وہ زمین جو امام نے کسی کو جاگیر میں کسی مصلحت سے دی ہے خواہ زمین مردہ  
یا سعد بن ابی پانی اوسکا دینا لینا جائز ہے اور نفع اوسکا حلال ہے حدیث ابی خراش میں آیا ہے  
لوگ شریک ہیں تین چیزوں میں بانی گھاس آگ رو کا احمد و ابو داؤد حدیث عمر بن زکریا  
نک کا ہی آیا ہے رو کا الطبرانی بسند حسن ہاں وہ پانی جو کسی دیوار سے روک رکھا گیا ہے  
وہ اس عموم سے بلیل اجماع مخصوص ہے آب زائد کا روکنا منع ہے اسی طرح گلہ کا امام کو یہ  
بات پہنچتی ہے کہ بعض مواضع کو واسطے دو اب مسلمین کے روک لے **ف** اشتراک نقود و

تجارت توقیم میں برصا مندی یکد گیر جائز ہے اور مضاربت کرنا حبیہ تک کہ غیر حلال پر مشتمل  
 نہ ہو درست ہے مضاربت یہ ہے کہ کسی کو اپنا مال واسطے تجارت کے نصف منافع پر دے  
 بعض اہل علم نے کہا ہے کہ دوبارہ مضاربت حضرت سے کوئی شے ثابت نہیں ہوئی ہے  
 مگر ایک جماعت صحابہ نے جنگی گنتی نوشخص تک پہنچتی ہے مضاربت کی ہے یہ حدیث صحیب  
 کہ برکت تین چیزوں میں ہے ایک بیع میں تا مدت دوسری مقاضعت یعنی مضاربت میں  
 تیسرے اخلاط گندم و جوین واسطے گہر کے سروا والا ابن ماجہ مر فو عا سخت ضعیف ہے اسلئے  
 کہ اسکی سند میں دوراوی مجول میں پشت کا مرکوب اور لین کا مشروب ہونا عوض نفعت  
 مرہون کے جائز ہے اغلاق رہن کا جائز نہیں ہے یعنی اگر راہن نے اپنا مال فک رہن کیا  
 تو اس سے وہ مال مرہونہ مرتضیٰ کا نہیں ہو جاتا ہے و بیع و مستعیر پر ادا کرنا مال و ولایت  
 و غارت کا واجب ہے اگر نہ دیکھا تو وہ مال اسکے حق میں حرام ہو گا ماحرن سے منع کرنا جائز  
 ہے جیسے ڈول دیگ وغیرہ اشیاء غاصب عاصی ہوتا ہے اور کھانا مال منسوب کا حلال نہیں  
 ہے بلکہ رزق حرام ہے مال کتابت کا کھانا درست ہے مراد کتابت سے یہ ہے کہ غلام کو لکھ دے  
 کہ جب تو اتنا مال کما کر دیگا تب تو آزاد ہو جائیگا سید کے لئے یہ مال مکسوب ملکوک رزق حلال ہوتا ہے  
 نہ حرام راہ خدا میں کسی شے کا وقف کرنا درست ہے اور جن لوگوں کے لئے وہ زمین یا باغ  
 وقف کیا گیا ہے انکو اوس مال موقوف سے ساتھ معروف کے کھانا حلال ہے بلکہ واقف بھی  
 اوس مال سے مثل سائر مسلمین کے انتفاع و اصل کر سکتا ہے بیع وقف کی درست نہیں ہے  
**وقف** قبول کرنا ہدیہ کا اور مکافات کرنا اوس پر درست ہے خواہ مسلمان کا ہر یہ ہو یا کافر کا  
 ہر وہ ہے جو بغیر عرض کے دیا جاوے اسکا کھانا مہوب کہ کو حلال ہے اور رجوع واجب  
 کا درست مگر والد کا ہبہ ولد میں نذر و نیاز مانا واسطے اللہ کے درست ہے اور اسکا کھانا  
 مساکین و فقر اکو حلال ہے اور جو نذر واسطے غیر اللہ کے ہو یا ذبح غیر اللہ ہو وہ رزق حرام  
 ہے اور اسکا کھانا حلال نہیں ہے جیسے نذر قبور و اموات و اعراس وغیرہ اذیت مرد مسلمان

کی سوانٹ یا دوسو گوا یا دو نہار بکری یا نہار دینار یا بارہ نہار درہم یا دوسو حله ہوتی ہے  
 حله کہتے ہیں چار دوتہ بند کو یہ اموال دیت واسطے ورثہ مقتول کے حلال ہیں ثلث مال سے  
 وصیت کرنا درست ہے جسکے لئے یہ وصیت کی ہو اسکو کما ناس مال موصی بہ کا حلال ہے  
 اسی طرح جو مال میراث سے مطابق سهام فالض الدار کے ہاتھ آتا ہے اور سکا کما ناسی سورت  
 ہے اسی طرح سهام اموال غنائم بموجب تقسیم شرعی کے حلال الاکل ہو قے میں حرام و اسبطح  
 منجملہ باکل حلال کے وہ رزق ہے جو زمین بان مکان کو کھلاتا ہے لکن مکان اتنا نزدیک نہان کے  
 نہ ٹھہرے کہ اسکو گناہ میں ڈالے مکانی تین دن ہے پر صدقہ ہے چاہے کرے یا نہ کرے نہان  
 اگر مکانی نہ کرے تو مکان بقدر اپنی مکانی کے اس کے مال میں سے لیکر کما سکتا ہے یہ لینا حلال  
 ہے نہ حرام طعام غیر کا کھانا بغیر اذن مالک کے حرام ہے اسی طرح کسیکے جانور کا دودھ پی جانا  
 یا باغ کا میوہ کھا جانا یا کہیتی سے غلہ اٹھالینا منع ہے اگر بھوکا و محتاج ہو تو مالک کو آواز  
 دے اگر وہ منظور کرے بہتر ورنہ بقدر ضرورت کے کھپائی لے گو دہر کر نہ لیجائے **ف** مالک  
 میں جب نجاست پڑ جائے تو اسکا کھانا پینا حلال نہیں ہے اور اگر وہ شے جادہ ہے تو اس کے  
 راز دگر کو دور کر کے کھائے لے کھا تا طعام ولیمہ و حقیقہ و دعوت مسلمان کا حلال ہے جبکہ بطور  
 فخر و مباہات و ریاء و سبابت کے نہوائتفاع لینا شے حقیر لقطہ سے جائز ہے اور حالت محضہ میں  
 بقدر سدوق کما ناس حجت کا بھی جائز ہو جاتا ہے بنص کتاب و سنت **ف** باب اول میں  
 اس کتاب کے بحوالہ احادیث یہ بات گزر چکی ہے کہ بہتر نذوق وہ ہے جو آدمی اپنے ہاتھ سے  
 کام سے کما کر کھائے سوسب سے بہتر کسب زراعت ہے بہر تجارت پر دیگر صنائع قرآن پاک  
 میں بشارۃ النص اصول صنائع و آلات کا ذکر بھی فرمایا ہے صفحہ ہشتم ترجمان القرآن میں  
 تفصیل اوں صنائع و آلات کی بحوالہ الفاظ مطہرہ کتاب عزیزہ مرقوم ہے جیسے خیاطت یعنی سلا  
 حداث یعنی آہنگری معماری درویشی غزل یعنی سوت کا تالیس یعنی کپڑا بنا فلاحت یعنی کہیتی  
 بڑی کرنا صیادی یعنی شکار کرنا غراسی یعنی غوطہ زنی کرنا صیامن صیافت یعنی سنار کا کام کرنا

زجارت یعنی شیشہ آلات کا پیشہ کرنا فحاشات یعنی خشتِ زیری کرنا ملاحت یعنی ملاحی کرنا کثارت  
 یعنی لکھنا قلم سے خبر و عجن و طبع یعنی باورچی گری کرنا قصارت یعنی گاڑی کرنا جزارت یعنی قصا  
 پیشہ ہونا تجارت یعنی بیع و شرا کرنا صبیغ یعنی رنگہ ریزی کرنا تجارت یعنی سنگ تراشی کرنا کما کلت  
 یعنی وزن کشتی کرنا رمی یعنی تیر اندازی کرنا اسمین ڈھالنا توب و بدوق کا اور جملہ فنون سپاہ گری  
 کا سہی داخل ہے یہ سب حرفہ قرآن پاک سے ثابت ہیں اور انکے ذریعہ سے مال کمانا اور اسکا کھانا  
 حلال طیب ہے انکے سوا اور حیرت بھی ہیں جیسے الطباہ کتب یا تانکد و سائق دواب ہونا مثل  
 شتر بانی و ارابہ رانی و فیلبانی و سیاست اسب و عطر فروشی و روغن فروشی و غنلین فروشی  
 و بیضہ فروشی و غیرہ غرض کہ حرفہ ایک امر مستحب ہے انبیاء علیہم السلام نے سہی کیا ہے آدم  
 علیہ السلام حرث تھے اور نوح علیہ السلام خیاط تھے ابراہیم علیہ السلام بنواز تھے نوح علیہ السلام  
 بنجار تھے عیسیٰ علیہ السلام دو دو کرتے موسیٰ علیہ السلام شبان تھے ہامی حضرت نے  
 سہی بکریاں اہل مکہ کی چند تیرا ط پر چرائی ہیں اور طر فے خدیجہ علیہ السلام کے شام کو واسطے  
 تجارت کے گئے تھے عیب لگانا و الا اہل حرفہ ہامی مشرور و بخت جاہل و آخر ہے اسلئے کہ  
 یہ طعن انبیاء علیہم السلام پر جاتی ہے جس سے بربادی ایمان کی یقیناً حاصل ہوتی ہے  
 علاوہ اسکے و نیا امین کوئی اشتر ایسا نہیں ہے جو کہ کسی حرفہ سے خالی ہو حدیث  
 شریف میں امیر و والی و سلطان کو راعی رکھایا فرمایا ہے یہ امارت و ولایت بھی ایک حرفہ ہے  
 تو کسی چاکری کرنا خواہ متعلق ملک ہو یا مال یہ سہی ایک حرفہ ہے عورات آسودہ حال سے  
 نکاح کر کے استغنا حاصل کرنا یہ سہی ایک حرفہ ہے غرض کہ جتنے طرائق مکاسب مطاعم کے  
 اللہ نے مقرر فرمائے ہیں وہ سب حرف ہیں حرف اس قدر بات ہے کہ جو حرفہ اہل ذلالت  
 کرتے ہیں جیسے خاکروب و دباغی و اوس سے اہل شرف و فضل احتراز رکھتے ہیں ورنہ صحابہ  
 و روات اعلویہ و اولیاء اراستہ میں اکثر لوگ پیشہ وراہل حرفہ گزرے ہیں جیسے دیات  
 خدا و ستاج طلیح و غیرہم حال ان بزرگواران دین کا متبع کتب آثار و سیر پر مخفی نہیں ہے

سب سے اشراف اعلیٰ حرفہ فقہ و تعلیم کا ہے خصوصاً جبکہ خالصاً واطلاً اللہ کے ہوا انکا  
 رزق بہت المال میں بادۂ شریعہ و امیب ہے اس زمانہ کے شرفار جو غالباً فائقہ کش تہمت  
 محتاج فقیر مسکین ذلیل و خواہین و بجا و سکی یہی ہے کہ وہ حرفہ سے عار کہتے ہیں اور ہر  
 ہنر سے عاری ہیں سو یہ اولیٰ سفاہت و جہالت ہے علوم شرعیہ اور حالات اسلاف سے  
 ورنہ بصورت اکتساب اس درجہ کو نہ پہنچتے اور مذلت سوال سے محفوظ رہتے حالانکہ سوال  
 کر نیسے ہی غم کشی کرنا اور آبرو بچانا بہتر ہے یہ مضمون حدیث صحیح میں آیا ہے اور  
 قرآن پاک میں فرمایا ہے و کان فتن تشرکتک و الداعلم بالصواب ۴

## باب بیان میں تفسیر اکل حلال کے نہ مانے میں

بعض فقہار نے کہا تھا کہ اکل حلال متعذر ہے وجود اور اس کا اس زمانہ میں ممکن نہیں ہے کیونکہ  
 وقتہ مقام منصورہ میں غنائم تقسیم نہوئی اور سوال مذکور معاملات میں مختلط ہو گئی اور سپر کسی  
 شخص نے یہ کہا تھا کہ آدمی کسی عمل سباج پر مزدوری کرتا ہے اور اپنی اجرت حلال طوع سے  
 لیتا ہے تو کہا کہ درہم تو فی نفسہ حرام ہے اس کے جواب میں کہا گیا کہ درہم نے کس طرح  
 اولاً تقسیم کو قبول کیا جس کی وجہ سے وہ بسبب ممنوع حرام ہوا اور کس طرح سپر ثانیاً قبول  
 نکلیا جبکہ وجہ سے وہ بسبب مشروع حلال ٹھہرا اور سپر کسی شخص نے یہ سوال شیخ الاسلام  
 ابن تیمیہ سے کیا تھا بجاواب اس کے انہوں نے اپنے فتویٰ میں لکھا کہ یہ قول کہ اکل حلال  
 اس زمانہ میں مشکل ہے اور وجود اور اس کا ناممکن خطا ہے باتفاق ائمہ اسلام یہ وہ مقالہ  
 ہے جسکو بعض اہل بدع و بعض اہل فتنہ فاسد و بعض اہل شک کا سہ لے لیا تھا اور سپر کسی  
 علم نے انکار کیا یہاں تک کہ امام احمدیہ وجود اس تقویٰ و ورع کے ایسی بات سے منکر  
 ہو گئے ایک عابد نے اسی قسم کا ذکر اوسنے کیا تھا اور انہوں نے کہا اس خبیث کو دیکھو کہ  
 اموال مسلمین کو حرام بتاتا ہے اور کہا جھکو یہ بات پہنچی ہے کہ بعض لوگ انہیں سے



یہ کہتے ہیں کہ سارق کا ہاتھ نہ کاٹو کیونکہ مال معصوم نہیں ہے اسی طرح کلی بات بعض علماء عصر نے بھی کہی ہے اور سکی بنیاد بھی اسی شبہ فاسد پر ہے یعنی اموال پر حرمت غالب آگئی ہے اور بسبب کثرت غصب و عقود فاسدہ کے تمیز حرام کا حلال سے باقی نہیں رہا یہ شبہ ایک گروہ مصنفین فقہاء کو بھی ہوا تھا اوسپر اوسنوں نے یہ فتویٰ دیا کہ انسان کو چاہئے کہ مقدار ضرورت سے زیادہ متاقل نہ کرے دوسری گروہ علماء نے جب دیکھا کہ یہ حرج شدید سد باب و روع کرتا ہے تو وہ دو طرح ہو گئے ایک اباحیہ جو حلال حرام میں امتیاز نہیں کرتے ہیں بلکہ حلال وہ ہے جو اونکے ہاتھ لگا اور حرام وہ ہے جس سے وہ محروم رہے اسلئے کہ اونکو اسی گمان فاسد نے گھیرا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ ساری زمین حرام سے بھر گئی ہے اور انسان کو روٹی کپڑے سے چارہ نہیں ہے اسلئے جہاں سے جو ممکن ہوا اوسکو وہ لے لیتے ہیں یہ جگہ نظر کی ہے کیونکہ یہ و روع فاسد ہے اس سے اسخلال دین اسلام سے حاصل ہوتا ہے ان لوگوں کے نزدیک اس و روع فاسد کی حکایات میں بعض بالکل دسوخ اور بعض غلط کہتے ہیں صالح بن امام احمد جب قاضی ہوئے تو امام محمد اونکی آگ میں اپنی روٹی نہ پکاتے ایک دن گھر والوں نے اونکی تنور میں روٹی سیکی تھی امام صاحب نے نہ کھائی اور جملہ مین ڈال دی پہر اوس دن سے صید و جلہ کو بھی نکھایا حالانکہ یہ حکایت اعظم کذب و فہیہ ہے امام رح پر ایسی بات کو وہی شخص قبول کرے گا جو بڑا سکار و محتا اموال مردم پر ہو گا اللہ نے امام کو اس خرافات سے پاک صاف رکھا تھا صالح کا قاضی ہونا اونکی حیات میں معلوم نہیں ہوتا بلکہ وہ بعد موت امام کے متولی قضا ہوئے تھے ہاں خلیفہ متوکل نے اونکے گھر والوں کا وظیفہ بیت المال سے مقرر کر دیا تھا اوسپر امام صاحب نے کہا تھا کہ تم یہ جو ائز سلطان نہ لو جب اوسنوں نے عذر حاجت کا پیش کیا تو اوسکو سلطان سے قبول کیا آماں نے خود اکل اون اموال کا ترک کر دیا اور اونکی آگ سے انتفاع نہ لیا اسلئے کہ اوسنوں نے جو ائز سلطان کو قبول کر لیا تھا سمہذا جب

اور نہوں نے پوچھا کہ کیا یہ مال حرام ہے کہا نہیں کہا ہم اس سے حج کرین کہا ہاں اور  
 یہ بات بیان کی کہ میں اس لئے اس مال سے بچتا ہوں کہ کہیں مجکو بد اخلاقت اور وہ خلیفہ بن  
 کر نہ پڑے جس طرح حضرت نے فرمایا ہے تو لے عطا جب تک کہ عطا ہوا اور جبکہ عوض کیسے  
 قرض کے ہو تو نہ لے اور دہلیز میں اگر خون و لحم خوک اور ہر حرام ڈالا جاتا تب بھی صید و جلد حرام ہوتا  
 اور بن لوگوں کو افراط و تفریط کے مقتضی یا مہجہ تفریط ہوتی ہے اور سکو ثواب بقدر اوسکے حسن قصد کے  
 ملتا ہو اگرچہ مشروع خلاف اوسکے فعل کے ہو مثلاً کوئی شخص وچہ پیسنہ کھائے جو بازار و میں  
 ملتی ہے اور وہ نیز کھائے جو جنگلوں میں ہوتی ہے اور اموال مسلمین نہ کھائے اموال اہل حرث  
 کھائے اور مثل اسکے جسمین فاعل کا قصد حسن ہو اور اوسکے فعل کی تاویل ہو لیکن صواب مشروع  
 برخلاف اسکے ہے کیونکہ حدیث ابوہریرہ میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا اللہ نے حکم دیا  
 ہے مومنوں کو اوسی چیز کا جس کا حکم مسلمان کو دیا ہے یعنی اکل طیبات الحدیث مردہا مسلم  
 اور اللہ نے خلق کو واسطے عبادت کے پیدا کیا ہے اور عمل صالح بدون اکل و شرب  
 و لباس و مسکن و مرکب و سلاح و کراع و کتب علم و امثال ذلک کے ممکن نہیں ہے سو  
 ایسی چیز کہ جس بغیر واجب تمام نہ ہو واجب ہوتی ہے پس جبکہ قیام بواجبات جمیع عباد  
 پر فرض شیر اور وہ بدون ان اموال کے نا تمام رہتا ہے تو ہر کس طرح یہ بات کہہ سکتے  
 ہیں کہ حلال کا ملنا مستغذ ہے بلکہ یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ حلال قلیل ہے بلکہ کثیر غالب ہے  
 اموال مردم پر اگرچہ حرام اغلب ہو اور جب دین کا قیام بدون حلال کے نہیں ہو سکتا ہے تو  
 دو امر میں سے ایک امر لازم ہے یا ترک واجبات اکثر خلق سے یا اباحت حرام واسطے اکثر خلق کے  
 اور یہ دونوں امر باطل ہیں اور روع سبخلہ قواعد دین کے ہے حدیث نعمان بن بشیر میں حلال و  
 حرام کا بتین ہونا اور درمیان اونسکے مشبہات اموال کا پایا جانا جنکو اکثر لوگ نہیں جانتے ہیں آیا  
 ہے اور پھر مشبہات سے احتراز کرنے کو فرمایا ہے اسی طرح حرج مایہ ریلٹ الی ما کا یوہش  
 از شدا کیا ہے ایک ترمذی ساقطہ کو دیکھ کر فرمایا تھا اگر یہ ڈر نہ تو تاکہ صدقہ کا ہو گا تو میں اسکو کھاتا

بیان اسکا یہ ہے کہ جب کو فقہیہ معین حرام اعتقاد کرتا ہے کیا ضرور ہے کہ وہ حرام ہی ہوا مسئلے کے  
 حوام وہ ہے جسکی حرمت کتاب وسنت واجماع است و قیاس مرجع سے ثابت ہوئی ہے اور  
 جس شے میں علما کا تنازع ہوا وہ کو طرن انہین اصول کے پیرنا چاہئے بعض آدمی ایک مذہب  
 امام معین پر نشوونما پاتا ہے اور کسی فقہیہ معین سے استغنا کرتا ہے اور بعض مستأخ کی کوئی  
 حکایت سنتا ہے پھر چاہتا ہے کہ سارے مسلمان اوسی طرح کریں اور سمجھیں حالانکہ یہ غلط ہے  
 اسکے بہت فطائر میں جیسے ایک مسئلہ غنیمت کا کہ سنت غنائم میں ہے کہ جمع کر کے خمس  
 و تقسیم درمیان فائزین کے برابر طور پر کیجاوے اور اس بارہ میں کہ امام کو تفنیل اربع اخماس  
 سے جائز ہے دو قول ہیں مذہب فقہاء لغورد ابو حنیفہ و اہل حدیث کا یہ ہے کہ جائز ہے بدیل  
 حدیث اہل سنن کہ حضرت نے ہدایت میں تفنیل ربع کی بعد خمس کے فرمائی اور بعد رجعت کے  
 ثلث بعد خمس کے دیا سعید بن اسیب و مالک و شافعی کہتے ہیں کہ یہ جائز نہیں ہے بلکہ مالک کے  
 نزدیک تفنیل خمس سے چاہئے اور نزدیک شافعی کے خمس الخمس سے امام احمد کو ابن مسیب و مالک  
 دونوں سے تعجب آتا تھا کہ باوجود وفور علم کے یہ سنت اونکو کیونکر نہ پہنچی صحیحین میں ابن عمر سے  
 آیا ہے بھیجا کہ حضرت نے ایک لشکر میں طرف نجد کے پس پہنچا سہام ہمارا بارہ اونٹ کو اور  
 محفل ہوا خمس الخمس اس بات کا کہ اوسمیں سے ہر ایک کا حصہ نکلے یعنی یہ امر ممکن نہ تھا کہ ہم  
 بیس اونٹ کا جو کیونکہ دوسم بعد خمس کے اربع اخماس مال میں سے ہوتی ہیں سو جب اون  
 دوسم پر بقدر ربع اون دونوں کے زیادہ کیا جائیگا تو مال پورا ہو جائیگا پھر جبکہ دوسم  
 بارہ جزو تھے تو تقسیم پندرہ جزو ہوگی اس صورت میں نفل ثلث خمس ہوگا اگر غنیمت  
 پہنچیں جزو نو سے تینا خمس کا پنج جزو ہوتا تو نفل مذکور کا اس دم خمس الخمس ہونا ممکن تھا اسلئے  
 اگر امام بعض فائزین کو بعض پر کسی مصلحت راجحہ سے زیادہ کرے جس طرح کہ رسول خدا  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ فوسی قرہ میں سلمہ بن رکوع کو سہم سوار و پیادہ دونوں  
 کا دیا تھا تو یہ تفنیل امام کی اصح اقوال علماء میں جائز ہے اور بعض اسکو جائز نہیں کہتے

لکھا تقدم اسی طرح اگر امام نے یہ کہہ دیا کہ جسے جو چیز لے لی ہے وہ اوس کی ہے اور ہنوز تقسم غنائم کی  
 سنہین ہوئی ہے تو یہ لینا ایک قول علماء میں جائز ہے ظاہر مذہب احمدی ہی ہے اور دوسرا  
 قول میں جائز نہیں ہے مذہب مشہور شافعی ہی ہے اور کلام مذہب میں خلاف ہے  
 اسی اصل پر بنیاد ان غنائم کی ہے جو ازمنہ متاخرہ میں ہوئی جیسے وہ غنائم جو سلا جعہ  
 اترک لے گئے اور اہل اسلام نے ثغور شام و مصر سے حاصل کئے اوسمیں بعض فقہاء نے  
 جیسے ابو محمد جوینی نے یہ فتویٰ دیا کہ کسی مسلمان کو کسی چیز کا اوسمیں سے خریدنا اور کسی  
 شریک کا وطن کرنا اور کسی مال کا مالک ہونا ملل نہیں ہے حالانکہ جو فساد اس قول میں  
 ہے وہ اللہ ہی کو معلوم ہے آخر ابو محمد بن سباع شافعی نے اونکا سارع کر کے فتویٰ  
 دیا کہ امام پر کسی حال میں قسمت و تخمیس غنائم واجب نہیں ہے بلکہ اوسکو یہ بات پہنچانی ہے  
 کہ پیادہ کو زیادہ دے اور بعض غنائم کو محروم رکھے یا خاص کرے اور یہ نعم کیا کہ سیرت نبوی  
 اسی کو مقتضی ہے حالانکہ یہ بات خلاف اجماع ہے اور پہلا قول بھی باطل و منکر ہے دونوں میں  
 انحراف ہے مگر اس جگہ یہ ہے کہ جب امام نے یہ کہہ دیا کہ جسے جو چیز لے لی وہ اوسکی ہے  
 تو وہ اوسکی ہو گئی اور اونکو غنائم سے منع نہیں کیا بلکہ غنائم میں سے اوس چیز کا ارادہ کیا جو  
 بالاتفاق ناجائز ہے یا یہ کہہ دیا کہ اوسپر تقسیم کرنا غنائم کا عدل سے واجب اور ان اشتہات  
 غارتگی کا دینا جائز نہیں ہے تو یہ غنائم مال مشترک ہے درمیان غنائم کے غیر کا اوسمیں  
 کچھ بھی حق نہیں ہے تو پھر جو کوئی اوسمیں سے بمقدار حق خود لے لیگا وہ اوسکو جائز ہوگا  
 اور جب اوسمیں شک ہوگا تو اتنا اعتیاد کر لیگا یا ورع مستحب اختیار کر لیگا یا وہ چیز لیگا جسپر  
 ظن غالب ہوگا ولا یکلف الله نفسا الا وسعها **ف** اسی طرح اوس فراعرت میں جسکو  
 بعض لوگ مغابہ کہتے ہیں فساد کا تاراج ہے لیکن سنت مطہرہ سے جو اذاسکا ثابت ہو چکا ہے  
 حضرت نے اہل خیبر سے نصف پیداوار پر پھل ہوا کہیتی معاملہ کیا تھا اس شرط پر کہ اپنے  
 مال سے اوسکو آباد کریں اور جس مغابہ سے سنی آئی ہے اوسکی تفسیر صحیح میں یوں ہے

کہ مالک نزع ایک بقعہ معینہ کو شرط کر لے اسی طرح کرایہ دینا زمین کا پیداوار زمین پر نزدیک <sup>حقیقہ</sup> اور شافعی واحد کے جائز ہے اور مالک اور احمد ایک روایت میں اوس سے منہی کرتے ہیں اس کے  
 اظہار یہی بہت ہیں یہ ایک اصل ہوئی **ف** دوسری اصل یہ ہے کہ مسلمان نے جب  
 ایسا معاملہ کیا جس کے جواز کا وہ معتقد ہے اور مال قبضہ میں کیا تو اب دوسرے مسلمان کو  
 ویسا ہی معاملہ کرنا اس قسم کے مال میں جائز ہے اگرچہ یہ دوسرا مسلمان معتقد جواز اس معاملہ  
 کا نہ ہو مگر خطاب کے سامنے یہ مرفوع آیا تاکہ بعض اعمال اہل جزیہ سے بعض جزیہ خیر لیتے  
 ہیں کہ قاتل کرے اللہ اوس عامل کو اوسکو یہ نہیں معلوم ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے قاتل اللہ  
 الیہ وجہ رحمت علیہم الشیخ فحملوہا وابعوہا واکلو ایشاکھا پھر کہا کہ وہ خزانہ میں کو  
 دے دو کہ وہ فروخت کر کے اوسکی قیمت داخل کریں یہ اسلئے کہا کہ وہ اپنے دین میں معتقد  
 اس کے جواز کے تھے اسی جگہ سے علماء نے کہا ہے کہ وہ معاملات کفار کے جن کو وہ باوجود  
 اور جائز سمجھتے ہیں اور لین دین اموال کا باہم اونس کے ہوتا ہے جب وہ مسلمان ہو جائیں گے  
 تو یہ اموال اونس کے لئے حلال رہیں گے اور جب جاری طرٹ حکام لائیں گے تو ہم یہی وہ مال  
 اونہیں کے ہاتھ میں بردستور رہنے دینگے خواہ یہ حکام قبل اسلام کے کریں یا بعد اسلام  
 اللہ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ دبروا ما بقی من الرب ان کنتم مومنین  
 اس آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ جو اونس کے ذمہ پر باقی رہ گیا ہے وہ چھوڑ دو نہ لو یہ حکم نہیں دیا  
 کہ جو لے چکے ہو وہ بھی سپرد و اسلئے کہ وہ اوس رب کا حلال جانتے تھے اسی طرح جب  
 کوئی مسلمان ایسے معاملات کر لیا جس کے جواز کا معتقد ہے جیسے جیل ربوہ جی کا فتویٰ حنفیہ  
 شافعیہ دیتے ہیں اور ایسے معاملات میں لیا یا کہیتی کر لیا اس شرط پر کہ سچ کا شہکار کا ہو  
 یا زمین کو پیداوار زمین پر کرایہ دیا یا جنس خارج پر پیش اس کے یا مال لیا تو دوسرے مسلمان  
 کو بھی اس طرح کا معاملہ کرنا اوس سے اس مال میں بطریق اولی جائز ہوگا اگرچہ وہ معتقد  
 اس کے جواز کا نہ ہو اگر بعد میں اوس پر یہ بات کمال جاوے گی کہ تحریم راجح تھی تو یہی اوس پر اخراج

اوس مال مکسوب کا بتاویل سائغ لازم نہ آویگا کیونکہ یہ اولیٰ تر ہے ساتھ عفو یا عذر کے کفر  
متائل سے اگرچہ بعض فقہاء بعض اہل ورع پر اس بات میں اتفاق کریں کہ وہ ناجار کفار سے  
معاملہ کرے اور حالہ مسلمین کو ترک کر دے اسلئے کہ یہ بات معلوم ہے کہ اقتد و رسول کسی  
مسلمان کو یہ حکم نیتے کہ وہ مال کفار کھائے اور مال مسلمین چھوڑے بلکہ اہل اسلام اولیٰ تر  
ہیں ساتھ ہر خیر کے اور کفار اولیٰ تر ہیں ساتھ ہر شر کے **ف** تیسری اصل یہ ہے کہ حرام  
دو طرح ہے ایک حرام بالوصف جیسے مردار و گوشت خوک سواں طرح حرام جب کسی شے  
مائع میں مختلط ہو جائیگا اور اسکی مون و طعم و ریح کو مغیر کر دیگا تو وہ شے حرام ہو جائیگی اور  
اگر مغیر نہ کر لیگا تو اس میں نزاع ہے یہ جگہ اس کے ذکر کی نہیں ہے دوسرا حرام بالکسب جیسے  
مال ماخوذ بظہب یا بعد فاسد یہ اگر کسی مال حلال میں مل جائیگا تو اسکو حرام نہ کر لیگا اس صورت  
میں اگر ایک شخص نے روپیہ اشرفی آرگندہ مخیر غصب کا لیکر اپنے مال میں ملا لیا تو وہ سارا  
مال حرام نہ ہو گا نہ اوس پر اور نہ اس پر بلکہ اگر دونوں مال متماثل ہیں اور تقسیم ممکن ہے تو وہ بقدر  
اپنے حق کے اور یہ بقدر اپنے حق کے لے لے اور اگر کسی ایک کے پاس ان دونوں میں سے  
عین مال دیگر زیادہ ہو گا تو دوسرا مثل اس کے لے لیگا رہی یہ بات کہ غلط مثل اتلاف کے  
ہے یا نہیں اس میں دو وجہ ہیں مذہب شافعی و احمد وغیرہ میں ایک یہ کہ مثل اتلاف کے ہے  
مثل اس کے حق کے جہاں سے چاہے اسکو دے دوسرے یہ کہ اسکا حق اس میں باقی ہے  
مالک کو یہ بات پہنچتی ہے کہ اپنا حق اس مختلط سے طلب کرے یہ اصل بہت نافع ہے **اسلئے**  
کہ بہت سے لوگ یہ توہم کرتے ہیں کہ دراہم مجرمہ جب مختلط بحلال ہو جاتے ہیں تو سارا  
مال حرام ہو جاتا ہے حالانکہ یہ خطا ہے ہاں بعض علماء نے قلیل میں تورع کیا ہے مگر جبکہ  
کثیر ہے تو اوس میں نہیں کسی کا نزاع معلوم نہیں ہے **ف** چوتھی اصل یہ ہے کہ جب  
شناخت مالک کی مستند ہو تو اس مال کو مصالح مسلمین میں نزدیک جماعہ علماء کے طرف  
کرے جیسے مالک و ابو حنیفہ وغیرہ اگر ایک انسان کے ہاتھ میں مال غصب یا عاریت یا قرض

یا نہ ہیں ہے اور وہ معرفت اصحاب اموال سے یا یوں ہے تو وہ اول اموال کو مالکین کی طرف  
 صدقہ کر دے یا مصالح مسلمانین میں صرف کرے یا نام عادل و قائم عدل کو سوئپ دے کہ وہ اس کو  
 مصالح شریعیہ میں اوٹھا دے بعض فقہاء نے کہا ہے بلکہ توقف کرے یہاں تک کہ پتہ اصحاب اموال  
 کا لگے لیکن صواب قول اول ہے کیونکہ ہمیشہ مال کا حبس رکھنا کچھ فائدہ نہیں دیتا بلکہ وہ  
 بمعزل ہلاک و استیلا و ظلمہ میں رہتا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک کنیز خریدی کی بہرہ  
 میں گئے کہ قیمت لائین باہر اگر بائع کو نہ پایا مسکینوں کے گروہ پر لے اور اس قیمت کو صدقہ  
 کر دے اور کہنے لگے اللہ ہم عن رب العار ہدایت یعنی یہ صدقہ طرف سے مالک کنیز کے ہے فان  
 قبل فذاک وان لم یقل فصولی و علی مثله الی یوم القیامۃ یعنی اگر اس مالک کنیز نے  
 اس صدقہ کو قبول کیا تو یہ اس کی طرف سے ہوا اور اگر قبول نہ کیا تو یہ صدقہ میری طرف سے ہے اور مثل  
 اس کے مجہد تا قیامت باقی ہے اسی طرح ایک شخص نے مال غنیمت میں سے کچھ خیانت کر لی تھی اور  
 بعد اوندے تفرق کے وہ مر گیا بعض تابعین نے فتویٰ دیا کہ او کی طرف سے تصدق کر دیا جائے  
 اس فتویٰ پر سارے وہ صحابہ و تابعین جن کو یہ فتویٰ پہنچا راضی ہوئے جیسے معاویہ وغیرہ  
 اہل شام اس کی بنیاد و اصل پر ہے ایک وقف عقد و تصرف عن الغیر پر بغیر اس کے اذن کے  
 اس میں تین قول ہیں ایک یہ کہ بیع کرے اور اس بیع کو اجازت تصرف عشرہ پر موقوف کرے  
 اگر اس نے اجازت دیدی تو جائز ہوئی یہی مذہب ہے مالک و ابو حنیفہ و احمد کا ایک روایت  
 میں اور ایک قول شافعی کا یہی دوسرے یہ کہ وہ بیع باطل ہے مذہب مشہور شافعی کا یہی  
 ہے تیسرے یہ کہ جب استیذان مالک کا مستند رہا اور حاجت طرف تصرف کے ہے تو  
 وہ بیع موقوف واقع ہوگی اسی طرح جبکہ اس کو ذمہ داری سے خرید کیا ہے اور عقد میں  
 نہیں کیا دوسری اصل یہ ہے کہ جب مالک مجبور ہوا تو حکم معدوم میں نہیں لگا اس کا بیان اصل  
 پنجم میں آتا ہے اس سے کشف ستر مسئلہ ہو گا و پانچویں اصل یہ ہے کہ حکم مجبور کا شریعت میں مثل  
 معدوم کے ہے اور مثل اس کے مجبور عنہ بھی قال تعالیٰ لا یكلف اللہ نفسا الا وسعہا و

**قال تعالیٰ** فاقوالہ ما استطعتہ اور حضرت نے فرمایا ہے اذا امرتکم بامر فاقوامنہ  
 ما استطعتہ سوال اللہ کا حکم بشرط بقدرت و ممکن عمل ہوتا ہے ہم جب اسکی معرفت و عمل  
 سے عاجز ہونگے تو وہ ہم سے ساقط ہو جائیگا اسی لئے حضرت نے لفظہ میں فرمایا ہے کہ جب  
 اوسکا صاحب ایسی مالک آئے تو اوسکو دید و نہ وہ اللہ کا مال ہے جسے چاہے دے سوئے  
 لفظ ملک مالک معصوم تھا لکن جبکہ شناخت اوسکی متعذر ہوئی تو یہ فرما دیھی مال اللہ یوتیبہ  
 میں بیشک یہ دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ نے یہ چاہا کہ ملک مالک اول کی اوس سے نائل ہو جائے  
 اور وہ مال اس ملتقط کو مباح لے سو درمیان امت کے اس بارہ میں بعد تعریف  
 یکسال کے کچھ نزاع نہیں ہے کہ ملتقط اوسکو صدقہ کر دے اور اگر غرض فقیر محتاج ہو تو آپ اوس کا  
 مالک بن جائے یہی بات کہ باوجود غنا کے بھی مالک ہو سکتا ہے یا نہیں اس میں دو قول مشہور  
 ہیں مذہب شافعی و احمد کا یہ ہے کہ ملک جائز ہے اور مذہب ابوحنیفہ رح کا یہ ہے کہ جائز نہیں ہے  
 پہر اگر کوئی آدمی مر گیا ہے اور اوسکا وارث پیدا نہیں ہے تو وہ مال مصالح مسلمین میں صرف  
 کیا جائیگا اگرچہ نفس الامر میں کوئی وارث غیر معروف کیوں نہ ہو مان اگر وارث ظاہر ہو گا تو پہر  
 اوسکو وہ مال دید یا جائیگا اگرچہ قبل ثبوت کے صرف کرنا اوس مال کا جائز اور لینا اوسکا غیر حرام  
 لوگ کثرت سے مرتے ہیں اور اونسکے عصباء ہوتے ہیں جو بیک مدت کے پہچانے جاتے ہیں  
**ف** یہ بات ظاہر ہو گئی تو اب کہا جاتا ہے کہ جو اموال مخصوصہ بقبوضہ بعقد وغیرہ مباح القبض  
 موجود ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ فلان مسلمان کے ہیں تو ان اموال سے احتساب کرے کہ  
 کسی نے اوسکو چرایا خیانت کیا یا غصب کیا ہو معصوم سے کیونکہ یہ مال ناحق ہے اسکا  
 لینا درست نہیں ہے نہ بطریق ہیبت نہ بطریق معاوضہ نہ بطور وعدہ نہ بطور قیمت مبیع نہ  
 بطریق وفاء قرض کیونکہ یہ شخص کچھ اوس مظلوم کا مالک نہیں ہے اور اگر اس مال کو کسی  
 تاویل جائز سے مطابق مذہب بعض ائمہ کے لیا ہے تو استیفاء کرنا اوسکا بیع و اجرت  
 و قرض وغیرہ دیون سے جائز ہے اور اگر مجبول الحال ہے تو مجبول مشل معدوم کے



ہوتا ہے اور اصل اس چیز میں جو ہاتھ میں کسی مسلمان کے ہے یہ ہے کہ وہ اوسکی ملک ہے  
اگر وہ دعویٰ اپنی ملکیت کا کرتا ہے یا اوسکا ولی ہے جیسے متولی و ناظر وقف و ولی یتیم و ولی  
بیت المال یا وکیل بیت المال اور جس مال میں کوئی مسلمان یا ذمی بطریق ملک و ولایت و وکالت  
تصرف کرتا ہے وہ تصرف جائز ہے اور جبکہ حال اس مال کا جو اوسکے ہاتھ میں ہے معلوم نہ ہوگا تو  
حکم اصل پر کیا جائیگا اگر ایک درہم نفس الامریہ منسوب تھا اور ہمیں نہیں معلوم ہے اور  
مجمول کو حکم معذورم کا ہے تو لینا چاہا اور اس درہم کو قیمت بیع و اجرت عمل و بدل و قرض میں  
اختلاف سے کچھ کم نہیں ہے اسلئے کہ لفظ کو بغیر عوض لیا تھا اور اوسکا مالک معلوم نہ تھا  
اور اس مال کا مالک بھی معلوم نہیں ہے اور اسکو عوض اپنے حق کے لیا ہے تو ہمیں حرام  
نہوگا ہاں جب یہ بات معلوم ہو جائے کہ اوس شخص کا مال حرام ہے تو براہ ورع اوس سے  
ترک معاملہ کر دے اور اگر کثر مال اور سکا حرام ہے تو اوس میں درمیان عملہ کے نزاع ہے  
رہا مسلمان ستور الحال سوا اوس سے معاملہ کرنے میں کوئی شبہ نہیں ہے بلکہ جو کوئی  
اوس سے معاملہ ترک کر دیا گو وہ مبتدع فی الدین ہوگا جسکے لئے اللہ نے کوئی حجت نازل نہیں  
فرمائی ہے اس بیان سے حکم سائر اموال کا واضح ہو جاتا ہے اس غلط سے جو یہ کہتا ہے کہ یہ  
نہجیان والیان ماکولہ شاید اصل میں منہوب و منسوب ہوں یہ کہنا چاہئے کہ جمول کو حکم مقدم  
کا ہے سو جبکہ یقیناً اسکا علم نہیں ہے تو گو یا میرے سے نہ فارگیری ہے نہ غصب ہے اسلئے  
کہ اللہ یک نے جن معاملات فاسدہ کو حرام کیا ہے اسلئے لکھا ہے کہ اوس میں ظلم ہے قل تعال  
نقدلہم سننا کسلنا بالبینات وانزلنا معہم الکتاب واللیزان لیقوم الناس بالقسط غرض  
اور اوس کے انواع جیسے سرقہ و خیانت و داخل ظلم میں سیر و باسی لئے حرام ہے  
کہ ان میں ظلم ہے سو جب بات یوں ٹھہری تو یہ ظلم جو کما حق ناحق لیکر غیر کے ہاتھ فروخت  
کر دیا گیا ہے اور خریدار اوس پر قابض ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ کیسا مال ہے پر وہ مال  
اوس خریدار کے پاس سے نزدیک غیر کے گیا اور اوس غیر کے پاس سے کسی اور کے پاس

پہنچا تو معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے اس کو سپر کچھ ظلم نہیں کیا ہے ظالم وہی شخص تھا جس نے اس کو سپر توری  
 کی تھی لیکن اتنی بات باقی رہی کہ اگر مظلوم کو یہ حال معلوم ہو جائے تو مطالبہ اس مال کا اور ان  
 لوگوں سے اس کو پہنچتا ہو بسبب التزام ضمان کے یا نہیں اس میں علماء کے دو قول ہیں اصح یہ ہے  
 کہ مطالبہ نہیں پہنچتا اور جن لوگوں کا یہ قول ہے کہ ضمان مقرر ہے فار پر نہ مغرور کیا ہوا صحیح  
 وہ باہم متنازع ہیں اس امر میں کہ مالک کو مطالبہ کرنا مغرور سے یا ضمان کا غارت پہنچتا کر  
 یا نہیں اس میں بھی دو قول ہیں مذہب احمد وغیرہ میں اسکی مثال یوں ہے کہ ایک ظالم  
 ودیعت رکھے پاس ایسے شخص کے جو نہیں جانتا کہ وہ ظالم غاصب ہے پہر وہ ودیعت تلف  
 ہو گئی تو اب مالک سود سے مطالبہ کرے یا نہ کرے اس جگہ کہ دو قول ہیں اصح یہ ہے کہ نہ کرے  
 اور اگر وہ مال کسی دھماں کو گنوا دیا ہے اور حال ظلم کا معلوم نہ تھا پہر مالک کو معلوم ہوا تو اب وہ  
 مطالبہ اس کا دھماں سے کرے یا نہ کرے اس میں بھی دو قول ہیں ایک یہ کہ نہ کرے اور جو قول  
 ہے مطالبہ کا وہ یہ نہیں کہتا ہے کہ وہ حرام ہے بلکہ یہ کہتا ہے کہ اس کو سپر بابت اس مال  
 کے کچھ گناہ نہیں ہے اور نہ اس کو سپر تاوان آتا ہے بلکہ ادا دشمن لازم ہے اس لئے کہ وہ بمنز  
 مشتری کے ہے اور یہ قائل یوں کہتا ہے کہ کسی حال میں بھی اس کو سپر اصل میں نہ کچھ اثم ہے  
 اور نہ کچھ غرم ہے غرم ہے تو غاصب پر ہے جس نے براہ ظلم و ستم مال اس کا ناحق لے لیا ہے سو جب ہم  
 کوئی مال عین ہاتھ میں کسی انسان کے دیکھیں گے اور ہمیں یہ بات معلوم نہ ہو گی کہ یہ  
 مال منسوب ہے یا مقبوض ساتھ ایسے قبض کے ہے جو مفید معاملہ مالک نہیں ہے اور  
 ہم اس مال کا استیفاء یا سپر کر لیں گے یا کسی اجرت یا بدل قرض میں لے لیں گے تو ہم سپر کچھ  
 گناہ اس بابت بالاتفاق نہ ہو گا اگرچہ نفس الامر میں وہ مال مسروق یا منسوب ہے یا نہ ہو  
 ہم نے جانتا کہ وہ مسروق تھا تو اصح قولین یہ ہے کچھ واجب نہیں ہے مگر وہی امر جس کا  
 التزام ہم نے عقد میں کر لیا تھا اس قدر ضمان کا ہم نہ ہو گا خواہ یہ میں کیا یا ہم میں اور  
 ضمان زیادہ قیمت سے نہیں ہوتا ہے اسی طرح اجرت و بدل قرض کا حال ہے جبکہ

ہم اوہیں تفریق نہ کیلئے تو ہم پر نہمان مستقر نہ ہوگا لکن فقہاء نے اس مسئلہ میں تنازع کیا ہے  
 وہ یہ ہے کہ مالک کو تصحیح اس معذور کی جسکے پاس وہ مال تلف ہو گیا ہے پر رجوع غار پر  
 بعد میں غرم غور کے پہنچتی ہے یا مطالبہ کرنا معذور سے نہیں پہنچتا اگر اسی میں حبس ضمان ہے  
 اس میں دو قول ہیں اور وہ دونوں دور روایت ہیں احمد سے اسی کے مانند یہ شکل ہے کہ ایک  
 شخص نے ایک کنیز غصب کر لی اور ایک انسان نے اس کنیز کو اس غاصب سے خرید کیا اس سے  
 اولاد ہوئی یا اس کو سکو سپہ کر دیا تو اس صورت میں صحابہ و ائمہ کا اتفاق ہے اس بات پر کہ وہ  
 ولد اس معذور کا حریہ ہوگا اس لئے کہ واطی کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ وہ کنیز کسی غیر کی ملکوت ہے  
 بلکہ وہ تو اس کو اپنی ملک سمجھا ہوا تھا حالانکہ اہل علم کا اس امر پر اتفاق ہے کہ ولد حریت  
 ورق میں تابع مادر اور نسب و الامین تابع پدر ہوتا ہے معاذ اوس ولد کو آزاد نہیں کیا کیونکہ  
 اوس کے والد کو یہ حال معلوم نہ تھا اور مجہول مثل سہوم کے ہوتا ہے ہاں سید جاریہ کے لئے  
 بدل ولد واجب بتاتے ہیں اس لئے کہ وہ اوس کا مستحق تھا اگر یہ غرور لینے دہو کا نہوتا  
 سو جب اوس ولد کو ملک سید سے ناحق خارج کیا تو اب سید کو بدل اوس کا ملنا چاہئے اور  
 مہر بھی ملے لکن اصح قولین میں یوں کہتا ہے کہ لزوم اس بدل کا ذمہ پر غار ظالم کے ہے  
 جس نے اوس باریہ کو غصب کیا تھا پہلے اوس کو فروخت کر ڈالا اور ذمہ پر معذور مشتری کے  
 اوس قدر لازم ہے جب کا التزام اوس سے عقد میں کیا تھا یعنی فقط شن اب یہی بات کہ  
 صاحب جاریہ مطالبہ فداؤ ولد و مہر کا معذور سے کرے اور معذور مطالبہ اوس کا غار سے کرے یا  
 فقط مطالبہ صاحب جاریہ کا غار ظالم سے چاہے اس میں دو قول ہیں وہ دونوں دور روایت  
 ہیں امام احمد سے درمیان امت کے اس میں تنازع نہیں ہے کہ وہ وظی حرام نہ تھی اور وہ بکہ  
 ولد رشہ ہے نہ ولد ذنیہ تو حلال کا بچہ ہوا نہ حرام کا اسی طرح سائر ان صورت میں متنازع نہیں  
 کیا ہے کہ اکل و اللبس و واطی عالم پر اثم نہیں ہے بلکہ تنازع ضمان میں ہے کیونکہ ضمان  
 یاب عدل سے ہے جو حق میں آدمیوں کے واجب ہے اور عہد و خطا میں واجب آتا ہے

وما كان لمومن ان يقتل مرمنا الا خطأ ومقتل مرمنا خطأ فخره بقربة مرمونة  
 ودية مسلمة الى اهله الا ان يصد قوا معلوم ہوگا قاتل نفس براہ خطا نہ آثم ہے نہ  
 فاسق لیکن او سپردیت لازم آتی ہے اسی طرح جسے کوئی مال معصوب براہ خطا تلف کر دیا ہو  
 بدل اوسکا لازم ہے کوئی گناہ او سپر نہیں آتا میان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آثم منتفی ہوتا  
 ہے ہمراہ عدم علم کے اس صورت میں سارے اموال جو بائیں تین اہل اسلام و اہل کتاب کے ہیں اور  
 کسی ذلالت و امارت سے اولیٰ کا معصوب یا مقبوض ہو یا قبض ناجائز معلوم نہیں ہے جسکے سبب سے  
 قابض کے ساتھ معاملہ کرنا روا نہ ہو معاملہ کرنا ساتھ اوکے اوس مال میں بلاربے نزاع است  
 کے درست ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ غالب اموال لوگوں کے اسی طرح پر ہیں اور وہ قبض  
 جو مفید ملک نہیں ہوتا ہے ظلم محض ہے رہا وہ مال جو قبض فاسد مقبوض ہے جیسے رہا و میسر لینے  
 جو اوجیر یا وہ مفید ملک ہے یا نہیں سو ہمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ مفید ملک ہے ابو حنیفہ رحم  
 اسی طرف گئے ہیں و سہ قول یہ ہے کہ مفید ملک نہیں ہے شافعی واحد کا مذہب معروف  
 یہی ہے تیسرا قول یہ ہے کہ اگر گویا تو مفید ملک ہے اور اگر رد کرنا اوسکا مالک کو ممکن ہے اور وہ  
 فسخ میں متغیر نہیں ہوا ہے تو افادہ ملک نہیں کر لیا مذہب مالک اسنطر حرجی ہے شیخ الاسلام  
 ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں سمجھئے ان امور و قواعد کا بسط اور حکمت کیا ہے یہاں تو فقط اوں قواعد  
 شریفہ پر گاہ کیا گیا ہے جو نسخ یا باشتباہ ہیں اس اصل میں جو کہ منجملہ ایک اصول اسلام  
 کے ہے جس طرح کہ امام احمد وغیرہ نے کہا ہے کہ دار مدار اصول اسلام کا تین حدیثوں پر ہے  
 ایک الاحلال بآیہ و النحر بآیہ و امر دوسری انما الاعمال بالذیات الخ تیسری من عمل عملا  
 ليس عليه امرنا فهو مكروه کیونکہ اعمال و طرح ہوتے ہیں ایک مامود دوسرے مخلو و سوا حدیث  
 اول میں ذکر خطوط کا ہے مامود وہ ہے جسکا قصد قلب و نیت لے کیا ہے رہا عمل ظاہر  
 سوا وہ کام مشروع ہے جو موافق سنت کے ہو فضیل بن عیاض نے قولہ لیلو کہ  
 ایکرا احسن عمل میں کہا ہے یعنی اخلصہ و اصولہ پوچھا اسے ابو علی اخلص و

اصوب عمل کیا ہے کما عمل حب خالص ہوگا اور صواب نہ ہوگا یا صواب ہوگا اور حلف الص نہ ہوگا  
تو قبول نہ ہوگا حب تک کہ خالص و صواب و دونوں نہ ہو خالص یہ کہ خاص اللہ کے لئے ہو صواب یہ کہ  
سوافق سنت کے ہو اب اس تقریر سے جو یہاں تک پہنچے فکر کی یہ بات روشن ہو گئی کہ قول  
قائل کا کہ اکل حلال متغذ و دشوار ہے اور وجود اور سکا اس زمانہ میں ناممکن و محال ہے مخالف  
اجماع ہے بلکہ اس سوال خلق پر حلال ہی غالب ہے اور بہ نسبت حرام کے سہل تر ہے مقول  
اس قول کے بعض طوائف متقدمہ و متصفوہ ہیں اور کبار مشائخ عراق سے جس نے یہ بات کہی ہے  
ہم اس کو سکو جانتے پہچانتے ہیں اور شاید یہ قول او نہیں کے پاس سے نزدیک شیوخ مصر کے  
منتقل ہو کر آیا ہے لکن قائل اس قول پر لازم ہے کہ دروازہ اکل کو سدود کر دے بلکہ یوں  
کہہ دے کہ اس عہد میں کوئی راہ طرف درج کے نہیں ہے پہر قائل مذکور نے یہ بھی ذکر کیا  
ہے کہ جب یہ دشواری شیری تو اب کیا کرے کیا نکمے لکھن اس دم اور سکا استحضار نہیں ہے  
عاقلاً کو تدبیر کرنا چاہئے کہ جو کوئی شخص قانون نبوی محمدی شرعی سے جیسے کتاب و سنت اجماع  
سلف است و ائمہ دلیل ہے باہر نکلے گا وہ ضرور اس امر کا محتاج ہوگا کہ کوئی اور قانون بدعی  
متناقض لگا لے جس کو عقل و دین و دونوں نہ ذکر نیلے لکن اگر مجتہد متحرری طاعت خدا و رسول  
ہوگا تو اللہ اس کے اجتہاد پر اس کو ثواب دے گا اور اگر خطا کرے گا تو اللہ بخشنے والا ہے ربنا اغفر لنا  
و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان و لا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک  
سرور رحیم **ف** رہی یہ بات کہ واقعہ منصورہ میں جب تقسیم غنائم کی نہ ہوئی تو اوسمین  
مشبہ داخل ہو گیا سو کلام اس مسئلہ پر دو طرح سے ہے ایک یہ بات کہ جو حرام محض امور مرد  
میں مختلط ہو گیا ہے جیسے مال غصب جیسے ولایت و قلع و اہل فتن قدرت رکھتے ہیں اور  
داخل خیانت معاملات میں جو اس اختلاط سے بھی بیشتر ہوتی ہے خصوصاً ان بلا و صریح میں  
کہ وہ بہ نسبت اقلہ شام و مغرب کے اکثر ہے ظلم میں اس کے کہ بعض لوگ بعض دیگر پر  
براہ خیانت و محمد حق ظلم کرتے ہیں اور طرف سے متولین ناحق کے کثرت سے ظلم ہو کر رہا ہے

سو احالہ تحریم کا اس امر پر ادا کی تر ہے احالہ تحریم سے منع نام پر دوسرے یہ کہ ہم نے بابت ان منع نام  
 کے مذاہب فقہاء کو ذکر کر دیا ہے اور بیان کر دیا کہ جب امام نے اذن اخذ کا بغیر قسم و پید یا تو  
 یہ جائز ہوا اور اگر جائز نہیں ہے تو یہی جس کیسے بقدر اپنے حق کے لے لیا ہے تو وہ جائز  
 ہے اور اگر بقدر حق سے زیادہ ستانہ کی ہے اور واپس کرنا اس کا اصحاب مال پر بوجہ عدم  
 علم مستقر ہو گیا ہے تو پھر اس کو طرے سے اذن اصحاب کے تصدق کر دے اور اگر تصدق  
 نہیں کیا ہے بلکہ اذین تصرف کر لیا ہے تو پھر اس مال میں سے جس کے پاس کچھ پہنچا  
 اور اس کو حال اس مال کا معلوم نہیں ہے تو یہ مال ہذا دسپہ حرام ہے اور نہ کچھ اس بات  
 اوپر گناہ ہے یہی بات کہ یہ حکم سائر مفسدات مذکورہ میں جاری ہو سکتا ہے یا نہیں سو  
 اس میں اختلاف ہے مگر بیان مذکور سے یہ بات تو میں ہو چکی ہے کہ جس نے اپنی جان کو اجا  
 میں دیا یا اپنا جانور گرایہ پر چلایا یا اپنی زمین دیکھ قیمت یا اجرت لی تو یہ کچھ اوپر حرام نہیں  
 ہے خواہ اس کو یہ بات معلوم ہو کہ یہ قیمت و مزدوری حلال ہے واسطے مالک کے یا اس کا  
 حال معلوم نہیں ہے بلکہ مستور ہے مگر یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ مالک نے اس مال  
 کو غصب کیا ہے یا چور یا ہے یا بوجہ ناجائز و مباح قبض کیا ہے جبکہ لینا شرع و اجرت  
 میں درست نہیں ہے تو یہ جگہ تراعی کی ہے فقہاء و علمائے **ف** یہ قول قائل کا کہ دہم  
 نے کس طرح تعین کو قبول کیا جبکہ وجہ سے سبب مفسد حرام ہو گیا اور کس طرح تعین کو قبول کیا  
 جبکہ وجہ سے سبب شروع حلال ٹھہر گیا سو اس کی صورت یہ ہے کہ درہم قابل تعین ہے حرام یا تو  
 اور محرم یا کسب میں اول کی مثال خر ہے کہ جب تک عقیقہ ترا حلال ظاہر تھا باتفاق علماء جب ضرورت  
 تو حرام ہو گیا پھر خر سے بفضل خدا بغیر قصد سرکہ بنگیا تو حلال ٹھہرا باتفاق علماء اختلاف اذین  
 جس کی تخمیر و تقلیل کا قصد کیا گیا ہے اسی طرح سائر نجاسات میں تنازع ہے جیسے خریر جبکہ نمک  
 ہو جاوے اور نجاست جبکہ رکھ بجا لے لیے بعض نے کہا پاک نہیں ہوتا یہی قول ہے شافعی  
 کا اور ایک قول مالک و احمد کا وہ اصح دوسرے کی مثال آب مفسد ہے کہ وہ حرام ہے اس لئے

کہ ظالم نے اوس پر براہ ظلم قبضہ کر لیا ہے پہر اگر حق سے قابض ہو گا تو مباح ہو جائیگا مثلاً مالک  
 مال غاصب مذکور کو اذن اوس کا دیدے یا جہد کر دے یا اوس کے ہاتھ فروخت کر دے یا خود  
 مالک اوس کا یا ولی یا وکیل مالک کا اوس کو اپنے قبض میں لے لے پہر اگر غاصب نے وہ پانی اسے  
 شخص کو دیدیا ہے جب کو یہ بات معلوم نہیں ہے کہ وہ پانی مقصوب ہے تو اس کا لینا قبض کرنا  
 حق سے ہے نہ ناحق سے اس لئے کہ اللہ پاک نے اس شخص کو تکلیف امرنا معلوم کی نہیں کی  
 ہے اسی طرح حال اوس شخص کا ہے جسے اس قابض سے اوس پانی کو براہ حق لیا ہے  
 اقصی کلام شیخ الاسلام رحمہ اللہ تعالیٰ وایا نا بحسبہ السابقتہ علی غصبہ وحبنا عن  
 حرام المال و غصبہ بعد ذکرہ آمین **ف** حدیث نعمان بن بشیر من نزدیک بخین  
 وغیرہ کے حلال و حرام کا بتین ہونا فرما کر بشار شاہ کیا ہے کہ ان دونوں کے درمیان میں امور  
 مشتبہ ہیں بہر اذن امور شکیہ کے ترک کرنے کو فرمایا ہے تو تفسیر مشتبہات میں اہل علم کا  
 اختلاف ہے کسی نے کہا مشتبہات وہ ہیں جنہیں تقارین و دلیلون کا ہے کیسے کہ وہ ہیں  
 جنہیں اختلاف علما کا ہے کیسے کہ امرا و قسیر مکر وہ ہے کیونکہ فعل و ترک دونوں اوس کو اپنی  
 اپنی طرف کھینچتے ہیں کیسے کہ امرا و مباح ہے یہ چار قول ہوئے مؤید قول اول و ثانی  
 لفظ بخاری ہے کا یصلحاً کثیر من الناس تریذی کا لفظ یہ ہے کا یدری کثیر  
 من الناس امن الحلال ہی ام من الحرام مفہوم لفظ کثیر کا یہ ہے کہ معرفت مشتبہات  
 کی ممکن ہے لکن متوطرے لوگ اوس کو جانتے ہیں جیسے مجتہدین اس تقدیر پر وقوع  
 شبہات کا حق میں غیر مجتہدین کے اس طرح ہوتا ہے کہ او کو ترجیح ایک دلیل کی دلیلون  
 میں سے ظاہر نہیں ہوتی مؤید قول سوم و چہارم کی روایت ابن حبان ہے بلطف اجعلوا  
 بینکم و بین الحرام سائرۃ من الحلال من فعل استبرا لدینہ و عرضہ اس فقہ  
 پر حدیث متضمن ہے تقسیم احکام کو طرف تین چیزوں کے اور یہ تقسیم صحیح ہے بعض مشائخ  
 علم نے کہا ہے کہ استکثار مباح سے آدمی مکروہ میں اور استکثار مکروہ سے مجرم میں پڑ جاتا ہے

تفسیر مشتبہات

فتح الباری میں وجہ اول کو ترجیح دی ہے پہرہ بھی کہا ہے کہ سب وجوہ کا مراد ہونا بھی کچھ بعید نہیں ہے یہ وجوہ باختلاف مردم مختلف ہوتی ہیں انتہائی لکھن تفسیر اول و دوم صحیح ہے وجہ صحت کی دلیل الطالب میں ذکر کی گئی ہے مشتبہ بین توقف کرنا چاہئے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ کچھ خیل وضع کا حلال ہے دوسرے نے کہا کہ حرام ہے یا ایک نے شراب ہنیدہ و مثلاً کو حلال بتایا اور دوسرے نے حرام سمجھایا یا ایک نے کہا بیع فسیہ حلال ہے اور دوسرے نے کہا کہ حرام ہے تو اس جگہ شان ایما نہ اس کی یہ ہے کہ ان اشیاء کو ترک کر دے کیونکہ اس جگہ یہ وقف ایسا مسلک ہے کہ ہر ایک ان علما میں سے ساتھ اوسکے راضی رہ سکتا ہے رضا قائل تحریم کی خود ظاہر ہے اور رضا قائل تسخیل کی اس طرح ہو سکتی ہے کہ وہ یہ بات نہیں کہتا ہے کہ ان چیزوں کا اکل یا تعامل واجب ہے بلکہ غایت قول اوسکا یہ ہے کہ یہ اشیاء حلال ہیں اور فعل ترک اونکا جائز ہے اس صورت میں تارک نزدیک و دوزن عالم کے مصیب رہیگا پس ورع محمود اس حالت میں یہی وقف ٹھیک اور وجہ جس طرح کہ ترک میں ہوتا ہے اسی طرح فعل میں بھی ہوتا ہے مثلاً ایک عالم نے کہا کہ غسل جمعہ واجب ہے اور دوسرے نے کہا کہ واجب نہیں ہے تو ورع اس جگہ یہی ہے کہ غسل کرے کیونکہ عدم وجوب کچھ مانع غسل سے نہیں ہے بلکہ غسل میں ترغیب آئی ہے گو واجب نہ ہو اور جو اوسکو واجب نہیں کہتا ہے وہ کچھ قائل عدم جواز کا نہیں ہے بلکہ مسنون یا مندوب بتاتا ہے سو جس جگہ تعارض اولہ کا درمیان تحریم و کراہت اور درمیان حلت و جواز کے ہو وہاں ورع ترک میں ہوتا ہے اور جہاں تعارض درمیان وجوب و ندب اور درمیان اباحت و استحباب کے ہو وہاں ورع فعل میں ہوگا ہے بان اگر تعارض اولہ کا درمیان تحریم و کراہت اور درمیان وجوب یا ندب کے ہو تو وہ جگہ البتہ مقام ضنک و موطن صعب و عقبتہ کمو و ہے جیسے کہ اوقات کراہت میں نہی آئی ہے نماز سے اور نماز ہے نماز تحیت المسجر کا اس جگہ بعض نے کہا ورع ترک میں ہے لکن اصح یہ ہے کہ ایسی جگہ میں موقع بچا کر مسجد میں آئے تفصیل اس قول کی دلیل ظاہر



میں ہے **ف** حلال بین وہ ہے جسکی تحلیل پر نفس وارد ہے حرام بین وہ ہے جسکی تحریم  
 منصوص ہے پس جس چیز کے مباح ہونے پر شارع نے نفس کی ہے وہ جنس حلال بین  
 سے ہے یا جس چیز سے سکوت کیا ہے اور وہ چیز مخالف شرع ماقبل یا دلیل عقل کی نہیں ہے  
 تو وہ بھی داخل حلال بین ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے وما سکت عنه فهو وما كان  
 سربك نسيا سوا لیسا مباح جبکہ ذریعہ وقوع کا حرام میں نہ تو وہ بے شبہ شکیات میں  
 سندیج نہوگا ہاں جو مباح ذریعہ حرام ہو سکے اوس سے توقف کرنا داخل ورع ہے جیسے استمتاع  
 زوجہ سے حالت حیض میں باعداسی پس و پیش کیونکہ اکثر لوگ مالک نفس کے نہیں ہوتے  
 ہیں اسی لئے یہ کہا ہے کہ ورع ترک کرنا مالک باس یہ کا ہے ڈر سے مایہ باس کے  
 اس باب میں سلف بڑے محتاط تھے بعض لوگوں نے سالہا سال تک تبسم کیا ابن سیرین  
 نے تیل خرید کیا تھا تجارت کو ایک مشکیزہ میں ایک چوبابا یا ٹھکان کیا کہ شاید عصر میں ٹپ گیا چوگا  
 سارا تیل ہیک دیا اوس سے نفع نہ لیا ایک بار ایک مال خرید کیا تھا اوہیں بارہ سو درہم کا نفع ہوا  
 دل میں شک پڑا کہ ڈال سے مال پر اتنا نفع یعنی چھ اوسکو چوڑ دیا ہشام نے کہا واللہ یہ کچھ سود  
 نہیں ہے نو دوسو دسشت کی کچھ نہ کہاتے تھے پوچھا تو کہا ایام قدیم میں یہ باغات ہاتھ میں ظالموں  
 کے تھی معلوم نہیں کہ دخل وخرج اور نکا کس طرح پر تاغیر شکہ سلف کی مسالک ورع میں آئے  
 تھے کہ خلف او سپر سالک نہیں ہو سکتے ہیں شارع نے اسی طرف اشارہ کیا ہے دح مایو مایک  
 الی ماکیر بیک اسکو ترمذی نے حسن سبط سے روایت کیا ہے اور حاکم وابن حبان نے  
 صحیح بتایا ہے دوسری حدیث میں آیا ہے استفت قلبک ولو اقاتک المفتون سر الا احمد  
 وابو یعلی والطبرانی من حدیث رابصة مرفوعاً اسی باب سے یہ حدیث بھی ہر الاثر  
 ما حاک فی صدرک وکرهت ان یطلع علیہ الناس بلکہ اس بارہ میں خود ہی حدیث  
 شکیات کفایت کرتی ہے اسی لئے اہل علم نے اس حدیث کو رابع اربعہ اور احادیث  
 کا ضمیر لیا ہے جو پر وارد را احکام اسلام وقوا عدوین وفضوا بطر شرع کا ہے بلکہ ابن العربی نے

کہا ہے کہ سارے احکام اسی ایک حدیث سے نکل سکتے ہیں غرضکہ وریح اسکا نام نہیں  
 ہے کہ سارے مباحات کو ترک کر دی بلکہ اس مباح کی ترک کر نیکا نام ہے جسکو وقوع  
 حرام میں داخل ہوتا ہے **ف** رہا مکروہ و سودہ بالکل مشتبہ ہے کیونکہ اسکا حلال بننا یا حرام بننا  
 ہونا شارع سے نہیں آیا ہے بلکہ یہ مکروہ ایک واسطہ ہے درمیان ان دونوں کے  
 بلکہ اخف شے جس پر نام مشتبہ کا جاری کر سکیں یہی مکروہ ہے مجتہد کو شناخت مکروہ  
 کی اولہ سے دریافت ہو سکتی ہے سو جو چیز کہ اسکا مباح ہونا ظاہر نہیں ہوا ہے وہ داخل مشتبہات  
 ہے اسی طرح وہ چیز جس سے سنی کسی حدیث ضعیف میں آئی ہے گو درجہ اعتبار کو نہ پہنچی ہو  
 اور وضعی ہونا اسکا ظاہر نہ ہوا ہو داخل مشتبہ ہے ایسے ہی مشتبہات کے بارہ میں  
 حفرک نے فرمایا ہے الموصون وقانون عند الشبہات سوشبہات امور چند قسم  
 ٹیپے ایک وہ جنہیں قمار میں اولہ کا ہے دوسرے وہ جنہیں اختلاف علماء کا ہے تیسرے  
 وہ بعض مباح جو بعض احوال میں ذریعہ حرام یا وسیلہ ترک واجب ہوتے ہیں یا اکثر  
 اولہ کا وہی طرف ان دونوں امر کے ہوتا ہے اگرچہ نا درگاہ ہوتے سارے مکروہات یہ  
 سخن مجتہد و مقلد دونوں کے مشتبہ ہیں یا پنچویں وہ چیز جسکی اباحت و عدم اباحت  
 میں شک ہو چوٹی وہ شے جسکی سنی میں کوئی حدیث ضعیف آئی ہے یہ دونوں قسم اخیر حق میں  
 مجتہد و مقلد دونوں کی شبہات ہوتی ہیں **ف** بخلاف اسکے جو بمنزلہ حدیث ضعیف کے  
 ہیں ایک قیاس ہے لکن جبکہ وہ قیاس ایسے مسلک سے ہو کہ بعض اہل علم اسکے قائل  
 ہوں اور نزاع اوسمیں باعتبار صحت و بطلان و استدلال و رد کے بکثرت واقع ہوا ہو  
 پس وہ تحریم جو ایسے قیاس سے ثابت ہوگی بخلاف مشتبہات کے ٹیپے چہرے حکم اوس تحلیل کا  
 ہے جو اس طرح کے قیاس سے ثابت ہوگی پس احتیاط کرنا اسکے قائل و ترک میں داخل  
 وریح ہوگا اسمیں شک نہیں ہے کہ شبہ سارے ان افعال سے تعلق رکھتا ہے جکا انسان  
 مباشر ہوتا ہے جیسے مالکات مشروبات منکوحات متال غول و مشروب کی اوپر گزر چکی جیسے غسل

و شرب مثلث رہا نکاح اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عورت کہے کہ میں نے ان میان بی بی کو دیکھا  
 پلایا ہے اور سوا سی اوس ایک عورت کے اور کوئی وجہ ثبوت رضاعت کی موجود نہ ہو اور اقلہ  
 اس جگہ متعارض ہوں تو ایسی صورت میں یہ امر شبہ ہو گا اور وجہ اوسکے ترک میں ٹھہرے گا  
 حدیث شریف میں آیا ہے کیف وقد قیل یہی حکم ساری النساء ان عقیقہ فاسدہ اور معاملہ  
 بیوع کا ہے کہ وقت اشتباہ کے وقوف کرنا اور نہیں داخل ورجع ہوتا ہے اور اقلہ کم کرنا اور نہیں  
 اقدام کرنا ہے شبہات امور پر حکایت بعض علما سے مروی ہے کہ ایک جنت اسلام  
 میں جو اسکے شہر سے نزدیک تھی غارت گری ہو گئی اور نہون نے سارے ماکولات لحم و حب وغیرہ  
 کو جو اسکے شہر میں آتا تھا ایک سال تک کھانا چور کر گماں کھانے پر قناعت کی مگر یہ اگر علما  
 نے اس بارہ میں اوپر ملامت کی مگر انہوں نے کیسی بات نہ سنی ذکر کہ الحافظ ابن القیصر  
 فی الکحل الطیب سواسمیں کچھ شک نہیں ہے کہ ایسے امور منہویہ مظنہ اختلاف کے ہوتے  
 ہیں اعتنا اب اولیٰ باب اعتنا شبہات سے ہے اہل ورجع ایسا کیا کرتے ہیں لیکن جو کہ یہ  
 اعتنا ہمراہ تجویز اختلاف کے ہے ایسے فاعل اوسکا لائق مقت کے نہیں ہو سکتا ہے ہاں اتنی  
 بات ہے کہ اکل عشب پر حجم ہانا ایک طرح کا غلو ہے مین میں یہ کیا ضرور ہے کہ اوس کا وزن  
 یا شہر میں کسیکے پاس ہی کوئی رزق حلال موجود نہ ہو تلاش فقہ سے میسر آنا اہل حلال کا  
 ممکن نہ ہو نہ کسی اور جگہ نقل مکان ہو سکتا تھا ہاں رزق حلال میسر آ سکتا ہے اگرچہ نفع  
 سند ہی کیون نہ جس طرح کہ امام مذہبی کے باپ اوسکے وطن سے واسطے اوسکے قوت پہنچتے  
 تھے ہاں اگر کسی طرح پر قدرت استخراج خالص کے شاہد حرام سے اور طاقت استحصال حلال کی  
 غیر ملے بوجہ شدت اختلاف منکر کی ساتھ معروف کے حاصل نہ ہو سکے اور کوئی رستہ طرف  
 رزق حلال کے باقی نہ ہے اور یہ اشتباہ و اختلاف نفس الامر میں مقتضای شرع ہوا قی  
 ہو اور کسی وسوسہ سے پیدا نہ ہو تو البتہ اس صورت میں عدول طرف اکل عشب کے ہو سکتا  
 لیکن اس شرط سے کہ ضرر نہ کرے اور سد رزق پر ہی مذرت نہ ہو بلکہ ایسی صورت میں

تو شارع نے تناول کرنا مال حرام بحت کا بغور سد رفق مباح فرمادیا ہے پھر اوس چیز کا کیا ذکر ہے جو حرام بحت نہ ہو بلکہ حلال مختلط مجرام ہو **نکتہ** اتقوا شبهات کفرناستہ مالکولات و مشروبات ہی کی بنیاد ہے بلکہ عام ہے سارے افعال و اعتقادات و عبادات میں اسکی تفصیل دلیل الطالب میں لکھی گئی ہے اور حکم پھر شبہ کا کسی شے میں ہو تو قوف ہے نزدیک اشتباہ کے اور مجتنب رہنا اوس سے تاکہ کہ میں محرمات میں نہ پڑ جا عیاذ باللہ واللہ اعلم بالصواب

**خاتمہ اس بیان میں کہ سب ق کرنا واسطی اپنے او  
اہل و عیال کے اور طلب کرنا اسوگی کا مال سے منع نہیں ہے**

بعض قاصرین کا یہ اعتقاد ہے کہ طلب کرنا غنا کا واسطی عیال کے اور داخل ہونا اسباب تحصیل مال حلال میں حرج ہو طریقہ صحابی اسے بلکہ مخالف ہدیٰ مرسلین و مبائین مسلک زائد ہے سو یہ اعتقاد اولکاوہم عظیم و جہل کبیر ہے کیونکہ یہ طلب خود سید المرسلین امام الزاہدین رئیس الصالحین صلعم سے ثابت ہوئی ہے حضرت نے سوال غنا کا اپنے رب سے کیا ہے صحیحین وغیرہ میں آیا ہے اللہم انی اسئلك الهدی والتقی والعفان والعنا اس بارہ میں بہت سی احادیث آئی ہیں ع یہ طلب تو اپنے طرف سے ہے اور او دہر سے دیکھے کیا ملے ہ اور خود اللہ پاک نے حضرت پر منت غنا کی رکھی ہے قال سبحانہ و تعالیٰ و وجدك عائلا فاغنی اور شیخین وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت نے اپنے خادم انس رضی اللہ عنہ کو دعای غنادی تھی یہ بھی صحیح میں وارد ہے کہ فرمایا اللہم انی اعوذ بک من الجوع فانہ یبئس الضعیف اور عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا ما جاءک من هذا المال ف انت غیر مستشرف ولا سائل فخذہ وما لا فلا تتبعہ نفسك یعنی جو مال تجھ کو دیا

ملے وہ تولے لے اور جو نہ ملے تو اسکی فکر نہ کر اور احادیث صحیحہ میں نہیں آئی ہے مسئلہ یعنی  
 سوال سے مگر بادشاہ سے مانگنا جائز ہے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایت کی ہے  
 رب انی لما ازلت الی من خیر فقیر مراد خیر سے مال ہے اور یوسف علیہ السلام سے نقل  
 فرمایا ہے کہ اوہنوں نے عزیز مصر سے کہا تھا اجعلنی علی خزائن الہیاء ایوب علیہ السلام  
 نے جب دیکھا کہ اس کے پاس سونے کی بڑیاں گر تھیں لگے او کو سمیٹنے اللہ نے فرمایا الع  
 اخذک من ہذا کیا میں نے تجھ کو اس کے لینے سے غنی نہیں کیا ہے اوہنوں نے عرض کیا و لکن  
 لا غنی لی عنہ برکتک یہ قصہ حدیث صحیح میں آیا ہے عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے حکایت  
 کیا ہے کہ اوہنوں نے یون کہاد و اسر زقا و انت خیر الرازقین اسی جملہ سے یہ سوال حسن  
 دنیا کا ہے اس آیت پاک میں ومنہم من یقول ربنا آتانی الدنیا حسنة و فی الاخرۃ حسنة و قنا  
 عذاب النار اولئک لعمر نصیب مما کسبوا **وقولہ تعالیٰ** و اخری تحبونها  
 نصر من اللہ و فتح قریب **الی قولہ** و اسر زقا و انت خیر الرازقین حاصل یہ میل  
 کہ طلب رزق ایسی چیز ہے جو غالب عباد انبیاء و علماء و ذراہدین و صلحا اسے ثابت و واقع  
 ہوئی ہے بلکہ اگر کوئی شخص یہ بات کہے کہ سارے عباد طالب رزق خدا ہیں تو سبھی کچھ عیب  
 نہیں ہے اس لئے کہ وہ سب کے سب اللہ سے سوال اس طار و صلاح شمار و برکت فی الارزاق  
 کا کرتے ہیں عین طلب رزق ہے جو سارے بنی آدم سے ظاہر ہوتی ہے انہیں جو لوگ متورع  
 متقی پرہیزگار ہیں ان کا سوال مقید بوجہ حلال ہوتا ہے دعا مانگنا خود ایک سعی ہے تحصیل  
 رزق میں اسی طرح سارے اسباب تحصیل رزق کے باوجود اختلاف انواع و تباہن طرق کے  
 داخل سعی ہیں چندین شکل از برای اکل اس کا سنگر گویا سنگر ایسی چیز ہے جو ہر فرد بشر کو از برای  
 آدم میں سے معلوم ہے ذرا اس حال کو تو دیکھو جس پر صحابہ پیام نبوت میں تھے ہر صحابی اور میں سے  
 تعلق رکھتا تھا ساتھ ایک طرح کے سبب کے اسباب رزق سے کوئی سا بھی سبب کیون نہوتا اور  
 جو انہیں ان اسباب سے عاجز نہتا تو جو رزق و مال اس کے پاس آتا وہ اس کو قبول کر لیتا جیسے کہ

انکا وقوف نصفہ پر یہ بھی باب طلب رزق سے تھا اسی طرح بعد ایام نبوت کے حال رہا کہ خلفاء  
راشدین اپنا انصیب و حصہ بقدر اپنی احتیاج و احتیاج اہل و عیال کے بروجہ عدل و طرہ فقہ زہد  
لے لیتے تھے حالانکہ وہ ازہر عباد تھے دنیا میں اسی طرح جو صحابہ بعد القضاہ خلافت نئی سالہ نبوت  
کے تھے لقولہ صلح الخلافۃ بعدی ثلثون عاما اور نکا بھی یہی حال تھا جب زمانہ  
خلافت کا گزر گیا اور ملک گز نہ آیا تب بھی صحابہ امرا المسلمین کا قصد مکہ کے جاتے اور اسنے اپنا  
حق بیت المال میں سے مانگتے اور جو کچھ وہ دیتے یہ قبول کر لیتے بدون کشف حقیقت حال کے  
سویہ اگر طلب کرنا رزق کا نہ تھا تو پھر کیا تھا یہی حال بعد صحابہ کے تابعین کا رہا یہ دونوں قرنی  
غیر قرون میں سے تھے بعض احادیث صحیحہ پر انہیں ایسے لوگ بھی تھے جو تائمن بالامر کی طرف سے  
مستولی اعمال ہوتے تھے جیسے قضا و امارت بعض بلاد و امارت لشکر کوئی شخص اسکا انکار  
منہیں کر سکتا ہے اور نہ کسی کا اسمین کچھ اختلاف ہے یہ بھی ایک نوع ہے انزع طلب رزق  
سے اگرچہ وہ عمل قربت ہوتا تھا جیسے قضا و امارت حبش وغر و کیونکہ قربت میں ہونا اور اس شخص  
کا کچھ منافی اخذ حاجت کو بیت المال مسلمین سے نہ تھا جب سے ملت اسلامیہ قائم ہوئی ہے  
تب سے اب تک یہی عمل در آمد سارے مسلمانوں کا ساتھ حملہ لوگ اسلام کے رہا ایک عجات  
والی قضا ہوئی ایک جماعت نے منصب افتا کا حاصل کیا ایک جماعت والی بلا دہمیری ایک  
جماعت امیر لشکر بنی ایک جماعت نے عدلیس ملائیں اختیار کی غالب جزایات و وظائف  
بیت المال سے تھے یہ بات کہ لوگ میں بعض ظالم جا رہے تھے میں سویہ بات  
شیک ہے مکن شیخ شخص جو متصل کسی بادشاہ سے ہوا ہے اسنے یہ القوال اسنے منہیں اختیار  
کیا ہے کہ اسنے ظلم پر مددگار بنے بلکہ اسنے اختیار کیا ہے کہ درمیان لوگوں کے موافق حکم  
خدا کے قضا یا افتا کرے یا جس مال کا لینا رعایا سے اللہ نے واجب کیا ہے اسکو اولنے وصول  
کرے یا اگر امیر لشکر ہے تو جسکے ساتھ حکم جنگ کا ہے اسنے ساتھ جہاد کرے یا جسکے عداوت  
رکھنے کا حکم ہے اسنے دشمن بنار ہے سو جب بات یوں ہوئی تو گو کہ وہ بادشاہ اعلیٰ سے اعلیٰ

درجہ کا ظالم کیوں نہ ہو کوئی گناہ اس کے ظلم و ستم کا ان لوگوں کے ذمہ پر نہ لگے گا جبکہ کسی ایک  
 شخص کو انہیں سے کچھ بھی دخل تخفیف ظالم میں ہوگا اگرچہ اقل قلیل و احقہ حقیر ہی سی  
 بلکہ وہ اپنے اس منصب میں باجور باجرا بلغ ٹھہر لگا کیونکہ وہ باوجود اس منصب کے حکم میں  
 اس شخص کے ہے جو کہ طالب حق و کارہ باطل اور ساعی دفع ظلم میں بقدر بلوغ طاقت و حصول  
 قدرت ہے کچھ معین اور کا ظلم پر یا ساعی تقریر ظلم یا تحسین جو میں یا مؤثر و شبہ کا بخوبی  
 ظلم میں نہیں ہے ہاں اگر وہ اپنی جان کو کسی شے میں ان امور سے داخل کر لگا تو طائفہ  
 ظلمہ و فراق جو رہ میں شمار کیا جائیگا اور بخیر خود کے ہوگا سو بہار کلام ایسے لوگوں کے حق  
 میں نہیں ہے بلکہ ان لوگوں کے بارہ میں ہے جو اپنے امور موکاہ و مفوضہ دینیہ کے ساتھ قائل  
 ہو کر رہتے ہیں اور افعال ظلمہ میں مشغول نہیں ہوتے ہیں بلکہ اشتغال اولیٰ کا ساتھ امر معروف  
 یا نہی عن المنکر یا تخفیف ظلم یا تحریف سوء عاقبت ظلم یا وعظ فاعل کے رہتا ہے جس سے بعض  
 شر اور ظلمہ کا منفعہ ہوتا ہے اور یہ گمان تو کسی جاہل ظلم یا عالم کے ساتھ جو نہیں سکتا ہے کہ  
 وہ ظلم ظلمہ میں مداخلت کر لگا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ظلم کرنے سے بیزاری ظاہر کی ہے و ما  
 ظلمناہم و لکن کانوا انفسہم یظلمون و قال و ما ربک بظالم للعبدین و قال و ما  
 یظلم ربک احدا و قال ان اللہ لا یظلم الناس شیئا و قال ان اللہ لا یظلم  
 مثقال ذرۃ و قال و ما اللہ یرید ظلما للعباد و قال و ما ظلمناہم و لکن  
 کانوا ہم الظالمین اس طرح کی اور بہت آیات قرآنیہ آئی ہیں حدیث قدسی میں وارد ہے  
 یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلتہ بینکم صحیحہ تا فلا تظالموا ابو موسیٰ مرفوعاً  
 کہتے ہیں اللہ ملت دیتا ہے ظالم کو ہر جب پکڑتا ہے تو نہیں چھوڑتا پھر یہ آیت پڑھی و کذاک  
 اخذ ربک اذا اخذ القرۃ وھی خالۃ ان اخذہ الیمش من یدس و اہ الشیمان احادیث  
 در باب تحریم ظلم و ذم ظالم و استحقاق عقوبتی ظلم کے بہت آئی ہیں اور سارے مسلمانوں کا  
 تحریم ظلم پر اجماع ہے کیونکہ اس میں خلاف نہیں کیا ہے بلکہ عقلاً و مجمع میں اس پر کہ سب سے

بڑھ کر بدتر نزدیک عقل کے یہی ظلم ہوتا ہے حضرت نے دوبارہ مداخلت ظلمہ قول فصل و حکم  
 عدل فرمایا ہے ترمذی میں دو جگہ آیا ہے کہ جو شخص ابواب ظلمہ پہنچاتا ہے اور تصدیق اور کذب  
 کذب کی اور اعانت اور کفر کی ظلم پر کرتا ہے تو نہ وہ ہمارا ہے اور نہ ہم اس کے ہمین اور نہ وہ دن قیامت  
 کے حوص پر آئیگا اور جو کوئی اور عین زمین گستاخ ہے اور نہ صدق اور نہ کذب کا اور نہ عین اور نہ  
 ظلم پہنچتا ہے وہ ہمارا ہے اور ہم اس کے ہمین وہ قیامت کو میرے پاس حوص پر آئیگا اس سے  
 معلوم ہوا کہ جو شخص پاس ظلمہ کے جاتا آتا ہے لکن تصدیق اور نہ کذب کی یا اعانت اور کفر کی ظلم  
 نہیں کرتا ہے اور نہ اس کے ظلم سے راضی ہوا اور نہ اس ظلم میں اور نکالے ہے تو وہ حضرت کا ہے  
 اور حضرت اس کے ہمین یہ ایک مرتبہ عالیہ اور فضیلت جلیلہ ہے خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ یہ بھی  
 ہو کہ خود ظلم کرے بلکہ ساعی تخفیف ظلم یا موعظت حسنہ میں رہے نہ فری عقل پر یہ بات  
 روشن ہے کہ اگر اہل علم فضل و دین مداخلت سے ملوک و سلاطین و امرا و دروسا و کے باز نہ ہیں  
 تو شریعت مطہرہ بالکل سفل و بریکار ہو جائے اس لئے کہ قائم شریعت محدود الوجود ہے تو سیاری  
 مملکت اسلامیہ احکام شریعیہ میں جیسی دیانت و معاملہ ہے تبدیل مملکت عالمیہ ہو جائے  
 اور جمل عالمگیر ہو جائے اور کلم کھلا مخالفت احکام گنہگار و سنت کی ہونے لگے خصوصاً  
 پادشاہ اور اس کے خواص و اتباع تو پھر سب کچھ کر لیں اور دین اسلام میں ضبط ہو کر سب امور  
 موافق ہونے کے اغراض نفسانی کے ظاہر ہوں استیاحت اموال و فروج و تعطیل مساجد و  
 مدارس و انتہاک حرم و وقوع میں آئے شعرا و اسلام و شرائع خیر الانام جاتے ہیں خصوصاً  
 وہ ملوک جو یہ کام بخوف سلب مملکت و ذل و بابت دولت و تنب اموال ریاست و ہتک حرمت  
 خود کرتے ہیں اور اپنے زوال عزت سے ڈرتے ہیں بلکہ انکو تو ایک راہ طرف مخلص  
 کے اکثر احکام اسلامیہ سے مل جائے اور اس بات کی کہ کہنے کی گنجائش ہاں تہ آئے کہ ہم نے کوئی  
 معلم و نام و ناصح و واعظ و متقیق نہ پایا ہم سے تو اہل علم ہاتھ اور اہل دین دور  
 دور رہتے تھے شیطان کو اور بھی زیادہ اس امر سے خوشی خاطر رہا ہے جو بہر حال جو کہ



لوگ دوطرفہ ہوتے ہیں ایک زاہد بے علم و عابد بے فہم و صاحب درج غنیسہ اور اک مصالح شرعیہ و شعائر دینیہ اسلئے ایک جماعت نے صدارت مواعظ و ارشاد و عباد کی اختیار کی اور اس میں نہایت مبالغہ کیا ان کا مقصد بے شبہ حسن اور ان کا فعل بیشک جمیل ہے لیکن سبب علم و فہم و ادراک کے سمجھنا احوال ظلمہ کے ہو گئے عوام حضار مجالس نے اون مواعظ کو نظر میں قبول کر لیا اس سے وہ جمل پیدا ہوا جس سے ساری دنیا بھر گئی حالانکہ اون کو یہ چاہئے تھا کہ ان امور کو حوالہ علماء کتاب و سنت کرتے جو خلق کو طرف حق معلوم کے بلائے ہیں اور شرع صحیح بتاتے کہ ملتے ہیں دوسرے وہ لوگ ہیں جن کو علم و فضل حاصل ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ یہ مناصب سلطنت و جوہر و سرور و سبب حاصل میں ان کو ملتے اور نفع دنیا بائستہ آتا لیکن جبکہ یہ حصول ہے اون مناصب کے عاجز ہوتے تو بے رغبتی اپنی ظاہر کر کے ترک اختیار سی جتنا لئے لگے اور اہل سنا و نیشہ کو برا بھلا سخت سست سنانے لگے اور ان کی تنقید کرنے لگے بلکہ یوں کہتے ہیں کہ ہم نے ان مناصب کو اسلئے ترک کر دیا ہے کہ انہیں مداخلت ممانعت ملو کہ اور اخذ مال بیت المال سے ہوتا ہے اور یہ لوگ احوال ظلمہ کے ہیں اور حرام غارمی کرتے ہیں حالانکہ حامل اون کو ان امور پر مجرم و جسد و بغی و تحمیر ہے کہ ہم ان کی طرح نہیں ہیں اسلئے اپنا تعفف و درج ظاہر کرتے ہیں اور ان امور میں نیت ان کے فاعل اور مقاصد ان کے کاسد ہیں اور خصال نفاق و ریا و غیبت محرمہ میں بغیر سبب ناحق نار و اگر تار ہیں ہم نے بہت سے لوگ اس طرح کے دیکھے تھے ہیں انہیں اگر کوئی شخص کسی وقت میں کوئی منصب پالیتا ہے تو یہ وہ سب سے زیادہ بدتر نکلتا ہے اور اس کا فعل خلاف اس کے قول کے ہوتا ہے سو ایسا شخص جو معین ظلم ہو یا ستہ یا زبان سے اور ظالم کے لئے اور کا ظلم وار کہے اور جو مدح و ستانہ چاہئے وہ اس ظالم کی تعریف کرے تو وہ جنس ظلمہ میں مورد ہے کیونکہ ظلم جس طرح ہا تہ سے ہوتا ہے اسی طرح زبان و قلم سے بھی ہوتا ہے لہذا اس سے بھی زیادہ شدید ہوتا ہے ہمارا کلام تو حق میں اون لوگوں کے ہے جو متصل ملوک کے ہیں اور امانت ظلم پر نہیں کرتے اور نڈاؤنگے شریک حال رہتے ہیں یا تہ و زبا

وقلم سے بلکہ مقصود انکا اس اتصال سے یہی ہے کہ حتی الامکان استعانت انفاذ احکام  
 شرع پر چاہیں اور جہاں تک ممکن ہو امر معروف و نہی منکر بجا لائیں مثلاً ایک عالم منکر ارعایا  
 کو دیکھتا ہے اور قدرت تغیب کی ہمیں رکھتا ہے مگر جبکہ اسکی رسائی سلطان وقت  
 تک ہو اور اس سے دفع منکر پر مدد ملی تو ایسے شخص کے لئے متصل ہونا ملوک سے بخیر  
 اجر عظیم ہے اسی طرح جبکہ اسکو قدرت فصل خصوصیات و ارشاد الی الطاعات پر بغیر اراد  
 پادشاہ نہ تو اسکو متصل ہونا پادشاہ سے اس غرض صحیح کے لئے جائز ہے یا پادشاہ  
 کے وزراء و امراء و اخوان و خواص ظلم کرتے ہیں اور اسکو اس کے دفع پر قدرت نہیں ہے  
 مگر جبکہ پادشاہ سے اتصال حاصل ہو تو یہ بھی ایک صورت جائزہ ہے یا پادشاہ بعض  
 احوال میں اسکی نصیحت و معذرت کو سنتا ہے اور فعل منکرات سے باز رہتا ہے یا ہمیں  
 تخفیف کرتا ہے تو یہ بھی مسوغ صحیح ہے **ف** بعض سلف نے خوبیات کہی ہے کہ لحد طاعات  
 کثیرہ و معاصی کثیرہ سے بچنا طاعات ملوک کے امتن راہ امن ضعیف انصاف مظلوم از  
 ظالم رفع مظلمہ دفع اہل کفر و لعنی بجمہاد حفظ حرمت اقامت حدود شرعیہ ابراہ قصاص و تعزیرات  
 قیام بحقوق واجبہ رعایا و برائے نصب قضاة واسطے فصل خصوصیات کے بطریق شرعی نصب بل امتثال  
 بغرض امر معروف و نہی منکر احیاء و عمارت و اہل افتادہ امسال اہل جہاد و فساد و غیر ذلک ہیں  
 کیونکہ اکثر مقلد کا یہی حال ہے کہ اگر ملوک نہ تو یہ وہ افاضل و مہتمم کریں جنکا کچھ حساب نہیں ہے  
 سارے واجبات ترک ہو جائیں سارے منکرات عمل میں آئیں اور ایسے لوگ جو اللہ پاک کی ڈر سے  
 فاضل طاعات ترک منکرات ہوں اقل قلیل بلکہ نادر الوجود ہوتے ہیں رہے معاصی ملوک کے  
 سو وہ بھی بہت سخت ہیں جیسے غزنی کرنا اموال محترمہ کا حلال کر لینا فروج محرمہ کا اسباح  
 سمجھ لینا یا ایک آدمی کے قصور پر سارے اہل قریہ کا ہلاک کر دینا یا اموال رعایا میں طمع  
 کرنا برخلاف قانون شریعت مطہرہ کے اور تحصیل مال کے لئے طرح طرح کے جال کشیدہ کرنا  
 کے بچانا اور واسطے ایفاء ظلم کے ذرائع ہمہ پہنچانا افعال فسق و فجور میں مبتلا رہنا اموال

خدا کا مولعب میں صرف کرنا الی غیر ذلک یہ کام اسلئے ہوتے ہیں کہ بادشاہ یہ جانتا ہو کہ مجھ کو  
 ہر طرح کی قدرت حاصل ہے مجھ پر کسی کی حکومت نہیں ہے اور ایسے ملوک جو ان افعال و صفات  
 و مقام سے محفوظ ہیں بہت کم ہوتے ہیں الاھو شجاع اللہ و عصہ و سرحد حکایت  
 بعض سلاطین اسلام کی مجلس میں اہل لغو و فسوق جمع ہوتے تھے اس شہر میں ایک  
 مرد صالح تھاجس منکر کی او سکھو غیر لگتی یا طرف خمر دیکھ پاتا او سپر انکار کرتا او سکھو سٹا تا ایک  
 دن گزرا اس شخص کا نیچے سے مکان سلطان کے جو بعض جلسہ سلطان نے کہا یہ فلاں  
 شخص ہے کہ جب کسی آدمی کے ہاتھ میں برتن شراب کا دیکھتا ہے تو او سکھو توڑ ڈالتا  
 اور جب کسی منکر کو دیکھ لیتا ہے تو او سکھو سٹا دیتا ہے بادشاہ نے کہا اسکو میان بلا لاؤ  
 جب وہ آیا تو اس سے کہا تو ہی وہ شخص ہے جو منکرات کو دیکھ کر غریب لوگوں پر انکار  
 کرتا ہے اور اونکے برتن خمر وغیرہ توڑ ڈالتا ہے دیکھو ہمارے سامنے یہ برتن شراب کے رکھے  
 ہیں بہلا ہم جب جائیں گے تو انکو توڑ ڈالے اسنے کہا میں ایک غریب ضعیف آدمی ہوں جو کوئی میری  
 طرح غریب ضعیف ہوتا ہے میں اوپر انکار منکر کا کرتا ہوں اسلئے کہ اوپر مجھ کو قدرت پہنچتی  
 ہے اور تم بادشاہ ہو سو تمہارا حال وہ ہے جو کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ویسا لونا عن  
 الحبال فقل بیسفہا کر بی شفا فیذہا قاعا صفا صفا کہتری فیھا عوجا ولا امتا  
 پادشاہ رونے لگا اور کہا مجھ پر ہی انکار کرادیا اوٹھکر ان برتنوں کو ان طاقت سے اوٹا کر بیٹھ  
 او سے نیون ہی کیا اور پادشاہ نے تو یہ کی سپر آئندہ وہ کام نکلیا مطلب آیت کے پڑھنے کا  
 یہ ہو کہ تمہاری مثال ایسی ہے جیسے کوئی پہاڑ ہو سو پہاڑوں کا خاک میں ملنا اور زمین  
 کی طرح ہموار کر دینا کام اللہ کا ہے تمہارا انکار کرنا اور تمہارا مٹنا او اس عزیز منتقم کا کام ہے  
 نہ مجھ سے ضعیف بچا رہے بلکہ حقیقت غریب آدمی کا اسے معلوم ہوا کہ اتصال سلاطین میں  
 نرمی آفت ہی نہیں ہوتی ہے بلکہ کبھی اگر حجت عباد و دفع فساد بھی ہوتا ہے

زنا برا نہیں یہ شغل کچھ بہلا بھی ہے

اگرچہ حشمت میں صداقت اور بلا بھی ہے

کہ یہی یہ بات کہ جو بیعت اموال بائیسہ مین ملوک کے ہیں اور نہیں ظلم رعایا پر واقع ہوا ہے  
 اور ان اموال کا ملوک و رؤساء سے اہل مناصب کو قبول کرنا جائز ہے یا نہیں سو جواب اسکا  
 یہ ہے کہ ہاں جائز ہے بدلیل حدیث مستقدم عمر رضی اللہ عنہ ما جاءك من هذا المال وات  
 غیر مستشرف ولا سائل فخذة الحدیث علاوہ اسکے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت  
 ہو چکی ہے کہ حضرت نے اہل کتاب پر جزیہ مقرر کیا تھا اور وہ جزیہ الطیب اصل اموال ٹھیل  
 تھا حالانکہ اموال مین اہل کتاب کے اثمان خمر و خنزیر و رباسب تھے اور وہ ان امور کا  
 تعامل رکھتے تھے یہ بھی آیا ہے کہ حضرت نے ایک یہودی سے طعام قرصن لیا تھا اور  
 اس کے عوض اپنی زرہ پہن کر بی تھی اس وجہ سے جس کسی شخص کے لئے کچھ فطیفہ یا ادراہ  
 یا جاہلیت بیت المال سے مقرر ہے اور وہ اسکو ملتا ہے تو اس شخص کو لیتا اور سکا بدو  
 کشف حقیقت حال کے درست ہے ہاں اگر یہ بات جان لی ہے کہ وہ مال بعینہ مال  
 حرام ہے اور بادشاہ نے رعیت سے بغیر وجہ شرعی جائزہ کے لیا ہے اور اسکے واپس کرنا  
 طرف مالک کے یا کسی کلی حاصل ہو گئی ہے اور اس مال کو بادشاہ نے اہل علم و فضل مین  
 صرف کیا ہے تو یہ صرف یہی اپنے موقع پر ہے اور مطابق محل کے واقع ہوا ہے اسکے لئے کہ  
 یہی لوگ مصرف اموال مظالم ہیں بلکہ احسن مصارف یہی مصرف ہے طعن طاعن کی  
 حق مین اور اہل علم و فضل کے جو نزدیک سلاطین کے آمد و شد رکھتے ہیں یا اہل مناسبت  
 دینیہ ہیں راجع طرف طعن و لمن ایک است کثیر کی اہل اسلام سے ہوتی ہے اسکے لئے کہ  
 زمانہ خلافت سے ایسا کوئی سلطنت و سلطان خالی صحبت سے اہل علم کے نہیں  
 رہا ہے اگرچہ ایک ہی شہر یا قطر کا حاکم یا والی کیون نہو یہ محض اس طاعن لائن کا نظریہ  
 و اعتقاد باطل و خاطر الزلل و تخیل فاسد و تصور کا سد ہے کہ وہ انصال کو علما و فضلاء  
 اہل دینت و اہل ملوک و اہل امور سے ناجائز جانتا ہے اور نہیں سمجھتا کہ بعض احوال مین بعض  
 منکرات اسکے سبب سے دیکھ جاتے ہیں اور بعض منکرات سے چشم پوشی کرنا انکا اس وجہ سے

ہوتا ہے کہ اگر بابت اوس منکر کے زیادہ انکار کریں گے تو اوس سے کوئی اعظم تر منکر واقع ہو گا  
**حکایت** ایک پادشاہ نے ایک شخص کی گردن مارنا چاہا تھا ایک عالم صاحب منصب جو عدم  
 استحقاق اوس کا شرعاً واسطے قتل کے جانتے تھے ہمیشہ اوس سے مافعت کرتے اور پادشاہ کو گردن  
 مارنے سے روکتے یہاں تک کہ آخر کو یہ بات ٹھہری کہ قتل تو کیا جاوے لیکن مار پیٹ کر نا چاہئے  
 اور وہی عالم اپنے ہاتھ سے اوس کو مارین نا چا را ایک مجمع میں اوس شخص کو لیجا کر چند ضربات  
 اوس کے ہاتھ سے لگائے گئے اہل مجمع نے متفرق ہو کر اوس عالم کو گالیوں دینا  
 شروع کیا کیونکہ ظاہر میں یہ ایک امر منکر تھا جو اوس کے ہاتھ سے ہوا حالانکہ اوس عالم کا کام  
 انکار منکر تھا نہ ارتکاب منکر یہ اسلئے کہ اون لوگوں پر حقیقت امر سنکشف نہ ہوئی ورنہ اوس عالم  
 کو وہ ویسے اور نہایت رعب و وحشت کی کاروائی سے مرضا نہ ہوتے جاہل نے سمجھا کہ اسے فساد کیا ہے  
 حالانکہ وہ عین صلاح تھا **حکایت** صاحب شقائق نے نقل کیا ہے کہ پادشاہ روم نے  
 حکم قتل ایک جماعت اہل اسواق کا دیا تھا اسلئے کہ اونہوں نے بجا آوری حکم سلطان کی  
 بمقدمہ نرخ بعض بضائع منہین کی تھی پادشاہ باہر آئے اور واسطے قتل کے صف بندی  
 کی گئی بعض علمائے پاس پادشاہ کے جا کر کہا کہ الا قتل کرنا شرعاً و انہین ہے پادشاہ  
 سوار تھا یہ زیادہ سے پادشاہ نے کہا انہوں نے خلاف ہمارے حکم کے کیا ہے انکے قتل  
 میں کوئی جابی عذر نہین ہے عالم نے کہا یہ لوگ یہ چرچا کرتے ہیں کہ انکو عزم سلطان کی  
 خبر نہین پہنچی تھی پادشاہ نے غضب شدید میں اگر سواری اپنی روک لی اور یہ بات کسی کہ  
 یہ تمہارا عمدہ نہین ہے عالم نے کہا بلکہ میرا یہی عمدہ ہے اسلئے کہ اس میں حفظ تیرے دین کا  
 ہے اور بچانا دین کا میرے ذمہ پر واجب ہے اور عالم کا یہی کام ہوتا ہے پادشاہ نے انوں  
 سب کو رہا کر دیا وہ سب قتل سے بچ گئے اس جگہ نظر و بصیر عالم کو دیکھنا چاہئے کہ اگر ابتداء کلام  
 میں وہ مثلاً یہ کہتا کہ مخالفت تمہارے حکم کی واسطے انکے موجب قتل کی نہین ہے تو وہ بچار  
 اس کہنے سے ہلاک ہو جاتے رہائی نہ پاتے اور اگر اس قول سلطان پر خاموش رہتا کہ یہ تیرا

ہمدہ نہیں ہے تو وہ مقتول ہو جائے مگر عالم نے ایک وسیلہ مقبولہ پیش کیا جس کا بڑا اثر  
 سلطان میں پیدا ہوا اب اگر کوئی شخص حسبِ حقیقت اس حال کی معلوم نہیں ہے اس باجگر کو  
 سننے کا تو یہی کہیں گے کہ مساعت کتنا اس عالم کی مخالفت اور سلطان میں اور عدول کتنا اس کا  
 طرف عدم بلوغ حکم سلطانی کے امر منکر ہے اور اس عالم کو مدہن فی الدین سمجھنا اگر عقل ہو  
 تو معلوم کر لیت کہ اس عالم نے کتنا بڑا احمدہ کام کیا کہ ایک جماعت مسلمین کو قتل سے بچا لیا جس  
 سے معلوم ہوا کہ بعض افعال مخالف شریعت بعض حالات میں اور اسی طرح بعض اقوال مخالف  
 کبھی خلاف مقتضای ظاہر ہوتے ہیں حالانکہ نفس الامریٰ اعظم حسنات احسن طاعات ہیں  
 پھر جو کام محتمل ہے اس کا کیا ذکر ہے اسلئے کسی مسلمان کو نہ چاہئے کہ انکار میں مسامت کرے  
 غیبت و بدعت میں بدون تحقیق حال کے پھس جائے یہ شتاب کاری جہل صریح و حق و مرجع  
 ہوتی ہے بلکہ ایسا عالم فاضل و نیدار جسکی وجہ سے پادشاہ کسی قدر راہ راست پر آوے لائق  
 دعوات کے ہوتا ہے نہ مستحق انکار مگر حال اکثر خلق کا یہ ہے کہ اگر اچھی بات سننے میں تو  
 اسکو چپا رکھتے ہیں اور اگر بُری بات معلوم کرتے ہیں تو اسکو سپیلاتے ہیں کما قیل ۵

اِنْ اِذَا عَاوَا نَ لَمْ يَسْمِعُوا كَإِذَا دُعُوا

اِنْ يَسْمَعُوا لَمْ يَخْفَوْهُ وَاِنْ يَسْمَعُوا

یہ ترجمہ ہے بعض بارات کتاب دلیل الطالب کا تمام تقریر اس مقام کی ہے کتاب مذکور میں  
 کسی سے حکایت شوکانی رح نے ذکر کیا ہے کہ ایا م طلب علم میں اجتماع ہمارا ساتھ ایک  
 جماعت اہل علم کے ہوا تھا بعض علمائے ایک وزیر کی سبب بدست کی اور خوب ہی برا بھلا  
 اسکو کہنا مینے منکر نہ کرے کہ ماہین تھماؤ اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تو میرے سوال کا سچا جواب دے  
 کہا بہتر ہے کہ یہ آبروئی و بدگوئی اوس وزیر کی جو تو نے کسی کسی وازع دینی کے سبب سے  
 کی ہے جسکو تو اپنے جی میں پاتا ہے اسلئے کہ اوس وزیر نے جسکو تو نے اس قدر برا کہا اسکا  
 کسی منکر کا کیا ہے یا کسی مظلوم پر جرات کی ہے یا کوئی مظالم اوس سے وقوع میں آئے ہیں  
 یا یہ جرائی اوسکی اسلئے ہے کہ وہ دنیا میں خوش حال آسودہ خاطر صاحب عیش و نعمت ہے اوس

شخص نے تھوڑی دیر فکر کی کہ الیس ذلک الا لکون الفاعل ابن الفاعل یلیس لنا عمر من  
الشیب ویکل الفاعل من الدواب یعنی یہ بڑا جھکا کتا میرا اور سکو اسلئے ہے کہ وہ حرام زادہ اچھے  
اچھے کپڑے پہنتا ہے اور عمدہ عمدہ جانور دن پر سوار ہوتا ہے اس طرح کے اور چند حالات اس کے  
گن کر بتائے سارے حاضرین مجلس ہنس پڑے تب میں نے اس شخص سے کہا کہ یا راتبو تو ہی ظالم ہے  
اس منظمہ کا مواخذہ کل تجھے سامنے اللہ قادر کے ہو گا اور حشر تیرا ہمراہ اور دن ظالموں کے ہو گا  
جو اتنی کسی کی آبروریزی کرتے ہیں کیونکہ ظالم آبروریزی کا اشد ظالم ہے مال کا منظمہ آبرو کے  
منظمہ سے کم ہوتا ہے ۵

وئسلجہ اعراض لنا وعقول

یعون علینا ان تصابح سومنا

مصدق اس حکایت کی اس زمانہ آخرین نزدیک اہل بلد و اہل عصر کے جو بالغ مبلغ محسوس نہیں ہیں  
بعض جیسے غریبہ الدیار میں جنکو کوئی واسطہ صوری و معنوی ساتھ ان حساد انفراد کے نہیں ہے  
وئسلجہ الاحرار انعوذ بالک من جملہ البلاء و درک الشقا و سوء القضاء و شقاء الاعداء

صودرا چکنم کوز خود برنج درست

توانم آنکہ نیازم اندرون کسے

میری گزارش خدمت میں ان حساد و اعداء کے یہ ہے ۵

فتک سبیل لست فیھا با و حد

تتمی رجال ان اموت وان امت

بہر حال اہل علم نے فرمایا ہے کہ ظلمہ اعراض پر نسبت ظلمہ اموال کے جبری تر ہوتے ہیں  
اسلئے کہ ظالم مال کے لئے ظلم پر کوئی وازع ہوتا ہے کہ وہ یہی مال ہے جس سے قیام عیش و بقا  
حیات کا ہوا وہ سبب اس منظمہ کے اپنی دنیا میں منتفع بھی ہوتا ہے گو سمجھت بخت و حرام صرف ہی کیوں  
نہو بخلاف ظالم اعراض کے کہ اسکو سوای غیبت و خسران کے کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا ہے اور  
نفوس شریفہ اس سے نفرت کرتے ہیں اور طبائع سلیمہ اسکو ذلیل و خوار سمجھتے ہیں و بالتلذذ  
آج ۲۸ ربیع الاول ۱۲۸۵ ہجری روز شنبہ کو یہ سالہ چہارمین آغاز ستارہ انجام پہنچا و الحمد للہ اکلا و اخر

ک ت م

# فہرست سالہ ستمہ الجبال

<p>وضع جوارح سلف و بیع شرطین فی البیع دو بیع در یک بیع بیع مال المضمین بیع شے غیر موجود بیع حکوک</p>	<p>بیع صوف بر پشت بیع روغن و در شیر بیع محاقله بیع مزایہ بیع معادہ بیع محاضرہ بیع عربون</p>	<p>مقدمہ بیانین تا کیا اکل حلال کے باب اول اس بیانین کہ بہتر رزق وہ ہے جسکو اپنے ہاتھ لے لیا ہے اور طلب رزق میں اجمال چاہئے نہ حرص علی المال۔</p>
<p>باب سوم بیان مین مکاسب مجربہ کے</p>	<p>محصول الکبازی بیع کالی بکالی</p>	<p>باب دوم بیانین بیع حرام وغیرہ کے</p>
<p>ربا یعنی سود و غاری ربا فضل ربا باند ربا نساء ربا قرض بیع میوہ تر خشک بیع جنین بجنس با عدم نسادہ تحیل در ربا فروخت لحم بجوان بیع عینہ</p>	<p>بیع قبل قبض بیع قبل وزن استثنا و مجہول در بیع تفریق بیع والدہ و ولہ بیع حاضر للبادی تما جنش شراؤ علی الشراؤ تلفی رکبان بیع حاکم طعام</p>	<p>بیع خمر بیع مردار بیع خوک بیع اصنام بیع سگ بیع گرہ بیع خون عسب فحل بیع شحم یتیمہ بیع عنب بیع زریب بیع امرد بیع کنیز بیع چوب بر آلات لہو</p>



غش فی البیع	بطاطی	مردار	شمیثہ
بیع محر	اکل ربا	خنون	افیون
قمار	موکل ربا	لحم خوک	بنج
غضب	بیع شئی معیوب	مال ابل بے بغیر اللہ	عنبر
سرقت	اقتویہ سازسی	منخفہ	زعفران
خیانت	گداگی	موقوفہ	جائفل
شہادت زور	نقص ذریع	مترویہ	قات
اخذ مال بکلف کذب	اخذ قرض بپیش عداوت	لطیجہ	تاکو
اخذ مال بلبو و لعب	شرک و بیعت عدم ادا شدن	بقیہ اکل سبع	گوشت خر
شرک مال سرقت	مال وقف ناجائز	مذبح علی النصب	دوا احرام
کس	لقطہ ناجائز	ذبیحہ علی اسم غیر اللہ	دوا اسکر
مال یتیم	مال وصیت	ذبح للہو و للعب	مستخفیث
محمد عاریت	مال ودیعت	اکل سوانب بجائز و غیرہا	قنفذ
اکل رشوت	اجرت رقص	ذبح للسلطان	سسم
نقص کیل	اجرت سرود	ذبح للشیطان	اکل لحم جلالہ
نقص وزن	اجرت مسخرگی	اجرت استقام	شراب لبن جلالہ
سحر	اجرت دروغ	اکل نجاست	باندہ پنجرہ یا نین الفراء
نجوم	اجرت وکالت ناجائز	اکل شئی حرام	اموال محرک و غیرہ
زنا	اجارہ ظالمانہ	اکل شئی مستقدر	غنائم
لوضہ	بیا ب چھام بیا نین	اکل شئی مضر	فیئ
دلالی	مطاعہ و اثر بر محرکہ کس	اکل نبات و لبن شتہ	زکوات

کرایہ مکانات	مال موسمی بہ	سنگ تراشی	مشتبہ
کرایہ دو اب	مال میراث	وزن کشتی	خلاصہ بیان
صدقہ فطر	طعام میریان	تیر اندازی	مین حجاز کسب رزق
لحم اضحیہ	زراعت	طبع کتب	کے واسطے اپنے اور
مال مہر	تجارت	شتر بانی وغیرہ	اہل و عیال کے اور
مزدوری	خیاطت	عطر فروشی	طلب تو نگری
نوکری چاکری	آہنگری	بیشہ فروشی	الصال بلوک
کسب حجامت	معماری	روغن فروشی	اخذ مال از ملک
مہربانی	درودگری	نعلین فروشی	سخت
حلوان کاہن	غزل	جامہ فروشی	
اجرت اذان نماز	نسج	باب ششستہ بیان	
قفیر طحان	فلاحیت	مین تیسیر اکل حلال	
اجرت تلاوت قرآن	صدید	کے ہر زمانے مین	
کرایہ زمین یہ حلال ہے	غواصی	اصل اول	
آمدنی جاگیر	سناری	اصل دوم	
احیاء موات	شیشہ گری	اصل سوم	
مال کتابت غلام	خشت پزی	اصل چہارم	
ہدیہ	کتابت کتب	اصل پنجم	
آمدنی زندہ قبور و موات	باور چمگیدی	شرح حدیث شہادت	
واعاس	گادری	حلال بین	
آمدنی دیت قتل	رنگینزی	حرام بین	

# صحت نامہ سعة الجمال

صفحہ	سطر	خطا	صواب	صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳	۲	ہوا تھا	تھا	۴۷	۱۸	قرانی	قرانی
۴	۱۵	ہمت	ہمت	۴۸	۷	حشیہ	حشیہ
۱۵	۷	ہیل	پہل	۴۹	۲۰	ہاتھ	شارب
۱۶	۱۳	مزانہ	فرانہ	۵۰	۱۰	ہاتھ	شارب
۷	۱۵	کاحومن	کوحومن	۵۱	۲۰	ہاتھ	شارب
۲۳	۱۶	فیہما	فیہما	۵۲	۲	باب	باب
۲۵	۳	خروا	خروا	۵۳	۹	اولیں	اولیں
۲۶	۱۰	بناتے	بناتے	۵۴	۱۸	اسدم	اسدم
۲۸	۱۱	تلاہ	تلاہ	۵۵	۲۱	رکوع	رکوع
۳۲	۱۳	ابن	واہن	۵۶	۶	جوینی	جوینی
۳۰	۱۹	رکما	نہ رکما	۵۷	۱۳	لحمان	لحمان
۳۶	۲	اتفاق	پڑھتے	۵۸	۱۸	جاریہ	جاریہ
۳۸	۱	اسی	الیسی	۵۹	۲۰	کیا ہے	کیا ہے
۳۹	۱۶	یہ ذکاۃ	نہ ذکاۃ	۶۰	۸	سبب	سبب
۴۰	۱۷	لپٹنا	لپٹنا	۶۱	۱۵	استکمار	استکمار
۴۱	۱۳	آیت	آیت کے	۶۲	۳	الطالب	الطالب
۴۴	۱	مکر	مکر				

قطعه فارسی بطور تقریر لکتاب سعه البحال از تصنیف  
احمد خان صوفی مستحکم مطبع مفید عام اگر سله التام التعل

مسیر صدیق حسن خان بهادر نواب  
از تصانیف تو صد نعمت الوان پیدا  
رشته کلک تو بر صفحہ فشانند گوهر  
لب شیرین تو در خلق و جهان شود افکن  
گوش گل از سخن پاک تو چون کان گهر  
از فی کلک تو بہتر نتواند کہ زند  
شاخ سر سبز قلم گل مضمون بخشند  
قلمش حاصل صد کان بدہد وقت رقم  
دل و جان باد فدا بر ہمہ تصنیف جدید  
بر کتاب تو اگر حرف بگیرد ناکس  
رنگ گیر و چو چین کاغذ ابيض بکفت  
اگر تو نسیم دل من بہ لسان العطران  
گرد من حقہ لعش بتکلم آید  
آتش لعل کند از لب لعلین خاموش  
خضر وقت است کہ از پند گران ماینه خوش  
دور نواب بگوید کہ بخور خون و مغرور  
صوفی از درد و غم کثرت عصیان و شہا

خامہ تست کہ صد گوہر غلطان بریزد  
ہر کتاب تو شکر در دہن جان بریزد  
ہمچو آن قطرہ کہ از ابر بہاران بریزد  
صد نمک دان بدل زخمی سبحان بریزد  
پیش رنگ رخ تورنگ گلستان بریزد  
نغمہ بر نغمہ اگر مرغ خوش السحان بریزد  
ہمچو آن سخیل کہ اشارتہ اوان بریزد  
لب لعلش در ویا قوت در خشتان بریزد  
کہ سہ رنگ نصیحت بہ عزیزان بریزد  
سطر سطرش بگل کجھل صفایان بریزد  
از فی خشتک قلم سنبل و ریحان بریزد  
آنکہ نور سے بدل مرد مسلمان بریزد  
گوہر سے چمن بہر حبیب بدامان بریزد  
آبرو سے گہرا ز گوہر دندان بریزد  
در لب تشنہ دو صد چشمہ حیوان بریزد  
سایہ در جام اگر لاله بستان بریزد  
لعلش دل بہرہ اشک از سرمہ گلان بریزد